Title - KHUDAWAND-E-NEMAT; HINDI MASNAVI MAULANA RAUM.

Creator - Roomi; Shah Mustaan

Publisher - Naeemiya Press (Calcutta).

Date — 1261 H

Pages - 278

Subjects - N A.

خداوند نعمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مثنوی شریف کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد حق جو نے زبان پر لا سکے * بے نشان کا کیا نشان بتا سکے
ممکن وحادث ہیں سب نامستقیم * پاوین کب واجب کے اسرار قدیم
ہی منزہ ذات پاک ذوالجلال * نارسا اُس تک ہیں وہم و خیال
فہم ہی اس معرفت مین داغ داغ * عقل بھی پاتا نہین اُسکا سراغ
گرچہ ہی وہ جزو کل مین جلوہ گر * پر نہ دیکھے ہی اُسے صاحب نظر
ہی جہان اُس سے وہ اپنی ذات سے * ہو گیا معلوم مد و مات سے
یہہ جہان فانی ہی باقی اُسکی ذات * کچھ نہین موجود جز ذات وصفات

ہر صفت میں خود وہی موصوف ہی * خواہ وہ مجہول یا معروف ہی
جزو سے تا کل آپکے کام ہیں * صفت میں تو ظاہر ابد نام ہیں
ہی وہی ساقی وہی جام وشراب * نشۂ غفلت میں ہیں ہم تم خراب
دیکھ تک اپنے کو کر اپنے سے دور * جلوہ گر ہوتا ہی وحدت کا ظہور
جب تلک اپنے میں تو ہی پای بند * پاوے کیونکر وہ نشان ارجمند
آپ سے سب کچھ کیا پر سب سے غیر * آپ ہی ہی آپ سب باقی بجز
طرفہ استادی ہی اس استاد کی * جسنے اس خوبی سے یہہ بنیاد کی
عرش اعظم استوی الرحمن ہی * جلوہ گہہ اسکا دل انسان ہی
عرش حیران ہی کہاں رحمن رحیم * آدمی سرگشتۂ امید و بیم
مہر سے لے ماہ تا شام و سحر * ڈہونڈتا اسکو پھرے ہی در بدر
بحر نالان ہی برای کردگار * ابر انکی دوری میں سدا ہی اشکبار
ہی غرض ہر ذرہ اندر جستجو * پر جدا اُن سے نہیں ہی ذات ہو
آفرین ای اوستاد با کمال * تجھکو ہی یہہ سحر سازی ہی حلال
مشت مٹی کو جلا تونے دیا * جس تجلی کو ملک سجدہ کیا
بے ستون ایک بنایا آسمان * جسمیں حیرت ناک سب ہیں انس و جان
کیا زمین کو آب پر رکھا الگ * جسمیں سرگردان ہیں سب جن و ملک
آفرینش کا تیرے کب ہو شمار * کر دیا اک بات میں ہژدہ ہزار

عاجزی پھر سمجھے ای ذات پاک * وصف تیرا کیا کرے ایک مشت خاک
جب کہ لا احصی ہو قول خاصگان * انکی امت سے ہو کب اس کا بیان
میں ہوں گرد اس خاصگان کی راہ کا * چور ہوں یارب تیری درگاہ کا
عمر ساری معصیت میں کھو دیا * آسرا غفار اب ہے گا تیرا
گرچہ میں عاصی ہوں تیرا صبح و شام * عاصیوں کو بخشنا تیرا ہے کام
پھر نام مصطفی اور آل پاک * سب تمہاں کو بخش دے مت کر ہلاک
پھر اسکے خاص چار اصحاب کے * سب میرے احباب کو بھی بخش دے

نعت میں سرور عالم خاتم انبیاء حضرت محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے

مصطفی کو کیا سمجھتا ای عزیز * چاہیے انکے سمجھنے میں تمیز
جب نہ تھا کچھ تھا قدم کا ایک نور * ایک بھی کہنے سے تھی وہ بات دور
اس کا وہاں ظاہر نہ تھا نام و نشان * گنج مخفی میں سراسر تھا نہان
جوش کھایا جلوۂ حسن ازل * بحر وحدت ناگہاں آئی ابل
عشق کی بہنے لگی اسپر نسیم * موج اول ہے وہی در یتیم
پس محمد اصل باقی پھول و پھل * شاخ و برگ و تخم ہو آئی نکل
آدم و عیسی سے لے کل مرسلین * پیش انہی خرمن کے سارے خوشہ چین
آب و گل میں تھے ہنوز آدم عام * تھا [illegible] کا [illegible] ان قدم

تھا ابھی تنور میں طوفان نوح * پاچکے تھے وہ نبوت سے فتوح
تھا ابھی گلزار ابراہیم نار * بے نشان تھا نور احمد آشکار
تھا ابھی نور ید بیضا نہان * وہ کئے روشن چراغ قدسیان
رب ارنی میں نتھے موسی ہنوز * وہ لقای حق سے تھے خاطر فروز
تھا دم عیسی ابھی تک بے ثبات * وہ کئے عالم کی ہستی کی برات
جملہ عالم تن محمد جان ہیں * اس مبارک نام کے قربان ہیں
جان عالم جملہ خاک پای او * نیست در عالم کسے ہمتای او
عالم غیب و شہادت کے میان * ہیں مثال برزخ اندر جسم و جان
باطن اسکا ہے سراسر نور ذات * ظاہر اتن کو نہیں سایہ سے نجات
گر نہیں سایہ تو کیا ہوگا عجب * خلقت عالم کے جب ہیں وہ سبب
خوان یغمان میں خدا کے انکی ذات * ہے نمک جنکو نکو کرتی کو نبات
مومنوں کو ہے شکر ایمان کی * کافروں کو زہر قاتل جان کی
سب غلام ہیں گے اسی او تار کے * کفر و ایمان چاکر اس دربار کے
رکھہ نہ اپنے سات ہرگز دلین کین * ہیں وہ بیشک رحمۃ للعالمین
مالک ملک زمین و آسمان * خسرو دین تاج دار انس و جان
ایک پلمین عرش پر نعلین چھوڑ * لامکان تک جاکے آئی باگ موڑ
کیا عجب انکو اگر معراج ہو * لی مع اللہ جن کے سر کا تاج ہو

نعت انکی کہنے کی کسکو مجال * گو فرشتہ ہو زبان گویا ہے لال
حشر تک بولین اگر جن و بشر * ہے یقین مجھکو نہو گی مختصر
ہے حقیقت انکی وحدت کا مقام * واحدیت ان سے پائی انتظام
احدیت کے راز کے مالک وہی * سب مراتب سے ہی انکو آگہی
مین بہت عاصی بہت حیران ہون * معصیت مین بیکس و سرگردان ہون
تم مقرر ہو شفیع دو جہان * تم مقرر خاتم پیغمبران
دو جہان مین کچھ نہین ہے آسرا * تم سوا یا خواجہ ہر دوسرا
یا رسول اللہ عنایت کیجیو * سب مجھو کی شفاعت کیجیو
چار یار اور پنجتن کے واسطے * سب امامان زمن کے واسطے
آل و اصحاب اجمعین کے واسطے * امہات المومنین کے واسطے
مجھپہ سب بھائی برادر ماباپ پر * سب میرے دلدار احباب پر
کیجئے یک چشم رحمت کی نظر * تا دو عالم مین نہو ہمکو ضرر
حق سے ہو صلوۃ تم پر یا رسول * دمبدم میری دعا ہووے قبول

سبب اس کتاب کے تالیف اور تصنیف کا

دوست تو ڈھونڈ ہو اگر عالم تمام * آدمی مجھ سا نہین پاؤگے نام
عقل کی مجھ مین نہین بو باس ہے * گر زبان ہو تو فقط وسواس ہے
ہو پریشانی سے کرتا تھا معاش * پر رہی مدت سے پیرو کی تلاش

پیر پایا پر نہ پایا مدعا * کیونکہ مین خدمت مین اُنکے کم رہا
بعد یک مدت بفضل کردگار * فیض سے مرشد کے دل پایا قرار
ہے مرا مرشد امام العارفین * شاہ اسمعیل بغدادی یقین
عرف اُنکا نام حضرت بادشاہ * پیر ہین پیرونکے آور شاہونکے شاہ
خاندان اُنکا ہی روشن افتاب * ہین میرے اجداد جسکے فیض یاب
ذات اُنکی معدن اسرار ہی * پر مجھے اس گنج مین کیا بار ہی
ذرہ گر خورشید سے ہو کامیاب * بے گمان معلوم ہی قدر نصاب
قطرہ گر دریا سے پاویگا کمال * اسکا سرمایہ ہی اسکے قدر حال
پر طفیل اُس شاہ دین کے دل مرا * دین کے رستے طرف مائل ہوا
ہر کہین پائی کتب اس راہ کی * عارفان کامل و آگاہ کی
دیکھنے مین انکے تھا مائل ضمیر * سب مین پایا مثنوی کو بے نظیر
مثنوی تفسیر ہے قرآن کی * مثنوی کنجی ہی کل عرفان کی
جو کہ ہے حضرت جلال الدین روم * ذات پاک انکی تھی ایک بحر علوم
اول اس سے کرکے تھوڑا انتخاب * روز شب ہونے لگا مین بہرہ یاب
دل مین یون آیا کہ گر یہہ مثنوی * ترجمہ ہو در زبان ہندوی
سہل تر مقصد کو پاوین دوستان * پر و ماغ اسکے سمجھنے کی کہان
حاصل اسکا کر نصیحت اقتباس * ترجمے کا اسکے ڈالا ہی اساس

ترجمہ ایسا کر مطلب ہو بہم * گر خطا ہو الفاظ میں کچھ بیش و کم
کچھ رعایت بھی رکھی ابہام کی * تا رہے مرغوب خاص و عام کی
استعانت روح پاک انکی سے کر * خار نقاش کا چیرا جگر
تب بہ سختی کو لگا خون سیاہ * نارسائی بھی مری تھی عذر خواہ
عذر خدمت میں اولوالالباب کے * سب بزرگان اور سب احباب کے
ہے تمنا عاصی نا چیز کی * جو نہیں رکھتا ہے بو تمیز کی
گر خطا دیکھو تو ہونا عیب پوش * یار ہو اصلاح سے اسکے خموش
ور کہیں نادر صواب آوے نظر * یاد کرنا تم دعا سے سر بسر
کام رکھنا بندے اس شاہ کی * چھوڑ تقصیرات اس گمراہ کی
حرف حرف ہے اس کتاب پاک کا * گوہر بے عیب و امثال بے بہا
پوت اور در میں پرویا بیدریغ * میں تو گیا ہوں ما بھی مضمون بیچ
پھول کو گھیرے ہے اندر خار بن * لیجو اس خار بن سے پھول چن
کیوے چن اس گل کو بلبل آشکار * ہے گل خورشید حسن گل پر نثار
مطلب اسکا گل عبارت خار ہے * خار گل ہونا بہم ناچار ہے
گل بغیر از خار کے ہوتا ہے کب * خار سے گل چاہئے کرنا طلب
خار سے پیدا گل رعنا ہوا * بلبل اس پر عاشق شیدا ہوا
طالبان معنی اسرار دین * عشق میں بلبل سے ہرگز کم نہیں

واسطے اس گل کے ای صاحب شعور * خار کی منت اٹھانا ہی غرور

نکہت اس گل کی جو پاوے گر دماغ * اسکا دل ہو عشق حق سے باغ باغ

پس اسے فردوس عالی ہی مقام * اس لئے باغ ارم ہی اسکا نام

نام اسکا میں رکھا باغ ارم * رکھ مدام اسکو خدایا محترم

سال بھی اس نام سے ہی آشکار * ایک ہزار و دو صد و چہل و چہار

ہو مبارک دوستداروں پہ یہہ باغ * دشمنو نکو ہو جیو سینے میں داغ

ای جناب پاک مولانای روم * خوف سے گھٹتا ہوں میں مانند موم

کیوں کے درد آمیز ہا آپ صاف * لطف سے کرنا میری جرأت کو معاف

آب کیا وہ پاک ہی آب حیات * نظم ہی ظلمت میرا فی حد ذات

ذائقہ اس آب کا جس نے چکھا * اسکو بے شک ہی ملے ملک بقا

پس جو ہی آب بقا کا تشنہ لب * نظم سے میرے کرے اسکو طلب

آغاز اس کتاب مستطاب کا بوسیل ترجمہ و انتخاب کے

نی حکایت جب کرے ای پسر * من جدائی کی شکایت مدر بسر

نی وہی عارف جو کہتا دم بدم * میں نہیں جز موج دریای قدم

ذات سے اپنے ہوں میں فانی و لے * جلوہ گر ذات خدا مجھ سے ہی سے

بانسری والے سے میں دمساز ہوں * عشق میں اسکے فدا جانباز ہوں

حق سے ہوں موجود اپنے سے عدم * جو کہا حق نے کہوں میں دمبدم

مین جو کرتی دردسے آواز ہون * باخدا مین سوز ہون یا ساز ہون
اس سبب سے مین جو کہتی راز ہون * مذہب عشاق سے غماز ہون
جو صدا نکلے ہی مجھسے جان گداز * ہی حقیقت مین صدای نے نواز
خواہ فرقان خواہ انجیل و زبور * ہی کلام حق کو میرے سے ظہور
نی نواز یکدم ہو گر مجھسے جدا * نے سے کوئی پھر میرے نکلے صدا
جون قلم ہون ہاتھ کاتب کے اسیر * اسکے جنبش سے ہون مین جنبش پذیر
ذات سے اپنے نہین جنبش مجھے * تاکہون ایک حرف بے اسکے کہے
ہاتھ سے کاتب کے مین ہے اشتباہ * صفحۂ کافور کرتی ہون سیاہ
گرچہ ہر لحظہ ہرنگ آبنوس * کھینچتی ہون مو خط زلف عروس
ہے عبارت ہای رنگین ہر نمک * شکر حق ہو یا شکایات فلک
یا نوید وصل یا درد فراق * یا بیان حسن شرح اشتیاق
ہر سبب فعل ہی نقاش کا * نقش جو نقاش نے بنایا کہ
گر مجھے چھوڑے زمین پر یکنفس * خشک یکسو ہون رہی نہ دسترس
جب سے کاٹا ہی نیستان سے مجھے * مرد و زن روتے ہین نالان پھرے درد سے
نیستان وحدت ہی جسمین ہی عدم * ایک تھا نور قدم سے مل بہم
جملہ اعیان جہان روز ازل * تھے نہین خواہان درد و غم بدل
نا تو وہستی کی کچھ بو پائے تھے * نا کسیکے غم مین وہ آئے تھے

متحد تھے ذات سے حق کے تمام * تھا نہین کچھ انمین غیریت کا نام
ناخدا سے تھے جدا نا ہم دگر * غرقۂ دریاے وحدت سربسر
پانی جنبش ناگہان دریا ی جود * خود مین خود سے سب کا خود دیکھا نمود
امتیاز علم آیا درمیان * بے نشان کا سب ہوا ظاہر نشان
واجب و ممکن ہوئے از ہم جدا * رسم و آئین دوئی پایا بنا
موج زن پھر ہو گیا بحر محیط * آگئی ساحل کو ارواح بسیط
پھر ہوئی یک موج ویسی ہی عیان * برزخ جامع میان جسم و جان
ہے مثال مطلق اس برزخ کا نام * درمیان جسم و جان آمد کا مقام
موج پھر یک اور آئی بحر سے * جسم بن جسمانیان ظاہر ہوئے
جسم کے اطوار بدلے چند بار * طور آخر آدمی ہے خاکسار
سب بسر ہر ہر مراتب کر عبور * اصل سے اپنے ہوا انسان دور
گر نہین وہ وصل کا پاوے ثمر * کون ہے انسان سے مہجور تر
فرد ہیں اسماء خالق ای ودود * عالمان اندر شیونات وجود
موج زن اعیان جملہ ممکنات * جو قبولے فعل اسماء و صفات
جب تمام اشیا و اسما کا قصور * رتبۂ انسان مین رکھے گا ظہور
جبکہ سب رہتے ہیں ساتھ انسان کے * اصل سے اپنے جدا ہم کیون ہوے
اصل سے اپنے جو ہوتا ہی جدا * ڈھونڈھتا ہے وصل پھر کر اصل کا

چاک ہو سینہ بشمشیر فراق * تا کہوں میں اہل درد اشتیاق

میں ہر محفل پھر انالان ہوا * جنت بدحالان و خوش حالان ہوا

گرچہ ہر یک شخص میرا یار تھا * پہ نہ میرا واقف اسرار تھا

بھید میرا دور نالے سے نہیں * لیک چشم و گوش بستے ہیں کہیں

جان تن سے تن سے جان پنہان نہیں * لیکن جان کو دیکھے امکان نہیں

بانگ نائی کی ہے آتش میں ہوا * جسم میں جو آتش ہووے ہو فنا

عشق کی آتش جو ہے نے میں پڑی * عشق کی جوشش ہے جو مے سے آ چڑی

نی عجب کچھ زہر اور تریاق ہی * نی عجب دمساز اور مشتاق ہے

نی عجب پھر کچھ سخن کرتی ہے ساز * بولتی ہے عشق مجنون کا بناز

محرم اسرار کا بے ہوش ہے * کب خریدار زبان جز گوش ہے

کاملونکا حال کب پاوین ہیں خام * پس سخن کوتاہ کر اور والسلام

قید ہستی چھوڑ دے ای بے خبر * کب تک پابند قید سیم و زر

کوزۂ چشم حریصان پر نہیں * تا صدف قانع نہیں پر در نہیں

فاسقی میں جو گریبان چاک ہے * حرص کے عیبوں سے یکسر پاک ہے

شاد ہو اے عشق خوش سودا میرے * ای طبیب جملہ علت ہاے مرے

تو دوائے نخوت و ناموس ہے * تو ہی افلاطون و جالینوس ہے

عشق سے خاکی فلک پر ہے سوار * کوہ آیا رقص میں دیوانہ وار

جفت ہوتی گر لب دمساز سے * بولتا مین بولنے کے راز سے
ہم زبانون سے ہوا جو ہے جدا * بے نوا ہے گرچہ ہووے بانوا
جب گیا گل آئی گلشن مین خزان * راز پھر کچھو لین کہان پر بلبلان
سب وہی معشوق عاشق ہے حجاب * مردہ عاشق زندہ معشوق خوشاب
عشق کو عاشق کی پروا گر نہو * مرغ ہے بے بال و پر افسوس او
کس طرح مجکو رہے ہوش و قرار * جب نہو ہمراہ میرے نور یار

حکایت بادشاہ کی جو لونڈی پر عاشق ہوا تھا

دوستو میرے سنو یہہ داستان * خود حقیقت مین ہمارا ہے بیان
بادشاہ پہلے زمانہ مین کہین * تھا اسے سب حشمت و دنیا و دین
از قضا یکدن وہ شاہ نامدار * لے خواص اپنے گیا کرنے شکار
راستے مین یک کنیزک دیکھکر * دل ہوا اس شاہ کا زیر و زبر
ہوگئی زلف اوس بت سیمین کی دام * شاہ تھا سو ہو گیا اوسکا غلام
مرغ جان اوسکا تڑپنے کو لگا * مال دے اوس آفت جانکو لیا
جب خرید اوسکو کیا پائی مراد * ناگہان بیمار شد آن حور زاد
ہے عجب نیرنگئی دنیاے دون * دیکھیے دکھلائے سے آدم ہو زبون
تھا کسی کا خر نہ تھا پالان اسے * پایا پالان لیگئے خر باندھ کے
تھا کسی کا کوزہ پر پانی نہ تھا * جب ملا پانی تو کوزہ پھٹ گیا

کرا طبا جمع یکسر شہر یار * درد سے ہر ایک کو بتلا زار زار
جان ہے اصل و جانان ہے عزیز * در دمیں اسکے کرو کچھ تمیز
کہہ اٹھے ہم اسمیں جان بازی کرین * جمع کر خاطر کو اندازی کرینا
ہم تو ہیں ہر ایک مسیح روزگار * ہے دوا ہر مرض کی در اختیار
پر نہ یوں بولے خدا چاہے اگر * بس دکھایا حق انہیں عجز بشر
ترک استثنا سے کب پاوے مراد * جو ہو فضل خدا پر اعتماد
ہیں بہت ایسے نہ نکلے منہہ سے بات * جانکو رکھتے ہیں استثنا کے ساتھ
بندگی سرمایۂ دولت ہے جان * خود نمائی سے بے نصیبی کی نشان
جتنی کی تدبیر اور اسکی دوا * بے اثر تھی مرض افزون تر ہوا
چاہتے ہی سرکنگبین صفرا بڑھا * روغن بادام سے خشکی کیا
تھا ہلیلہ اسکو قابض بیشتر * آب سے پہونچا آتش کا ضرر
شاہ جب دیکھا اطبا کی خطا * پا برہنہ دوڑتے مسجد کو گیا
جان سے اپنے کیا سجدہ مع خروش * آگئی دریاے بخشایش بجوش
سو گیا روتا ہوا با پیچ و تاب * خواب میں ایک پیر کو دیکھا شتاب
اسکو کہتا ہے کہ حاجت ہے روا * کل غریب ایک ہم سا تجھ پاس آ
سحر مطلق دیکھ اسکا تو علاج * قدرت حق ہے اسے اندر مزاج
رات گذری جب ہوا روز آشکار * جل گئے سورج سے ذرے با شرار

دیکھتا کیا ہی کہ ایک فاضل برآ * رخ منور اسکا چون شمس الضحیٰ
دور سے آتا ہی مانند ہلال * نیست تھا پر ہست بر شکل خیال
جو خیالاتین ہین دام اولیا * ہین وہ مہ رویان بستان خدا
شہ بجای حاجیان آگے گیا * غیب کے مہمان کو اپنے لیا
تو کہے معشوق تھا اور وہ نگار * پر زمانہ مین معیب ہی پردہ دار
تو بجاے مصطفیٰ مین چون عمر * واسطے خدمت کے باندھا ہون کمر
چاہئے ہم کو سوال ایک حق سے اب * لطف سے محروم ہو گئے بے ادب
بے ادب تنہا نہ خود ہی خوار و زار * مارتا ہی آگ عالم مین شرار
ابر نا برسے نہ ہوین گر زکوات * تخم ہی سے نان ہی چار و جہات
جو کے نامردی کرے حق کے حضور * رہزن مردان ہی وہ مردمی سے دور
پرسش احوال کی مسند پہ لا * گنج پایا صبر سے مین نے کہا
ای لقا تیرا جواب ہر سوال * حل میری مشکل کا ہے بے قیل و قال
حال کو بیمار کے پھر عرض کی * بعد ازان لا رو برو بٹھال دی
رنگ رو قارورہ اور حرکات نبض * دیکھ کر چپ ہو رہا پہچان مرض
دل بہ اسکے عشق سے پایا گزند * تن ہے خوش ظاہر مگر دل ہی کا بند
دل کی زاری سے ہی ظاہر عاشقی * دل کی بیماری ہی بیماری بری
درد عاشق علتون سے ہی جدا * عشق اصطرلاب اسرار خدا

کیا کہون مین مست شرح روی یار * جس کا نا ہی یار نا کوئی دیار
ہی وہی خوشتر کہ راز دلبران * دوسرون کے ذکر مین کرنا بیان
دے اٹھا پردہ برہنہ کہہ سخن * سووے جیون البرے مل سے پیرہن
آرزو کر پر نہ اندازے سے دور * کب اٹھاوے ایک تنکا کوہ طور
شاہ سے بولا طبیب کاردان * اوسنے بیگانے سے کر خالی مکان
گھر ہوا خالی گئے خویش و قریب * رہ گیا بیمار تنہا با طبیب
آس کو آہستہ کہا ای سیم تن * کونسے ہی شہر مین تیرا وطن
ہاتھ آسکے نبض پر رکھ یک بیک * پوچھتا تھا قصہ جور فلک
شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کر * مرض کا آسکے نہ پایا جب اثر
یاد آیا جب سمرقندی سنار * زرد ہو منہہ نبض اچھلے بیقرار
پس کہا جانا تیرے آزار کو * لا ملا دون مین وہ زیبا یار کو
فارغ و ایمن ہو رشک انجمن * وہ کرون تجھ سے جو نیسان با چمن
غم تیرا کھاتا ہون مین تو غم نکھا * رحم تجھ پر مین کرون ماباپ سا
پھر کہین یہہ راز شہ سے بول مت * منہہ کو آگے شہ کے ہرگز کھول مت
مصطفیٰ کا حکم ہی اخفای راز * تا کہ ہو مطلب سے اپنے سرفراز
دے دوا لطف حکیم مہربان * کر دیا بیمار کو آسودہ جان
بعد ازان آشہ سے کی کچھ ایسی بات * بہیجا قاصد اور دیا زر اسکے سات

خلعت و زر دیکھ کر زرگر بسر * چھوڑ کر کون کو کیا عزم سفر
چڑھکے گھوڑے پر روانہ ہو گیا * خون بہا اپنا دیکھن خلعت لیا
دیکھ شہ زرگر کے تئین تعظیم کی * گنج و مال اپنا اسے تسلیم کی
پھر دیا اس ماہ رو کو اسکے سنگ * جمع گویا ہو گئے شمع و پتنگ
چھ مہینے تک کئے عشرت سے دن * پائی صحت ہر طرح وہ گلبدن
اسکو دی شربت مین کچھ شی ہرگزند * جس سے وہ کھانے لگا مانند قند
اڑ گیا اسکا جمال دلنواز * جان و خنجر کا بھی وہ سوز و گداز
عشق جو دربند بوی و رنگ ہے * عاقبت وہ عشق گویا ننگ ہے
بس کہا اسنے کہ ای زیبا نگار * عشق کا دیکھا عجب کاروبار
ہون مین وہ آہو کہ میری ناف سے * بہہ گیا خون صاف اس صیاد سے
ہون وہی روباہ صحرا بالیقین * جسکا سر کاٹا ہے بھر پوستین
آج مجھ پر کال کو آسپر ہوئیگا * خون میرا کب کہ ضائع جائیگا
ہے جہان جیون کوہ فعال اپنا ندا * آوے ہے اپنے ندا کی وہ صدا
کہکے یہہ دم مین گیا زیر زمین * عشق کے علت سے چھوٹی نازنین
عشق میت کا یقین سب مردود ہے * کیونکہ اسکو پھر نہین بہبود ہے
عشق اس زندہ کا کر یو اختیار * جو شراب جان کرے تم پر نثار
عشق اسکا کر کہ جس سے انبیا * مرتبہ پائین ہین دنیا دین کا

تونکہہ شہ نے کہان ہی ہمکو خیال * کام مشکل پیش کرتیون پاس سہل
قتل زرگر کا کیا گرچہ حکیم * پر نہین کچھ اسکو تھی امید و بیم
شر نے شہوت سے نہ خون اسکا کیا * بدگمانی چھوڑ دے اے بے ریا
قتل مسلم کر ہو ناحق اسکا کام * جسکا پھر مذکور ہی گر ہو حرام
شہوت و حرص و ہوا سے پاک تھا * نیک کام اسنے کیا پر بد نما
خضر نے دریا مین جو توڑا جہاز * توڑنے مین اسکے تھا پھر برگ و ساز
جو کہ جان لیتا ہی سو دیتا ہی روح * وہم مین پھر سے نہ آوے وہ فتوح
عرش مدح اشقیا سے کانپتا * متقی پھر ار اپنے مدح کا
گر نہ ہوتا اسکو سودا اندر زبان * قہر کب کرتا اسے وہ مہربان
شان پاکان مت کر اپنے پر قیاس * گرچہ شیر و شیر کا ہی ایک لباس
ہی تمام عالم اسی مین راہ گم * یاد کیونکر مشتبہ اہل تم
لا تعین یون ہین ہونگے اشتباہ * فرق انکا ہی ہزاران سال راہ
ہی صفائی سے منافق جو کہ سنگ * اسکے دل مین ہی کہا بیشک قصد جنگ
آب شور و آب شیرین ہی بہم * امتیاز اسکا تجھے ہوتا ہی کم
فعال حق کی کون کیفیت کہے * اس قدر کہی جو حاجت نفی ہے
ہی کہین ایک کہین ویسا ظہور * کام دین کے پیش نہ جائی سے دور
دیکھ رنگ ہر ایک دلمین کر ہراس * تاکہ ہو خدمت سے شیئے شناس

ہیں بہت ابلیس آدم کے مثال * ہاتھ سے ایک وکے اپنے کو سنبھال
صورت انسان میں شیطان ہیں نے * ہاتھ میں انکے نہ اپنا ہاتھ دے
کام مردوں کا ہی گرمی روشنی * بے حیا ہو دین دغا بازو دنی

حکایت یہودی بادشاہ ظالم کی جسنے نصاراکو مارا

ایک ظالم تھا یہودی بادشاہ * کردیا نصرانیوں کو بس تباہ
وقت عیسی تھا وہی موسی یہاں * جان تھے عیسی کے عیسی آنکے جان
کی شہ احول نے درراہ خدا * آن دو دمساز خدائی کو جدا
اسنے یک شیشہ کو تہیں دو دیکھہ کر * ایک تورا اور تو تاہ و مگر
دین موسی کا کیا دعوی تباہ * لاکھوں مارے اسنے مومن بے گناہ
شہوت وغضب و حسد احول کرے * عقل کو طاقت سے ستاہاں کرے
غرض میں نظروںسے چہپ جاوے ہنر * سو حجاب آوے ہی دل سے انکھہ پر
جب لیا قاضی نے رشوت مال و زر * پھر کہاں مظلوم کا ہو دادگر

سوال خلیفہ کا لیلی سے اور احوال اسکا

دیکھہ لیلی کا خلیفہ نے جمال * اسکو پوچھا ای بہت فرخندہ فال
تو نہیں ہے خوبرویوں سے زیاد * کیا سبب مجنوں کو تیرا اتحاد
تجھہ میں کچھہ ایسا نہیں ہے گا جمال * کہہ تو مجنوں کیوں پریشان ہیگا حال
وہ کہی ای سادہ آسودہ دل * عشق میں تو خود نہیں افسردہ دل

تو نہین ہمرنگ مجنون کا مگر * تا تجھے معنی سے ہو حاصل خبر
جو ہی بیدار ای دہی در خواب تر * جاگنے سے اسکے خواب اسکا بتر
ساتھ حق کے گر نہین ہوشیار ہم * خواب مین بہتر گرچہ ہون بیدار ہم
ای دہی سویا جو وہ باہر خیال * آرزو چاہے کرے اس سے سوال
دیو کو جون حور دیکھے خواب مین * پھنس رہے شہوت کے پیچ و تاب مین
اپنے دی تخم نسل شورہ مین ڈال * جب خودی مین آ گیا بھاگا خیال
ضعف سر دیکھا سے ابا تن پلید * وہ خیال و نقش وہ تو نا پدید
مرغ اڑتا ہی ہوا پہ ہوشیار * اسکا سایہ ہی زمین پر مرغ وار
احمقی جو اسکی صیادی کرد * آپے بچھے دوڑتے شادی کرد
سایۂ حق جب ہووے تیرا پاسبان * یہ خیال اور سایہ چھوڑ رستے تجھے امان
سایۂ یزدان ہی مرد خدا * مردہ یہ عالم ہے اور زندہ خدا
دامن اسکا پکڑ لے چل ای فلان * تا نہ ہو آوارہ آخر زمان
پھیر اس صحرا مین مت رکھ بے دلیل * غیر حق کو چھوڑ مانند خلیل
کر حسد ہووے تجھے طوق گلو * ہی حسد مین سخت شیطان کو غلو
رہ مین اس سے سخت تر عقبہ نہین * جو حسد سے پاک ہو ہی پاک دین
خاک پاے مرد حق ہو ای جوان * ڈال دے حق حسد پر بے گمان

حکایت یہودی وزیر کی جو حسد سے اپنی ناک کٹوا دیا

اور کوئی تھا ایک وزیر اس شاہ کا * دشمنی جسنے مسیحا سے لیا
نعمت اسکو حقنے دی تھی بیشتر * پر نہ شکر اسکا کیا وہ بے خبر
کفر نعمت کا جب آیا امتحان * اسنے کھویا مفت اپنے ناک کان
ناصح دین کر سے پانکر وزیر * کردیا بادام کے حلوی مین سر
شکر کر پھر شاکرون کا ہو غلام * ہو فنا ان پاس باقی رہ مدام
وہ بھی تھا نادان مثال بادشاہ * سرکشی کرتا تھا با حکم الٰہ
ساتھ ایسے قادر قیوم کے * ہمسری دعوی عدم کیون کر کرے
یہہ جہان محدود بے حد ہی خدا * نقش وصورت اسکے آگے سد ہوا
سو ہزاران نیزۂ فرعون کے * رد کے موسی ایک ادنا چوب سے
سو ہزاران طب جالینوس تھے * ایکدم عیسی سے کل باطل ہوئے
سو ہزاران دفتر اشعار تھے * اسکے امی کے مقابل خوار تھے
ساتھ ایسے حاکم قہار کے * ایک تنکا نا میرے تو کیا کرے
فہم و خاطر تیز کرتی ہی خطا * ہو شکستہ تا تجھے پہنچے عطا
ایکزن جو تھی گنہ سے شرمسار * اسکو زہرہ کردیا پروردگار
زن کو زہرہ کر بنانا مسخ تھا * را ایکان تو مسخ متی سے ہوا
کر دیا ناحق زمین مین خاک دھول * ذات کو اپنی جو تھی رشک عقول
آدمی آخر تو ہی ای نا خلف * کب تلک ہستی کو سمجھیگا شرف

جب تلک اس مے سے تو مخمور ہی * ذوق سے جام بقا کے دور ہی

بیان یہہ کہ موجود حق اور عالم بالذات نابود ہی

ای خداوند قدیم ذوالجلال * ہی تو ہی موجود مطلق بے زوال
مہرۂ شطرنج سے ہم تیرے ہات * ہات میں تیرے ہمارا برد و مات
کون ہیں ہم ایسے ای جان جہان * تا ترے ساتھہ ہم بھی ہوویں درمیان
ہم عدم ہستی ہماری ای فنا * ہست مطلق ہی تو ہی ذی غنا
ذات سے اپنے ہیں خود نابود ہم * ہیں ترے ہی ذات سے موجود ہم
لذت ہستی دیکھایا نیست کو * عاشق اپنا بھی بنایا نیست کو
ہم نہیں تھے اور تقاضا مو بمو * لطف سے بخشا ہماری آرزو
روبرو تیرے جگت کے کائنات * عاجز ہیں جیسے قلم سے کاغذات
گاہ حرف شادی و گہہ غم لکھے * گاہ نقش دل و گہہ آدم لکھے
کیا سکت ہی جو ہلادیں ہاتھہ ہم * نفع یا نقصان سے ماریں ایکدم

توحید حق تعالی کی اور تنبیہ فرقۂ قدریہ و جبریہ کی

ای فلان تو جبر میں گر ہی اسیر * اختیار اپنے کا ہو دے بصیر
دیکھہ لے قرآن میں تصریحات * حق کہا ہی ما رمیت اذ رمیت
گر چلاویں تیر ہم ہم سے نہ جان * تیر پھینکے ہی خدا ہم ہیں کمان

یہ نہ جبری رانہی جبار کا * عجز ناہی بندۂ لاچار کا
ہی تیری زاری دلیل اضطرار * شرمساری ہی گواہ اختیار
اختیاری گر نہین تو کیون خجل * کیون تو ہی شرمندہ و آزردہ دل
کیون ہی شاگردون پہ زجر استاد کا * کیا سبب تدبیر مین خاطر تیرا
ور کہے تو سے بیخبر ہون جبر سے * نور حق پنہان ہی جیسے ابر کے
ہی جواب آمد کا من آمد کو کان دہر * سنیکہ سے لے دین کفر سے پرہیز کر
جب کے ہو بیمار تو زار و نزار * وقت بیماری کے ہو تو ہوشیار
دیکھتا ہی تو گنہہ کا شور و شر * عزم کرتا ہی کہ آؤن راہ پر
بس ہوا معلوم بیماری تجھے * بخشتی ہی ہوش بیداری تجھے
جو کہ ہی بیدار تر پر درد تر * جو کہ ہی آگاہ تر رخ زرد تر
جو کہ ہی زنجیر مین ناشاد ہی * قید کا قیدی کہان آزاد ہی
پابہ پر جب تو نے دیکھا اپنے بند * شرم سے چوکی کب ملی ای مستمند
عاجزون کے ساتھہ مت کر سرکشی * ہی قباحت عاجزون کی عاجزی
الغرض جس کام مین ہی تجھکو میل * وہان سمجھتا اپنے قدرت کا ہی کہیل
جس جگہہ پایا نہین میل آپ کا * وہان ہوا جبری کہ ہی حکم خدا
انبیا جبری ہین دنیا مین یقین * جبریان کفار ہین در کار دین
جنس ہین کفار جب سجین کے * سجن دنیا مین خوش ہاینگے دو رسے

انبیا جب مُنس تھے نجات کے * جان و دل سے گئے طرف نجات کے

بیان وحدت کہ عالم بذات خود نابود و حق بیچ اسکے موجود ہے

جب خدا عالم پہ ہی ظاہر نہین * انبیا نائب خدا کے ہیئن یقین
یہہ غلط بولا کہ نائب اور منیب * گر جدا و با وجود تو ہووے بدنصیب
فی ہی دو آگے تری صورت پرست * ایک جانے اُسکو وہ صورت پرست
ہیئن وو دیدہ گرچہ آپس مین جدا * دیکھیو پھر نور مین اک فرق کیا
دس چراغان ہون اگر یک جاے پر * ظاہرا آپس مین ہیئن ہر یک دگر
پھر نہین ہرگز جدا از روی نور * اس قدر بس شاہدی گر اک شعور
ہو اگر منیب و نبی ہون در حساب * ایک ہی ہووے نجھو ترین گرنشراب
قسمت و اعداد باطن مین نہین * تجزیہ و افراد باطن مین نہین
اتحاد یار دون سے بھلا * کام رکھ باطن سے صورت کو جلا
صورت حرکت مٹاوے ای دلبر * گنج وحدت ہی اسی صورت کے زیر
ایکہی گوہر تھے ہم جیون آفتاب * بے گرد شنافیت مین مثال آب
جب تجلی کو ہوا وہ پاک نور * کنگرونکے سایہ سا پایا ظہور
کنگرون کو جب اٹھا دو از میان * پھر کہان باقی جدائی کا نشان
شرح اسکے بولنا مین بیفکر رایغ * پر سخن بار یک ہے جون تیز تیغ
گر تجھے ہیئن خانہین وسواس کے * مت قدم آگے رکھ اس التماس کے

تو سپر رکھتا نہین تو بھاگ جا * کاٹنے سے تیغ کو کچھ نا حیا
اس لیے میری تیغ پر ڈالا غلاف * تا تیرے خاطر پہ نا گذرے خلاف
جا طرف معنی کے صورت سے گذر * ہی تن صورت مین معنی کا اثر
ہم نشین ہو اہل معنی کا شتاب * تا تجھے معنی سے ہووے فتح باب
جان ہے معنی بدن مین بے خلاف * ہی مثال تیغ جو ہین با غلاف
وہ غلاف اندر نظر آوے ہی خوب * باہر آنے سے جلا دینے کی جوب
تیغ جو ہین لے نکر دشمن سے جنگ * تا مبادا قافیہ ہو جاے تنگ
تیغ گر جو ہین وہ بہتر لیجیے * ہو اگر الماس خوشیان کیجیے
اولیا کے ہی سلح خانہ مین ہی تیغ * صحبت انکی کیمیا ہی بید ریغ
رامتونے یون کہا ای خوش یقین * ہیینگے دانا رحمۃ للعالمین
ای پسر یہہ باغ ہی زندان تیرا * مالک کنت ہی بالا سے جان تیرا
تا ر خندان باغ کو خندان کرے * تاکہ تجھ کو صحبت نیکان کرے
دوستی پاکون کی حاصل کر بجان * دل نہ دے ہرگز بجز روشن دلان
تو اگر ہے ہیگا پتھر سے بتر * صاحب دل کو پکر ہو جا گہر
دلکو روشن کر تو اہل دل سے مل * پرورش کرتن کی اب وگل سے مل
دل کا چارہ دے دل خورسند سے * مانگ لے دولت کو دولت مند سے

نعت سرور عالم صلعم کی جو بیچ انجیل کے تھی

مصطفی کا نام تھا انجیل مین * انبیا جس نام کی حرمت کرین
تھا بیان انکے شمایل کا دراز * اور ذکر عز وجل مرقوم و ناز
بیشتر نصرانیان خاص و عام * دیکھتے جب آستان نیک نام
بوسہ دیتے تھے بہت تعظیم سے * سر جھکاتے تھے وہان تسلیم سے
اس بلا مین جو گیا تھا وہ زہر * جس سے مارے گئے بہت برناو پیر
وہ جماعت سب طفیل اسمکے * اسکے آفت اور بلا سے بچ رہے
جب ہوا ایسا کرم اس نام کا * ذات آپکی کیون نہووے آسرا
نام احمد کا جب ایسا ہو شفیق * نور ان کا کیون نہو شمع طریق
نیکوان گذرے رہا دستور پاک * ظالمان امت مین ہوکے سب ہلاک
جو رکھا دنیا مین دستور خراب * اسکو ہر ساعت ہی نفرین اور عذاب
جزکو ہر دم میل اپنے گل سے ہی * بلبلون کو عشق روی گل سے ہی
نفس کی فرمان بری فرعون کو * دیکھو آخر کس طرح سے وی ڈبو
حق کو اور دامن کو احمد کے نچھوڑ * ای پسر بوجہل مین منہ کو نموڑ
جسکے پردیکو خدا کرتا ہی فاش * عیب پاکون کا وہ کرتا ہی تلاش
عیب پوشی جسکے چاہے ہی خدا * عیب جوئی سے وہ رہتا ہے جدا
خوش وہ انکھین ہین جو رونین ہر بار * ای مبارک دل جو ہو حق کا شکار
آنکھ ہر دہ بہتر جو گریان اس پہ ہو * دل ہمایون وہ کہ بریان اس پہ ہو .

بعد ہر رونے کے خندہ ہی یقین * خوش وہی بندہ جو ہو انجام بین
آب جاری ہی جہان سبزہ وہان * اشک جس جا ہی روان رحمت وہان
اشک گر چاہے تو کھا در دیتیم * رحم چاہے تو ضعیفان پر رحیم
غم اگر دیکھے تو توبہ جلد کر * غم خدا کے حکم سے ہی کارگر
ہین غم شادی ہو کر چاہے خدا * قید آزادی ہو گر چاہے خدا

بیان اسکا کہ جہد مقدم ہی توکل پر اور انکار جبریہ کا

مصطفی فرمائے پیش من ہوشمند * بر توکل زانوی اشتر بہ بند
یعنی اول سعی کر بعد از امید * تا برا مقصد تجھے ہو جائے دید
تو عیال حق ہی حق سے رزق چاہ * ہی مثال خلق عیال اللہ لہ
جسنے پانی ابر سے برسا دیا * کیا نہ دیگا رزق رحمت سے خدا
پایہ پایہ جائیگا تو بام پر * مست جبری بن نہ طمع خام بر
پاہیر کے ہوتے نکرا بنے کو لنگ * جب ای قدرتگر ہو مت پوشیدہ جنگ
جب دیا تجھکو کدالی اوستاد * بے کہے بوجھی گئی اسکی مراد
کسب کی جب تجھکو حق طاقت دیا * بیگمان گویا کہ وہ نعمت دیا
یعنی شکر نعمت و طاقت ہی جان * جبر ہی انکار نعمت بے گمان
سر توکل حق پہ لیکن کام کر * کسب کا تکیہ بفضل عام کر
غافل حق سے سمجھ دنیا میں بد * نہ زن و فرزند جنس و مال نقد

دین کے خاطر جو تو رکھتا ہی مال * اس کو فرمایا ہی مال حلال

جہد حق ہی حق دوا اور مرض بھی * منکر نفی و جہد سے جہد کی

قصۂ شیر کا جو خرگوش سے دغابازی کھا کر کوئے میں گرا

شیر سے سب جانوران ایک بار * جبر سے ایسا کیا عہد و قرار

ہر طرف ہم سے بیاوے یک یک جانور * شیر کے نزدیک منکر سے بے جگر

آئی جب خرگوش کی نوبت بدر * وہ بکار آیا سبب تک نظام وجود

عقل ہی سرمایۂ فضل و ہنر * عقل سے بہتر نہیں ہی لا دہر

حق دیا آدم کو علم اول تمام * علم سے افلاک پر مارے علم

گر بھی صورت سے آدم ہی مراد * پس ابوجہل و محمد یک نہاد

کیا ہی اس صورتیں کم تک کر تو غور * نقش جو دیوار پہ آدم کے طور

جان کم ہی اس میں ای صاحب شعور * دو وہ جا وہ گوہر پاکیزہ نور

خاتم ملک سلیمان صالح ہی * جملہ عالم صورت و جان صالح ہی

آدمی کے باطن بہت خصم و عدو * ہے اگر عاقل تو کر پرہیز تو

مشورت دیتی ہی ہشیاری بڑی * عقل کو ہی عقل سے یاری بڑی

کم کر ان تینوں میں اب کو شنا * مال و مذہب مقصد اپنی جا لگا

جب کہ پایا خصم نے ان تینوں کو * ہو کہیگا میں ترے خواہان عدو

ہی تیرے قابو میں جب تک ہی چھپا * جب ستارہ ست تو نقطہ ہی ہوگیا

مطلب اس دعا سے یہی دل مین تیرے * چاہئے یعنی کہ لب پر یاد ہو سے
نور نور چشم خود ہی نور دل * نور دل سے نور دیدہ مشتعل
یار نور نور دل نور خدا * پاک نور عقل ہی حس سے جدا
ضد خوشی کا ہی غم و رنج و الم * ضدیت سے ذوق شادی پائی ہم
رنج و غم اسکے لئے حق خلق کی * تاکہ اس ضد سے ہو ظاہر خوشدلی
ضد ظاہر سے ہوا باطن عیان * جب خدا کو ضد نہین ہی وہ نہان
اس لئے دیکھنے نہین پاتے اسے * حق ہی مدرک ہوسے دکھ طور سے
رنگ اس بے رنگ سے پایا ظہور * باز ہی راجع ادہر ای باشعور
مرگ رجعت تجھسے ہر لحظہ ہم * مصطفی فرمایا دنیا ایکدم
نو بنو ہوتی ہی دنیا دم بدم * بے خبر اسکی بقا پاتے ہین ہم
عمر مثل آب جو ہر دم دگر * مستمری سے نہین آتی نظر
مستمر ہی اپنے تیزی سے مدام * جیسے مشعل کو پھراوے تیز گام
الغرض خرگوش بعد از دیر کے * چل دیا غصے سے آگے شیر کے
شیر مارے بھوک کے بے تاب ہو * کہو دیا تھا عقل و طاقت سو بسو
نفس کا جو ہوا اسیر و زیر دست * عقل سے محروم ہی وہ خود پرست
قہر کے آتش مین ہو کر گرم شیر * دیکھتا کیا ہی کہ آتا ہی دلیر
دوڑتا ہی بے ادب گستاخ ہو * خشمگین و تند و تیز و ترش رو

کیون کہ غمگینی مین ہی تہمت نہان * ای دلیری واقع ریب و گمان
جو ہمین پہنچا اسکے نزدیک صف * تا کہ مارا شیر ہان ای ناخلف
ترک خواب غفلت خرگوش کر * شیر کا نعرہ اب ای خرگوش کر
بس کیا خرگوش نے عذر اشکار * شہ کرے گر عفو بولون ایکبار
وہ کہا کیا عذر ای خرگوش خر * بادشاہون کے مقابل آئے پر
کاتنا سر مرغ بے ہنگام کا * عذر کیا ہی احمق و ناکام کا
عذر احمق کا گنہ سے ہی بتر * زہر ہی دانش کا عذر بے ہنر
پھر کہا ای بادشاہ نامدار * عذر مظلومون کا سنیئے ایکبار
واسطے صدقہ تمہارے جاہ کے * واسطے صدقے در درگاہ کے
دیکھئے دریای اعظم سر بسر * ایک تنکے کو رکھے ہی سر ادہر
ہی سراسر آپ کا بہ فضل و کرم * اس کرم سے کم نہوگا ایک دم
مین بھی یک خرگوش دوسرا مل ہم * واسطے شاہ کی تیرے چابک قدم
راہ مین ایک شیر دوسرا آ ملا * قصد ہم دونو غریبون کا کیا
گرچہ ہم سمجھائے سب کچھ اور سے * وہ نہ مانا ہم سے لیا پھر جو ہون کے
اسکو پکڑ آ مین ادہر بہاگا شتاب * حال یہ تہا جو کیا عرض جناب
جبر و کرے قدرت اسباب پر * حق کہا یہ حق ہی کر تو اس نحوست تر
کرد ظایفہ چاہئے اس راہ سے * خواہ مخواہ اسکو نکالا جائیے

وہ کہا بسم اللہ چل مجکو دکھا * گر نہووے سچ تجھے دونگا سزا
چل دئے دونو بہم نزدیک چاہ * تہا عجب خرگوش زیرک واہ واہ
مکر آمدکا دام تہا بس شیر کا * تہا عجب کچھ وہ جو شیر اُس سے ہوگا
نے گئے موسیٰ سے تا دریای نیل * لشکر فرعون با جمعی ثقیل
نیم پر پشہ کی طاقت دیکہئے * مغز کو بہیر آسر نمرود سے
کہہ دیا سد آسنے من دشمن کی بات * حاسدون سے جان پر ہوتی ہی گہات
قول دشمن گرچہ بولے دوستدار * دام ہی دانہ نہین وہ زینہار
گر تجہے دیوے شکر تو زہر جان * لطف کرتا ہی تو اسکو قہر مان
جب قضا پہنچے نہ دیکہے غیر پوست * پہر کہان سمجھے یہہ دشمن ہی یہہ دوست
ہووے جب ایسا تو کر زاری شروع * سجدہ و تسبیح و روزہ او رکوع
عرض کر ای کردگار غیب دان * ہمکو کر گرگ سے تو دے امان
ہم اگرچہ خود ہیش کتے سے بتر * شیر کو غالب ہمارے پر نکر
پس وہان خرگوش بولا شیر سے * خوف ہی مجھکو مجھے بغلو مین لے
ہی وسے کوئے مین وہ شیر مہیب * دیکہہ کیسی کا آرہ کر بیٹہا ہی حبیب
شیر نے خرگوش کو لے اپنے پر * چشم ہیبت سے کیا آ مین نظر
عکس اپنا اور اُس خرگوش کا * دیکہہ کر بولا کہ دشمن ہی بجا
پہونکر خرگوش اندر چاہ کے * جیسے بجلی ابر سے تڑپے ہر سے

گر پہ آکوئے میں وہ یکبار گی * آسے اپنے ظلم سے دیکھی بدی

ای فلانے تجھکو تیرا ظلم و شر * عمرو بکر و زید میں آوے نظر

آئنمیں آوے ہی نظر ہستی تیری * و نفاق و ظلم و بدمستی تیری

حملہ تیرا تجھ پہ ہی ای سادہ مرد * شیر جیون حملے سے اپنا پایا درد

جب تجھے قعر زمیں میں ہو قرار * خوب سمجھے تب تو اپنا کاروبار

تو مثال شیر قعر گور میں * نفس کا خرگوش زور و شور میں

نفس کب مرتا ہی حیلہ و جوش سے * شیر باطن ناتھکے خرگوش سے

نفس ہی دوزخ و دوزخ اژدہا * کم نہو بحرون سے گر پیتا رہا

گر چہ چکھا یک جہاں کو وہ بلید * پھر ہی معدہ ازان ہل من مزید

حق اگر مارے مرے وہ بیگمان * کون کھینچے حق سوا اسکی کمان

تیر سا تو اس کمان سے جا نکال * شیخ کامل ڈہونڈو راہ حق سے مل

مصطفیٰ فرمائے پیش بعد از جہاد * اپنے یاروں سے بوجہ اتحاد

کر چکے ہم جنگ ظاہر کا تمام * نفس کے جھگڑے کا اب باقی ہی کام

اس زرہ سے جنگ سے رجعت کرو * نفس کا سے اب پر آ جھگڑا جاو

مدہاں شیر بین ہی جو دنکا پھاڑتا * شیر ہی جو نفس کو مارے دبا

قصہ ایلچی روم کا جو نزدیک حضرت عمر رض کے آیا تھا

روم سے آیا مدینہ کو وکیل * پوچھتا فاروق کا اسم جمیل

ہی کہان پوچھا خلیفہ کا مکان * ہی کہان دربار عالی آستان
بولے سب رکہتے نہین قصر و محل * ہی عمر کو قصر جان بے بدل
جسکے تین منہ سے ہوے فتحیاب * چرخ دلپر دیکھے وہ مہ و آفتاب
جسکا گذرے آب و گل سے مصطفی * جس طرف دیکھے وہ وجہ اللہ تھا
تو اسیر وسوسہ ہی دیوکا * ثم وجہ اللہ کیونکر پایگا
چشم دل ہی آدمی باقی ہی پوست * چشم ہی وہ ہی جو محو روی دوست
جب جمال دو ستون پر ہو نظر * ہی سایبان مثال جو آتی ہی پسر
دیکھ وہ ظل خدا شہ سے پرے * جہان کے سایہ مین ہوتے ہین پرے
خواب مین دیکھا عمر کو آن کر * ہوا ادب دور سے باندہی کمر
ہیبت ایک اسکے کئی آ سیر نزول * ذوق سے آسکے گیا اپنے کو بھول
مہر و ہیبت ہین دو ضد باہم دگر * آسنے دو ضد کا بہم پایا اثر
پس کہا شاہون کو دیکھا ہی ہزار * پہلوانون سے کیا مین کار زار
شیر کے حملہ سے مجھکو ڈر نہ تھا * بے شبہ رستم ہون اپنے وقت کا
یہہ نہ تھا مردوے بے خبر * مین سراپا ہون لرزتا طرفہ تر
ہیبت حق ہی نہین اس خلق کی * اور نہین سلطان صاحب دلق کی
جو ڈرے حق سے ڈرے اُس سے جہان * کیا ملک کیا جن و انس و آسمان
تھا اسی فکرت مین وہ مرد ہنر * بعد ساعت کے اُٹھے حضرت عمر

دکھاو اس بیدل کے دلداری کئے * خاطر خستہ کے غم خواری کئے

پھر اسے سمجھائے اسرار دقیق * جنکے دونون سے کہے ہم اے رفیق

فضل حق جو جو کر پائین ابدالکو * تا کر وہ جائے مقام و حال کو

حال جلوہ ہے گا اس دلہن کا جان * خلوت آسکا ہی مقام بے بیان

جلوہ دیکھے شاہ ہو یا غیر شاہ * وقت خلوت کے نہین جز شاہ راہ

منزلین سب جان کی بولے آسے * روح کا جتنا سفر تھا سو کہے

سب بیان ہوئی اہان حال ای نیکنام * درمیان انکے پائین شاہ اپنی مقام

مرد پوچھا ای امیر المومنین * کیسے جان آئی فلک سے پر زمین

دام مین جیسے مرغ کیو گرفتار آ پھسا * آپ بولے اس پہ حق افسون کیا

وہ جسم جسکو نتھا کچھ چشم و گوش * جب پڑھا افسون تو وہ آیا بہوش

اسکے افسون سے عدم سب بے عدد * خوش معانی جلوہ مین ہو در جسد

پھر کہ جب ہا موجود ہر منتر پڑھا * جلد تر ہر یک عدم کو جا رہا

کان مین گل کے کہا کچھ گل کھلا * سنگ سے کچھ دیا گوہر ہوا

ابر کو کچھ کہہ دیا پروردگار * وہ ہوا افسون سے جٹ اشکبار

جو تردد مین رہا آشفتہ رنگ * کچھ سنا سین ہوا حیران و دنگ

دو قرآن مین رہگیا محبوس ہو * جو کہا سو رحق کرون بیان عکس کو

گر نہیں جاسے تردد جان سے * دور کر غفلت کا پنبہ کان سے

سن سکین تا وحی تیرے گوش جان * وحی ہے کی جس ظاہر سے نہان
گوش و چشم جان ہیں جس سے اودہر * عقل جس کے کان اس سے بیخبر
ناف آہو ہے فراخ اس قوم کا * ظاہر خون مشک باطن مین بھرا
اختیار و جبر تجھ مین ہے خیال * انہین وہ جا کر ہوا نور جلال
جس طرح روتی ہے سفرے پر جماد * آدمی کے تن مین ہے وہ روح شاد
نان نہو سفرے کے دلمین ستحیال * جان ہضم اسکو کرے ازماسبیل
جب کے قوت جان کو ہوا سقدر * جان جا مین بھر ہوا طاقت اسقدر
دیکھئے آدم کے زور جان کو * پھاڑتا ہے کوہ و بحر و کان کو
زور جان فرہاد کا چیرے حجر * زور جان جان کر سے شق قمر
دل اگر بولے بیان اس راز کا * جان سے نار عرش پر آ رجائیگا
بحث جان کا کارخانہ اور ہے * بادہ جان کا زمانہ اور ہے
عقل کا جب بحث تھا تو تھے عمر * بوالحکم کے ساتھ چون شیر و شکر
عقل سے پائی عمر جب بحث جان * بوالحکم بو جہل کہلایا وہان
وہ رسول اس مئی سے پایا رکیاد و جام * مست ہو بولا رسالت کا پیام
محو عشق قدرت اللہ تھا * جب رسول آیا یہان خود شاہ تھا
ہو دم لکڑی جب کہ آتش مین جلے * پہر گئی جان جاوے خود آتش بنے
خوش وہی جو خود پرستی سے چھوٹا * زندہ جاوید سے جا کر ملا

مردہ دل ہے ہمنشین ہو زندہ دل * زندگی اسکے ہو اوّل مردہ دل
جب تو قرآن خدا کو پائیگا * انبیا کے روح سے مل جائیگا
گر کرے معنا پھر تے قرآن قبول * انبیا اور اولیا سے حصول
گر نہ دیکھو تو بڈھے مرغ پانجرے سے نجات * صحبت ای نادان کے باو رکھا مات

قصۂ طوطی اور تاجر کا

ایک طوطی تھی کسی تاجر کے گھر * اسکو پنجرے میں رکھا تھا قید کر
از قضا تاجر سفر کا کر کے ساز * جانب ہندوستان لایا نیاز
تب کہا اے طوطی شیرین مقال * چاہیئے کیا تجھکو مجھ سے کر سوال
وہ کہی جب جائیگا ہندوستان * بول آشنا یا گروہ طوطیان
میں جدا ہو کر پڑی ہوں یہاں اسیر * تم کرو باغوں میں اپنی دار و گیر
تم رہو چھکتے ہوے ہوی تمام * میں رہوں پابند یان ہی صبح و شام
یار جب یاروں سے ہوتا ہے جدا * خود کہو کیسا ہو اسکا ماجرا
میں آکر رہوں اپنے شومی سے خراب * بہولنا یارو نہیں ہمکو صواب
یاد کرنا خیریت اور بند سے * تا رہوں آزاد اپنے بند سے
طوطی جان کا یہی احوال ہے * پر کسے معلوم اس کے قال ہی
ظاہرا مرغ ضعیف بے گناہ * دل میں اسکی ہے سلیمان با سپاہ
صورت اسکا خاک پر ہے اسکی جان * لامکان میں جو اب فوق ہر کان

الغرض پیغام اُس کا سن لیا * رات دن قطع زمین کرنے لگا

ہند کے یک باغ میں بازارگان * جمع یک دیکھا گروہ طوطیان

راہ پر اُسنے لیا گھوڑیکو تھام * کہہ دیا پیغام اُسکا اور سلام

اُنمیں ایک طوطا سنا جب یہ خبر * گر پڑا ڈالی سے نیچے کانپ کر

مر گیا وہ بولا تاجر دردناک * آہ ناحق میں کیا اُسکو ہلاک

یک جہان ویران کرے ہی ایکبات * یک سخن مارے کبھی بخشے حیات

یک سخن میں کچھ عجب تاثیر ہی * کسکو مرہم ہی تو کسکو تیر ہی

اصل میں سب جان ہیں عیسی صفت * پر کہیں عارف کہیں ہی معرفت

گر اُٹھی پردہ تو ہر ہر جیکی بات * مثل روح اللہ بخشیگی حیات

کاملان گر خاک لیں ہوتا ہی زر * زر لیا ناقص تو مٹی سے بتر

چونکہ ہو مقبول رب العالمین * کام اُسکا کام حق کا ہی یقین

دست ناقص پنجۂ شیطان ہی * کیونکہ دام مکر میں پیچان ہی

جہل دانش اُسکا جہان ہی * علم نا اہلون کا بس نادان ہی

جو کیا مدعا تے حاجت ہوا * کفر گر کامل لیا ملت ہوا

لقمہ دیکھ ہی کاملان کو حلال * تو نہیں کامل نکھا اور پینہ لال

ایکدت باندہ لب چپ ہوکے سن * تا کہ تو بھی سیکھ لیوے وہ سخن

گر نہ بوجھا ہو سخن مت کر تو بات * بولنا موقوف ہی سننے کے ساتھ

گھر کے بہتر در سے جایا چاہئے * ہر غرض در سے منگایا چاہئے
آئے ہیں روپا کو ادم پاک دین * تار ہیں گریبان و نالان و حزین
ذوق آنسو کا ہو کب تجھ پر عیان * تو حریص نان ہے گا اے جوان
جو کہ معدہ نان سے خالی رہے * وہی نور دل کرتین بیشک بھرے
ڈال جان کو شیر شیطان مت بلا * بعد اُسکو ملائک سے ملا
تجھ میں تاریکی ماولی تیرگی * جان لے ہے دیوے اشیر کی
قوت تیرا ہو اگر مال حلال * وہ خدا بخشے تجھے نور کمال
کر سفر بازارگان اپنا تمام * آن پہنچا گھر کو اپنے شاد کام
بس کہی طوطی کہان تحفہ میرا * آنے جو دیکھا سو وہ بھی کہہ دیا
بات جیونہی اپنے تاجر منہ سے کی * تیر سی طوطی کے دلکو چھید دی
تیر چھوٹے پھر نہ آوے اے پسر * میل کو آوے نہ پھر سے بند کر
اولیا کو ہی سکت اللہ سے * تیر کو پھیرین ہیں ادھی راہ سے
جب سنی تاجر سے طوطی وہ کلام * گر پڑی کانپتی ہوئی ٹھنڈی ہوئی تمام
تاجر اسکو دیکھ کر سر پیٹتا * کلہ دے مارا زمین پر گر پڑا
کای دریغا مرغ خوش الحان میرا * مرہم زخم و رفیق جان مرا
ای میرے طوطی میرے رازن سمجھے * چھوڑ کر مجھ اب کہان جا دین
جان کی طوطی تیری ای مرد ریش * جسکا ای اندر سے ظلم ہے بیشتر

ہی تیرے باطن مین وہ شوخی نہان * عکس اُسکا دیکھے ہی تو یاد تان
بادشہ کے ساتھ جو ہو ہم نشین * اسکو دروازہ پہ رہنا خوش نہین
دست بوسی سے ہوا جب سرفراز * ہی گنہ پیرون پہ پر کرنا نیاز
جو کرے ہی اشک خالق کے لئے * ہین گھر پر خلق آنسو جانئے
یہہ منی مائی تیری ہی سب ہوس * تو سمجھتا آپ کو موجود بس
یہہ من و تو جبکہ سب یکجان ہون * عاقبت مستغرق جانان ہون
خوبروکی دے زکوۃ ای خوبرو * شرحہ شرحہ کہہ شرح جان کو
ای میرے جیکے جوانی دیکے نور * بسکہ نور در دمن ہون ناصبور
وہ کرشمہ غمزہ و ناز و ادا * داغ تازہ کچھ عجب دل پر دیا
خون اپنا مین حلال اسپر کیا * مین یہی کہتا تھا پر وہ ٹل گیا
تا جر القصہ اسد شور و گداز * گاہ کہتا تھا حقیقت گہہ مجاز
ڈوبنے کی آفت ہو جب جان کا ہر * ہاتھ کو پھینکے ہی ہر یک کاہ پر
تا ملے کوئی دستگیر اس وقت کا * سر پچھاڑنے مارتا ہی دست و پا
دوست رکھتا ہی صنم یہہ اضطراب * کوشش بیہودہ بہتر ہی نہ خواب
عشق کے رہ مین دل و جان رکھہ نگار * تا دم آخر نہ لے یک دم قرار
جو قدر تیر سے ہی مردون کا جان * شاہ جان دیکھے مینے ہی سے لے کمان
بعد بے صبری نے آسے باہر کیا * یک بیک طوطا فلک پر آ گیا

مر گیا تھا سو آزاد اب پابند * تا نہ پھر اسیر ہووے کوئی کمند

خواجہ حیران تھا کیا جو کام مرغ * کہہ کے بعد اپنے گئے انجام مرغ

پس کہا مجکو یہہ راہ خوب ہی * لیکے پند اس سے کرون منزل کو طے

جسنے اپنے حس کی رکھی ہی اساس * سو فنا ہی اسکے آس پاس

تن بشکل قفس ہی اور خار جان * داخل و خارج میں دم کے ہی نہان

دیو ادم کو جیسے سکھلاے شر * تجکو کیا سکھلاے تو اس سے بتر

جب ہوا تو شیطنت میں استوار * بہاگتا ہی تجسے دیو نابکار

جز بفضل الہہ و خاصان اللہ * گو فرشتہ ہو تو ہووے رو سیاہ

تیرا یا رب فضل ہی حاجت روا * ای تیرے سنگ ذکر و صبر نا روا

عقل کا قطرہ جو بخشا ہی تجھے * متصل کر اسکو اپنے بحر سے

علم کا قطرہ جو جان میں ہی بہر آ * اسکو میرے تن کی خواہش سے چہرا

ای برادر ایکدم ہو ہوشیار * دمبدم تجہہ میں خزان ہی اور بہار

جبکہ تو یوسف نہیں یعقوب ہو * عمر اپنی گریہ و زاری میں کہو

روبرو یوسف کے محبوبی نکر * جز نیاز و آہ یعقوبی نکر

ہی یہہ ظاہر مرگ سے طوطی کے راز * مردہ کر اپنے کو در فقر و نیاز

کب بہار آنے سے ہو سرسبز سنگ * خاک ہو جا تا کہ کھلیں رنگارنگ

حکایت چنگی مطرب کی جو بیچ وقت حضرت عمر رض کے تھا

جب مدینہ میں خلیفہ تھے عمر * مطرب چنگی تھا ایک باکر و فر
بلبل اسکے راگ میں شادی سے پھول * گل کو صبا سے سمجھتے تھے ملول
لحن داؤدی سے اندر ہر چمن * وہ دکھاتا تھا مسیحائی کا فن
جیسے اسرافیل کی آواز سن * مردگون کے جان آوے در بدن
ایکدن پھونکینگے اسرافیل صور * اٹھکے بیٹھونگے سبھی اہل قبور
انبیا کو ہاتین مگر نغمین نہان * ہمکو ہے ان سے حیات جاودان
مرکے ہم یکبارگی سب مٹ گئے * بانگ حق جو آئی ہم سب اٹھ گئے
اپنے نام آدم کو حق نے کہہ دیا * آدم ان اسما کو دوسرونسے کہا
شمع بابا نور دوسرے شمع سے * جسنے دیکھا اسکو وہ دیکھا اسے
ہون اگر اسطرح سو شمع منیر * دیکھا جو اول سو وہ دیکھا اخیر
عقل جزوی ہووے منکر عشق سے * ہو جو صاحب سر سو بتلاوے اسے
زیرک و دانا بھلا کب ہو فنا * ہی فرشتہ بن فنا شیطان بنا
سوی حق حکمت ہی نسبت کفر کی * ہم پہ آفت ہیگی نسبت کفر کی
کام اس عالم کا غفلت ہے نہان * ہوشیاری ہی بلاسے ناگہان
جبکہ مطرب ضعف ہو ناتوان ہو گیا * ہو گیا محتاج قوت یک شبا
بس کہا یا رب بہت مہلت دیا * مجھپہ اپنے فضل سے احسان کیا
کوئی جاسہ بی مراکب اب ہنر * ہو گا مہمان تیرا تو اب فضل کر

ہی نہیں کسب آج ای بندہ نواز * چنگ تیرے واسطے کرتا ہوں ساز
بس کہا ای خالق ارض و سما * تجھ سے ابریشم میں چاہوں دربہا
چنگ لیکر ہاتھ میں کہتا آہ آہ * پہنچا گورستان یثرب تک باہ
چنگ بجاتا خوب سا روتا ہوا * چنگ تکیہ کر قبر پر سو رہا
نیند ائی مرغ جان تن سے نکل * چھوڑ کر چنگی کو گیا اگلے محل
تن سے اور دنیا سے یکسر ہو جدا * اس جہان سے وہ جان کو گیا
حق سے اس دم حضرت فاروق پر * خواب نے غلبہ کیا آخر بسر
شور سے ناچار دیکھے ایک خواب * پھر سنے جو حق سے تھا انکو خطاب
وہ ندا جو اصل ہر آواز ہی * خود وہ آواز باقی ساز ہی
ترک و کرد و فارسی زنگ و عرب * فہم کرتے اسکو بن لب گوش و لب
کیا ہی جای عرب و ترک و کرد و زنگ * اس ندا کو بوجھتے ہیں چوب و سنگ
ہر دم حق سے اوسے ہی بانگ الست * جوہر و اعراض ہوتے ہیں مست
میں کہا آتا ہیں جو سنگ و چوب * قصہ اوسکو سنیہ تک سمجھے خوب
مسجد یثرب کے بیچ یک کہام تھا * تا تم پیغمبر ان کا متکا
جب ہوے منبر نشین حضرت سوار * وہ ستون جیسے آدمی رویا پکار
پس اسے فرمایا حضرت ای ستون * چاہتا کیا وہ کہا میں کیا کہون
آپ کا تھا میں ہمیشہ تکیہ گاہ * اب جدائی سے ہوا سینہ تباہ

پھر کہی جھوٹا ہے اگر ایسا کرین * شرقی و غربی ثمر تجھ سے دیتین
وہ کہا اتم بقا ہووے تجھے * سن ارے غافل نہو کم جو سب سے
بس گئے اسکو دفن مثل رجال * حشر آسکا ہوئے گا روز سوال
جسکو ہوتا ہی خدا سے کاروبار * ہی ادھر غافل ادھر کو ہوشیار
جسکو باطن سے نہووے اتحاد * کیون کرے تصدیق تب بیچ جماد
پاے استدلالیان جو بین ہین * پاے چوبی سخت بے تمکین ہین
فلسفی کو بات کی طاقت کہان * گرکہے وہ دین حق تورے وہان
گرچہ منہ سے کچھ بکین وہ ابلہان * لیکن انکے دست و پاہین شاہدان
ہاتھ مین تھے بین کنکرین بوجہل کے * پوچھا احمد سے یہ کیا ہی بولئے
اسے پوچھے مین کہون یا وہ کہین * تب وہ بولا یہ ہی گر وہ کہین
ہاتھ مین بوجہل کے ہر پارہ سنگ * بول اوٹھی کلمہ شہادت بیدرنگ
لا اله کہنے کے الا اللہ کہے * حق محمد ہی رسول اللہ کہے
کنکریون سے جب سناجون بوجہل * انکے تئین پٹکا زمین پر وہ دغل
یون خطاب حق ہے سنا جاہل کا نام * کاہی عمر ہی بندہ نیک نام
خاص ہم رکہتے ہین اسکو محترم * جاو گورستان کو رنجہ کر قدم
ہفت سو دینار بیت المال سے * جلد تر لیجا کے اس مطرب کو دے
خذ کر کہہ دے یہ ابریشم بہا * خرچ کر سب ہو چکے اس جا ہی آ

بس عمر بیدار ہو کر ہوشیار * دوڑتے گھر سے چلے بے اختیار

دیکھنے کیا ہیں کہ مطرب ہی پڑا * اس سوا اس جا نہیں کوئی دوسرا

دل میں بولیں ہیں بہت ظلمت میں نور * یا ادب ہو بیٹھ کے آگے حضور

پیر چونکے ہو گیا بیدار جب * ڈر گیا انکو سمجھکر محتسب

بس عمر بولے نہ ڈر ای شادکام * حق تجھے بھیجا بشارت کا پیام

یہہ قراضہ چند ابریشم بہا * خرچ کر اس کو پھر اس جا آ

جب سنی اس بات کو گھبرا گیا * مرغ بسمل سا تڑپنے کو لگا

ہانک مارا ای خدای بے نظیر * شرم سے پانی ہوا یکبارہ پیر

سے عجب کچھ فغاں نہر ای کریم * جو نہیں محروم تب محسن لئیم

پھر بہت رویا کیا سخت اضطرار * چنگ دے مارا زمین پر ایکبار

پس کہے فاروق ہی زاری تری * خود نمائی اور ہشیاری تری

راہ فانی اور ہیگی ای گدا * ہوشیاری ہے تجھے یک دوسرا

خود تیرا تو یہ خودی کی ہی دبال * جس خودی سے تو ہوا آشنا وبال

سر ہوا تو بہ گذشتہ کا قبول * کب کرے تو بہ تو اس تو بہ سے حال

عمر جب آئینہ اسرار تھے * جانو مطرب کے سب اسرار ہی لے

مثل جان ہی کر پیر و پاینده ہو * جان گئی پر اور پایا جانکو

حال و قال اوسکو ورا ے حال و قال * ہو گیا غرق جمال ذو الجلال

یون نہ وہ دتو پاکر پھر سو کھاوے * یا بحر دریا کے بہا لے گو ئے
دے تو اس عیش و عشرت کے لئے * سو ہزاران جان کو صدقے کیجیے
عید کو صحرا کے جان پر بار ہو * جان فدا گر مہر عالم یار ہو
ادمی کے تن مین عقل و جان دروان * غیب سے پہنچے ہین جیون اب روان

دعا دو فرشتون کی واسطے سخی و بخیل کے

مصطفے بولے نصیحت آشکار * دو ملک کہتین ہین دایم یون پکار
منفقون کو سیر رکہہ ای کردگار * دے عوض ادرہم کے انکو سو ہزار
ای خدا جو ہو جہان مین ممسکان * تو نہ دے الا زیان اندر زیان
مال دیتا ہی خدا ئے مستطاب * تا کرین انفاق بر وجہ صواب
پس خدا کا مال بے حکم خدا * گر دیا تو مسرفون سے ہو بگا
مسرفان اخوان ہین شیطان کے * ہین بہت امساک کرنیسے بہرے
صرف ہو جا پر عوض سو پا یگا * ورنہ مصرف ہو خسارا کہا یگا
اس لئے مومن کہا از راہ بیم * ربنا اہد الصراط المستقیم
حق کے خاطر نان دیا تو نان پائے * حق کے خاطر جان دیا تو جان پائے

حکایت خلیفہ بغداد کی جو عرب سے کرایا لے کا لیا

ایک خلیفہ تہا بڑا نیک و نام * اسکے دیا ضی کا حاتم تہا غلام
داد واسکا قاف سے تا قاف تہا * بحر و بر بخشش سے اوسکے صاف تہا

آج جوان تھا مگر اُس کا کرم * کر دیا زندہ عرب سے تا عجم

ایک زن عربیہ یا نسب مرد سے * فقر و فاقہ کا گلہ کی درد سے

مرد بولا شکوہ مت کر فقر کا * آتی جاتی کہہ اب رشتہ عمر کا

جو جیا شیرین مرا شیرین کے ساتھ * جان کو تن پروردن کے ہی ثبات

حمد کرتے ہیں خدا کا عندلیب * رزق کا تجھکو ہی تجھ برائے حبیب

اسطرح مچھر سے لیکر تا بہ پیل * ہیں عیال اللہ حق نعم الوکیل

زن یہہ بولی تو حمیت سے بری * میں سمجھتی ہوں تیری افسون گری

کب قناعت سے تو جان روشن کیا * تو مگر نام قناعت سن لیا

ہی نہ تیرا بد گدا اے سخت بد * تجھکو لایق کب ہی اتنا جد و کد

پھر کہا اسنے کہ ای زن تو مگر * فقر پر آئی حقارت سے نظر

کیوں کہ درویشوں کو بے مال و منال * مرتبہ بخشا ہی عالی ذوالجلال

میں ہوں قانع ہی نہ مجھکو زر کی آس * تو مگر اوٹ پٹ کرتی ہی قیاس

جب تو چکر اسکے سر گشتہ بنے * سمجھے تو بس ہو کے پھرتے در بدر پھرے

سچ وہی تو ہی وہ لے آسماں کا ارکان * تو مرے پھرتی ہی نادت میری جان

دیکھکر بو جہل احمد کو کہا * کیا ہی ہاشم سے بد نقشہ اُٹھا

دیکھکر احمد کو بولے بوبکر * ہیں محمد شمس سے بھی زیادہ تر

سنکے دونو کا سخن پھر مصطفی * بولے اپنا اپنا دونوں سچ کہا

مین ہو آپ نور ذو الجلال * مجھ مین ہر ایک دیکھے ہی اپنا مثال
چنگ مار اور حرز انش کو چھوڑ دے * ورنہ مجھکو چھوڑ منہہ کو موڑ لے
جب سنے شوہر سے اپنے یہہ بیان * گر پڑے قدمون پہ با آہ و فغان
ہو کہا سو کہہ وے ای مہربان * تو جدائی کا نکر مجھسے سخن
اسکی رونے سے ہوا شوہر کا دل * موم سا نرم و پشیمان و خجل
مرد گر سنگین دل و خودکام ہی * ایک رونا عورتون کا دام ہی
ناز محبوبہ سے جو دل خون ہو * کیون نیاز اسکی سی پھر مفتون نہو
ظاہرا ہی گرچہ زن غالب اوپر * باطنا ہی طالب و مغلوب تر
مصطفی فرمائے از دست زنان * ہینگے مغلوب عاقل و صاحبدلان
جاہلان غالب رہیں زن پر مدام * کیونکہ ہی حیوانیت انمین تمام
مہر و رقت وصف انسانی ہی جان * خشم و شہوت وصف حیوانی ہی ہان
پرتو حق ہی نہ وہ معشوق ہی * وہ گویا خالق ہی نہ مخلوق ہی
موسی و فرعون باطن کے اسیر * ظاہرا یہہ سرکش و وہ جان پذیر
دن کو موسی حق سے رکھتے التجا * نیم شب فرعون کرتا تھا دعا
گرچہ ہون فرعون مشہور جہان * پر مجھے دعوی خدائی کا کہان
خواجہ تاش ہم دونون ہیں ای کردگار * ناوک تقدیر کے تیر سے شکار
ہیں مکان و لامکان مین ہم اسیر * حکم کے تیرے ہیں ہم فرمان پذیر

نار و گل پیدا کیا تو بے گمان * گر نہ مانگین تجھ سے پھر جاوین کہان

رنگ ظاہر جبکہ باطن نے لیا * موسی سے موسی کو کوبا ہی دغا

جب کوی بیرنگ قید رنگ مین * موسی موسی سے ایکا جنگ مین

جب کے بیرنگی طرف پھر جانگی * موسی اور فرعون سے ہوا آشتی

عذاں تیری ای شتربان تو شتر * کھینچے ہی تجھکو جدہر چاہے ادہر

عذاں عذاں اولیا ہی ای فتا * اور عذابین پڑین شتر ہے اتہا

دیکھے گر انکو بچشم اعتبار * ایک ہی ہی جان جان صد ہزار

جاذبت ہیں دلیل کا ہاں * غیر انکو جان تا ہی جا ہار

روح صالح اس کا ناقہ ہان * روح واصل ہی وے مجبور تن

روح صالح قابل آفت نہین * روح فارغ زخم ہی ناقہ کے بدن

اس لئے آسکو رکہا تن مین اللہ * تا رسے وہ کل عالم کا پنا

ناقہ جسم ولی کا ہو وے غلام * روح صالح سے ہیگا شاد کام

ہین بہت شیر بیابان جون نے شکر * لیکن ان مین زہر کا ہیگا اثر

جب کہ جسکے ایکہت آفتاب * اہل انکی سنگ سے پاب دتا

اجیون ای اسے مت پوچھ بات * روح نزدیکھ ان حرفون کی سماہ

لیکہ بیٹھے جاتے ہی جون زہر مار * حق مین نادان کے بحکم کرا

خام خوردہ مین رسے شیرہ ترش * جب پکا انگور تو ہوتا ہی خوش

غم میں وہ شیرہ ہوا تلخ و حرام * پھر بتاسے کا ہوا نعم الادام
ماجراے مرد و زن گویا ہے نقار * فی الحقیقت ہے مثال نفس و عقل
مثل زن کے نفس کا ہے کاروبار * ہو کہیں سرور کہیں ہو خاکسار
عقل ان کاروں سے کچھ آگہ نہیں * آپکے سر میں بجز غم الہ نہیں
مصطفیٰ فرماے حق نے یوں کہا * میں سماتا نہیں ہوں کوئی جا
دل میں مومن کے سماتا ہوں و لے * گر طالب ہو ان دلوں میں ڈھونڈ لے
مقبلوں کی دوستی ہے کیمیا * کیمیا ایسی کہاں پھر پائیگا
چشم احمد جب پڑی بوبکر پر * کر دیا صدیق فیض یک نظر
بس کہی شوہر کو اے آرام دل * کچھ لیجا ہدیہ خلیفہ سات مل
تب کہا شوہر نے اے رشک قمر * لایق شہ اس گدا کے کیا ہے گھر
زن کہی ہے آب بارش یک سبو * اس کو لیجا کر نذر گذران تو
ذات اسکی اسکا ہے تحفہ عظیم * اسکو لیایگا بدل شاہ کریم
چون کہی وہ شاہ مثل آفتاب * بخشش ذرے کریگا کامیاب
زن نہ تھی واقف کہ وہاں ہی راہ پر * آب دجلہ غیرت شیر و شکر
آگے شہ کے جا و کاروبار دیکھ * حسن تجری تحتہا الانہار دیکھ
اپنے ادراکات و حس سب اے فتی * قطرہ اس بحر صفا کے ہیں گویا
قید ہے حس شعور چشم ہیچ ذات * پھر تو کیا جانے ہے ہیچون و فراست

تونے چھوڑ تے تاکر یہہ فانی رباط * کیسے باوے خیر و شکر وانبساط
تن ہمارا ہی سبو اس میں ہوس * آب شور و تلخ ہوا سے بیناس
بس اٹھا لیکر گھر آ امرد عرب * ملی اکا کرنے منازل روز و شب
اس گھڑتے پانیکو جو ردن سے ہیا * جب در دارا لنزفت پر گیا
دیکھ تا کیا ہے کہ ہی دربار عام * عام و خاص اس میں سراسر شادکام
اہل ظاہر ہیں جواہر میں بھرے * اہل باطن بحر معنی میں بھرے
ہر طرف آواز تھی ای طالب آ * جو محتاج گدا تھا جیون گدا
خوبرو کو آئنہ زیبا کرے * روی احسانکو گدا پیدا کرے
جو حق کے آئنہ ہونگے گدا * جو مستغرق ہے جو محو حق ہوا
نفس نہ درویش ہی نہ اہل جان * نفس کے کتے کو مت دے استخوان
نفس عاشق حق کا ہے از بہر مال * وہ نہیں ہی عاشق حسن و جمال
گر تو بہر ہو کرے وہ عشق ذات * ذات کب ہو وہم اسما و صفات
عاشق تصویر اپنے وہم کا * ہوئے کیسے عاشق ذات خدا
عاشق صادق ہو گر اس وہم کا * اس مجازی سے حقیقی پاسے گا
شرح جاسے ہے بیان یہہ سخن * لیک کب سمجھے اسے فہم کہن
جو کہ ہیں مرغ صغرا ہی نیک خو * کیسے وہ لقمہ کرین انجیر کو
یہہ غم و شادی جو ظاہر تجھ ہے * اس غم و شادی کے آگے ہیچ ہے

حسن ظاہر تجھکو ای اہل مجاز * حسن معنی سے خبر دیتا ہی راز
صورتین سارے جہانکی کر تو غور * تن پہ صورتگر کے ہاین جامہ کے طور
صورت جامہ کر تو چشم دلکو باز * دیکھ لے جا کر جمال جامہ ساز
ساتھ جامہ کے وہان کب ہو گذر * جان سے تن تن سے جامہ بیخبر
اُس عرب کو دیکھ کر شہ کے نقیب * لطف سے پوچھے کہ ای مرد غریب
کیا تری حاجت ہی کہہ دے کھولکر * داد کو پہونچیگا شاہ دادگر
وہ کہا مین طالب دینار تھا * اب ہی عاشق اوسکے دل دیدار کا
واسطے آتش کے موسی طور کو * جا کے دیکھے آفتاب نور کو
تھی غرض عیسی کو ترک دشمنان * بھاگ کر جا پہنچے چوتھے آسمان
دام آدم خوشہ گندم ہوا * تا کرے خود خوشہ مردم ہوا
دین کے جھگڑے کو عباس ایے تھے * نسل اونکی دین کے پشتے ہوے
واسطے چارے کے باز آیا ادہم * صاحب سلطان ہوا اُسکا مقام
ہدیہ یہ پہونچا دو تم سلطان کے پاس * آرزو بھی میری کریو التماس
دیکھ ہستی تھے نقیبان وہ سبو * لے اسے پہنچا دیا بے گفتگو
کیونکہ خصلت اُس شہ باجبر کی * تھی تمام ارکان دولت مین بھری
دیکھ فیض لطف شاہنشاہ کا * سارے تن مین اثر کیجے کر گیا
جو ہنر استاد سے معروف ہی * جان شاگردون مین وہ موصوف ہی

ہو گیا استاد پھر جب محو رہ * اُسکی شاگردی کی جان بیچ محو شہ

سب ہنر سے فقر ہی بہتر ہنر * کام تجکو آوے مرنے وقت پر

ایک نحوی تھا کہیں کشتی سوار * اُسنے کشتی بان سے پوچھا پکار

جانتا ہی نحو وہ بولا کہ لا * عمر تیری ہی فنا نحوی کہا

ناگہان کشتی پہ پہنچی تندباد * اُسکو کشتی بان کہتا ہی او استاد

پیرنا جانتے ہی تو بولا نہیں * وہ کہا ڈوبے گی کشتی بالیقین

ایجوان اب عمر تیری ہی فنا * نحو کو لے ساتھ اپنے ڈوب جا

محو بہتر نحو سے ہی اے بیخبر * تا کہ غرق بحر ہووے بے خطر

مردہ کو دریا رکھے بر روی آب * زندہ کو کر دے وہ ڈبا دے یکساب

جب تیرے مر جائیں اوصاف بشر * تاج بحر اسرار ہو تیرے سر اوپر

ہی ہماری عقل تو آب سبو * عالم حق دجلہ خلیفہ جان تو

ہم سبو بھر لے اگر دجلہ کو جائیں * پاس گر سے خود ہم کسکو کہائیں

الغرض سائل سبو کو زر سے بھر * کہہ دیا دجلے جا تو بھی کہہ

وہ عرب جب آب دجلہ کا پیا * ہو پشیمان سر جھکا کہنے لگا

ہی عجب لطف اس شہ وہاب کا * جو سبو ایسے کو ہم اپنا لیا

گاؤں عالم کو سبو جان اے پسر * عالم خوبی سے بھرا ہی تا بسر

ہونگے یہہ قطرہ دریای دوست * ہو سبو دست آئے گیسے زیر پوست

گنج مخفی جب ہوا ہے جوش کے * خاک کو سلطان اطلس پوش کے
دیکھتا وہ قطرہ کر بحر خدا * اُس سبو کو وہ فنا کرتا فنا
جس نے دیکھا اس کو وہ بیخود ہوا * بیخودی سے توڑ ڈالا یہ گھڑا
گر شکستہ ہو سبو پانی ہنوز * اس میں ہے باقی بخوبی دلفروز
نہ سبو اس حال میں ہے اور نہ آب * فکر کر واللہ عالم بالصواب
گر طلب سعی کرے دو باز ہو * فکر کا پر مارتا شہباز ہو
فکر کا پر ہی گراں آوے گراں * کیونکہ تو کھاوے ہے گل کو مثل نان
نان مٹی گوشت ہے اس سے بتر * مت ہو مٹی کھا کے مٹی خاک پر
ہم ساری خاک ہم کھاتے رہے * کھا گئی خاک ہم کو بعد از مرگ کے
جب ہوا بھوکا تو سگ ہوتا ہے تو * تند و بد پیوند بد رگ ہو بہو
ہو گیا جب سیر تو مردار ہے * بیخبر بے پا تو جیوں دیوار ہے
پس کبھی کتا کبھی مردار ہے * پھر تجھے شیر مردی سے کیا درکار ہے
نفس سگ تیرا ہے تیار شکار * استخوان کم دے اسے اے نامدار
سگ اگر بھوکا نہ ہو سرکش رہے * صید تیرے واسطے کمتر کرے
اس عرب کو بینوائی تھی دلیاں * تاکہ شہ تک لے گئی بی قال و قیاں
میں حکایت میں کہا احسان شاہ * پھر تجھے اب چاہیئے تک انتباہ
گر شکر سے شکل نان بنوائیگا * بی چہاے ذائقہ کب پائیگا

گرچہ مومن کو بہت زر زمین ملے * اسکے ملنے سے وہ کب ہو غنی شے
بلکہ آتش میں لگا کر کے اسے * صورت عاریت اپنے تو رد کرے
گر رہے صورت ہمین ہی تو بت پرست * چہوڑ دے صورت تو معنی کر درست
طالب حق گر ہو جاتا جی کے سنگ * خواہ وہ ترکی ہو یا تاجیک و زنگ
ترک کر صورت کو رکھ معنی سے کام * تا تجہے پہنچیگا اپنے مقام
حاشا للہ تو نہ اسکو نقال جان * حال ہے تیرا ہمارا اے جوان
عقل شوہر ہے زن اسکے نفس و طمع * ہر دو ظلمانی و منکر عقل و شمع
حب کا گر جاوے ہو پیدا ثمر * ہے فنا سے تن نہو جان جاوہ گر
پیر بن ہرگز نکرنا یہہ سفر * ہے بہت پر آفت و خوف و خطر
جو کہ تو نے بارہا دیکھی ہے راہ * بے پیر کے حال تیرا ہو تباہ
راہ وہ جو بارہا دیکھا ہے تو * ہے پریشاں اگر تنہا ہے تو
جو نہیں دیکھی ہو وہ مت جا دلیر * راہبر لے راہ بہت مرنے پھیر
گر نہ ہووے ساتہ رہبر راہ رو * بانگ غولان مین رہے حیران تو

وصیت کرنا دعا گو کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

بیچ اختیار کرنے صحبت داناون کے

ایسا فرمایا علی سے مصطفیٰ * ہو علی تم پہلوان شیر خدا
لیک شیری پر کرو مت اعتماد * رہیو ہمراہ تم اب روشن نہاد

سایۂ اُس عاقل کا کر تو اختیار * جو نہو کوئی وفا دینے سے خوار
ہے زمین پر آپکا ظل جیون کوہ قاف * روح جیون سیمرغ بس عالی طواف
آدمین مین ہی نہان وہ آفتاب * فہم کر واللہ عالم بالصواب
ہر کسی پائی ہے جدی ایک بندگی * تا رہے نار جہنم سے بری
سایۂ عاقل کو مامن کیجئے * شیر پنہان کو نہ دشمن کیجئے
پیر جب پایا تو ہو فرمان پذیر * صبر کر اُس پر جو فرماتا ہے پیر
لے دلبا اُس رہ مین کوئی نادر گیا * ور کیا فضل و کرم تھا پیر کا
ساتھ مرشد کی ہو صابر بے نفاق * تا نہ جیون موسی منی ہذا فراق
قابیون پہ ہوگا غالب دست پیر * ہاتھ اُنکا قبضۂ رب البصیر
ابتغی نعمت جب پاوین غائبین * غائبین سے مستحق ہین حاضرین
جب کہا پایا پیر نازک دل نہو * پند سے پیرو نکی پھر غافل نہو
پند سے پیرونکی گر کینہ کرے * پھر کہان تو دل کو آئینہ کرے

حکایت مرد فروتنی اور دلاک یعنی گودنے والے کی

ایک فروتنی کہا دلاک سے * زیب دے نقش کبودی سے مجھے
ہے مرا طالع اسد کر نقش شیر * میرے شانو پر کہ ہو جاؤن دلیر
لیکے سوزن وہ لگا کرنے نگار * وہ فروتنی ہوا بس بیقرار
پوچھا کیسی شکل تو نے ساز کی * مرگ سے گویا مجھے دمساز کی

وہ کہا ہی شیر جو تو نے کہا * تب وہ پوچھا عضو ہی یہہ کونسا

وہ کہا دم سے ہوا آغاز ہی * تب کہا وہ دم کو اب تو چھوڑ دے

رہ گیا ہی شیر کے اب دم سے دم * ہو گیا دم سرد دم سے دم بدم

شیر کے دم کے ہی بہتر شیر ساز * اب نہین باقی رہی دم سے نیاز

دوسرے جانب سے استاد نیز * نقش کی بنیاد ڈالی بے خطر

ہانک مارا آہ کیا اندام ہی * کونسا یہہ عضو ہی کیا نام ہی

پھر وہ بولا کان ہین یہہ شیر کے * یہہ کہا تو کان کو بھی چھوڑ دے

گر نہو وین کان اصلا ای حکیم * کچھ نہین ان کان کے چھوڑے سے بیم

پھر وہ سوزن نے ہوا مشغول کام * پہلوان رو کر کہا ای نیک نام

وہ کہا یہہ پیٹ ہی تن تیسرا * یہہ کہا اس پیٹ سے بھی باز آ

پھینک دی سوزن کو مسکین ہو کے تنگ * پھر کہا ای مرد کسب نام و ننگ

بی سر و گوش و شکم دم کے بھلا * کون دیکھا شیر تو مجکو دکھا

شیر ایسا حق کہین پیدا کیا * ہی سراسر ابلہی دعوا تیرا

صبر کر ای بھائی زخم نیش پر * تا نہ مارے نیش نفس بدگہر

جن جوانون نے کیا ترک وجود * چرخ و مہر و مہ کرے انکو سجود

جس کسی نے شمع دل روشن کیا * آفتاب اسکو نہین دینا جلا

کیا ہی وہ تعظیم خالق ای خلیل * خاک اپنے کے تئین کرنا ذلیل

کیا ہی وہ توحید حق ای آشنا * حق کے آگے آپ کو کرنا فنا

گر تجھے خواہش ہے انوار علا * ہستی موہوم اپنا دے جلا

تیری ہستی حق کے ہستی مین فنا * ایسی ہو جیسے مس اندر کیمیا

جب تلک اپنے مین تجھکو ہی قرار * یہہ دوئی تیری تجھے کرتی ہی خوار

جزو کل فانی ہین باقی حق کی ذات * ہی بقا تیری تو ہو کر محو ذات

ذات مین گر ہو فنا باقی ہی تو * کل شئی ہالک الا وجہہ

جب ہوا ایک تو نہین باقی دوئی * جب منی باقی رہیگی ہی دوئی

گرچہ دو رشتے ہون آپس مین جدا * کیسے سوزن مین پرویا جایگا

سوزن ایک رشتے سے رکھے ارتباط * اونت کے لایق نہین سم الخیاط

دست تیرا ہی مثال دست حق * گر تجھے حاصل ہی وحدت کا سبق

اسکی قدرت سے ہی ممکن ہر محال * کس کو اس سے سرکشی کا ہو مجال

جو دم مردہ سے ہووے مردہ تر * اس کف ایجاد سے ہی پر خطر

ایک دم خالی نہین رب المجید * کل یوم ہو فی شان جدید

فعل اسما یہہ ہی اسکے امر کا * تین شکر کا ہی مرجع تین جا

ہی روان ایک صاحب سے ارحام کو * دوسرا اسد اکر سے ارحام کو

تا بہ مدرا پہنچے ہی پھر مدوی اجال * تا کر وہان دیکھ جز اسے ہر محال

سب کے ہر ا اہیائ دا و لیا * چشم ظاہر بین مین ہین گرچہ جدا

ہیں نہاں جسمیں ہیں وہ صفات بے زوال * ہو جن آئینہ صفات ذوالجلال
یا الہی جانکو بتلا وہ مقام * جس جگہ پر حرف ہووے بے کلام
تا کہ جاوے بان مرے کرتدم * واسطے اندازہ باغ عدم
اسطرح اوس باغ کی ہیگی فزا * ہے خیال وسعت کو جس سے نوا
ہے عدم سے تنگ تر باغ خیال * اس لئے دیتا ہے وہ دل کو ملال
چونکہ ہیں اجسام اس سے تنگ تر * اسلئے اسمیں ملال ہوتے قمر
اس سے بھی بدتر ہے عالم حسن و رنگ * ہو گئے زندان کے مانند تنگ
علت تنگی ہے ترکیب و عدد * ہے یہی ترکیب حس کی حد
جس سے باہر عالم توحید ہے * کر وہاں پہنچ تو دیدہ ہے
چھوڑ دیوے ہمسایہ ورقم دست و پا * جب سنے تو قصہ عاد و ثمود
تو بچھڑے گر جدا پایا ہے بتا * دوسروں کو جاتے عبرت ہو گا

قصہ بدکرنا نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو

نوح نے فرمایا یہ میں میں نہیں * بلکہ اس میں مظہر حق ہے یقین
جب حواس آدمی سمجھتے آتے * سمع و ادراک و مدرک حق کا ہوا
جب نہیں ہوں میں اس پیکر دم میں ہو * مارے جو اسم میں مردہ ہووے ہا
دست قدرت حق کا تھا جب نوح پر * ایک جہان کو کر دیا زیر و زبر
سیلاب جب دوات خمس ہو گئے * نوح اس خمسین آتش سے اے

جسنے اس شیر نہان کے روبرو * بے ادب کھولی زبان گفتگو
شیر مثل گرگ پھاڑیگا اسے * زور سے اپنے پچھاڑیگا اسے

حکایت شیر کی جسنے بھیڑئے کو پھاڑا

تھا کسی صحرا میں یک شیر ببر * شیر گردن اسکے آگے گور خر
پنجۂ شیری سے جب کرتا شکار * مثل مچھر چیرتا ہاتھی کو مار
اسکے تھی خدمت میں یک روباہ پیر * اور اسکا یک تھا بھیڑیا وزیر
شیر کے قبضہ سے دونو شاد تھے * دام و دد کے خوف سے آزاد تھے
ایکدن آمنے گئے تھے تین صید * بیل بکری اور خرگوش سپید
گرگ سے پوچھا کہ ای میرے رفیق * ان کے حصہ کا مجھے بتلا طریق
گرگ بولا بیل ہی خاصہ طعام * دوسرے دو پاویں ہم دونو غلام
شیر یہ سن اسکو پھاڑا از غضب * تو بھی ہی میرا شریک ای بے ادب
بعد ازاں پوچھا تو بول ای لومڑی * قسمت ان تینو کی اب کیسی پڑی
وہ کہی یہ چاشت کا حصہ ہی بیل * دو پہر فرمائیے بکرا بجو مبل
تیسرا خرگوش نقل شام ہی * شاہ کے خدمت سے ہمکو کام ہی
ہا کا مطلق خدا ہی چیرہ دست * تو نہو اپنے خودی سے خود پرست
مثل اس روباہ کے تو ہو فنا * ورنہ مثل گرگ پھاڑا جائیگا
رب غنی ہی تو فقیر ای بے بصر * نیستی سے اپنے ہرگز مت گذر

حق کے آگے دین جو چھوڑ دے * مال ملک اسکا ہی جو چاہے سو دے
تو فنا ہو گر جدا اسکی ذات میں * مال و دولت لیوین تیرے تئین
روبروے حق کے نگہ رکھ اپنا دل * تا نہو تو بدگمانی سے خجل
دیکھے ہے وہ سر دلکا دو جستجو * شیر خالص میں ہو جیسے تار مو
جب ہوا رسے نقد کا ہو امتحان * پاک نہ بد ہو جاوے سب اس پر عیان
بادشاہوں پاس وقت بار عام * ہر کسیکو ہی مقرر یک مقام
آنکے بائین پہلوان ہون صف بصف * مشرف و اہل قلم دہنے طرف
کیونکہ اس جا ہے ہوا اہل دل ہی بند * علم خط اس دست سے ہے سرمند
صوفیونکو دین جگہ پیش نظر * کیون کرہ آئینہ جان ہیں صاف تر
ذکر و فکر و شغل سے کر سینہ صاف * صیقل تقوی ہے جیون آئینہ صاف

قصہ یوسف اور انکے آشنا کا

یوسف صدیق کا اک آشنا * بعد مدت مصر میں آکر ملا
جو کہ ہو صاحب جمال خوب رو * طالب آئینہ ہو وہ نیک خو
یاد بھائیو انکا کیا جور و حسد * آپ بولے تھی وہ زنجیر اسد
ہے نہیں شیرون پہ بار سلسلہ * خواہش حق سے نہیں ہرگز گلہ
شیر کے گردن میں ہو زنجیر کر * ایک وہ زنجیر سازوں پر ہے در
رحمت حق کی تھے وہ ہنگامہ گری * سب شقت کہیے یا وے سروری

خاک مین گندم کو اول بو دیئے * خاک سے پھر اسکے خوشے چن لیئے

پھر وہ گندم پس گیا آٹا بنا * پھر گئی قیمت ہوئی نان جان فزا

پھر اسے دانتون کا جب پہنچا گزند * ہو گیا وہ جان وعقل ہوشمند

جان محو عشق پھر جب دم ہوا * بعد تھا وہ یعجب الزراع کا

پھر ہوا وہ جان جب محو خدا * صحو پایا سکر سے تایب ہوا

بعد فنے کے کہا ای مہربان * کیا میرے خاطر لے آیا ارمغان

دست خالی جائیں گر دوست سے * ہووین کیونکر دو مدت کے پھر دوست سے

رب کریگا حشر مین پیدو نسیے بات * کیا لے آئے آج تحفہ اپنے صفات

رب کے مہمانی سے گر منکر ہوا * خاک ہی مطبخ سے حق کے کھایگا

گر نہین منکر تو خالی ہات لے * دوست کو جاتا ہی کیونکر دیکھنے

واسطے حق کے تو کم کر خواب وخور * وقت جانے کے یہ تحفہ کر نذر

خواب خور ہی راحت جان روان * عشق گر ہی پھر تجھے راحت کہان

او لیا ہین محو لطف ذوالجلال * خواب وبیدار یمین یکسان انکا حال

آشنا یوسف سے بولا ای حبیب * کچھ نہین تحفہ نظر آیا غریب

آینہ لایا ہون تحفہ سے تجھ مثال * تا کہ دیکھے اسمین تو اپنا جمال

تحفہ دیدار حق ہی نیستی * ہست حق تیرا سبق ہی نیستی

تو فنا موجودیت کو اپنے کر * تا جمال حق ہو تجھمین جلوہ گر

حق کے آگے جب فنا ہو جایگا * پھر بقا حق کے بقا سے پایگا

اپنے نقصان کا جسے ہے کا یقین * وہ کمال اپنے کو ڈھونڈتا ہے ہر کہین

مرض ہے تجکو تیرے پندار کا * پھر تو اس سے دور کر کامل ہوا

دیدہ و دل سے تیرے بجائے خون * تو تکبر مین نہوگا تو زبون

ہے تکبر مین غلو ابلیس کو * مرض یہ ہر شخص مین ہے جو جہاں ہو

گرچہ اپنے کو سمجھتا ہے سلیم * مرض اسکا ہے نہان زیر گلیم

اس مرض کی سخت مشکل ہی دوا * پیر بن ہرگز نہ چھوٹیگا ہو دیکا

پند کو آہن کے کرسکے جدا * پر نہین ہے پند غیبی کی دوا

فلسفی جو منکر حنانہ ہے * اولیا کے حال سے بیگانہ ہے

فلسفی جو منکر شیطان ہے * دام مین شیطان کے خوا شطان ہے

وہ نہ دیکھا ہووے گر شیطان کو * خود ہی شیطان خوب دیکھے آپکو

اس لئے نساہے تو شیطان پہ * نیک اپنے کو سمجھتا ہے مگر

اللہ اللہ ناز نہین ہے تونگر * بادن کو اندر سے باہر نکر

ذبح کرنے ان کے سب خاطر وحوش * ذبح کر انسان کیے از جرہوش

جب نہین کفار مین عقل و صلاح * قتل انکا حق کی شرط مباح

سب زن و فرزند انکے ہین * کیونکہ ہین بے عقل و مردود ذلیل

خلق نابالغ ہین جز مرد خدا * کب ہو بالغ تا نہ حرص و ہوا

غیر عشق حق اگر ہووے خوشی * کیا خوشی ہے بانکا ہے جان کندنی
بانکا ہی یہہ برگ تیرے جانکے ساتھ * کرنہ پیوے عشق کا آب حیات
نفس کی خواہش میں جب تو ڈوبجاے * پھر کہاں سر خواب غفلت سے اٹھاے
آتش شہوت نہ پانی سے بجھے * کیونکہ یہہ آتش ہے دوزخ سے بنے
نار شہوت کو بجھاوے نور دین * کفر کی آتش بجھاوے نور دین
نار کو دیوے بجھا نور خدا * نور ابراہیم کو کر پیشوا
نار شہوت ہو زیادہ خرچ سے * ہووے کم گر ترک شہوت کا کرے
آگ کو لکڑ سبب ہووے سرکشی * کب بجھاوے آگ کو ہیزم کشی
شہد کی کھانے سے مانع ہو حکیم * ترک کردے ورنہ ہووے گا سقیم
مرض کو تیرے بڑھاویگا عسل * پس نہ دے آتش سے لکڑیکو خلل
اپنے سرمایہ کتیں ضایع نکر * راہزن کو تو نہ دے تیغ و سپر
اہل کین کو چھوڑ دے اے اہل دین * ہمنشین حق سے ہو جا ہم نشین

بیان حضرت امیر المومنین علی مرتضی کا

واصل حق مرشد دنیا و دین * ساقی کوثر امیر المومنین
مرتضی سے سیکھ اے اخلاص و عمل * شیر حق ہیں پاک ہے مکر و دغل
تھے کسی غزوہ میں اندر کارزار * شیر حق کے ہاتھ میں تھی ذوالفقار
ایکدم میں مار کر تیغ و دو سر * کردئے کفار کو زیر و زبر

ان مین تھا ایک پہلوان نامی پر آ * جنگ مین آکر مقابل ہو کھڑا
پنجۂ شیری سے اسکو کر کے زیر * سر جدا کرنے لگے شاہ دلیر
اسنے اپنی زندگی سے درگذر * تھوک پھینکا اس مبارک رخ پر
وہ مبارک رو کہ جسکو مہر و ماہ * سجدہ کرکے جاوین ہر شام و پگاہ
چھوڑ کر اسکو اٹھے حضرت علی * افتخار ہر نبی و ہر ولی
پہلوان حیران ہوا بولا عجب * قتل میرا نے بخشا کیا سبب
فعل میرا سر بسر گستاخ تھا * لطف رحمت سے بے محل کیونکر ہوا
جب عدو کے تین چھوڑا آپنے * کس لئے چھوڑا نہ مارا آپنے
جان سے بہتر کسکو پایا آپنے * جس سے میری جان بخشا آپنے
ہو شجاعت مین خدا کے شیر نر * ہو مروت مین محمد کے جگر
معرفت مین تم ہو صدر عارفان * مجھے فرماؤ جو دیکھا اب عیان
مین تمہاری رحم سے ہون اس خجل * کر دیا ہے غم مجھکو پاک دل
پس کہے حضرت علی اے پہلوان * اسلئے بخشش کیا مین تیری جان
مین خدا کے واسطے کرتا ہون جنگ * نفس کی ام اوری جانون ہون ننگ
تونے کی جو صدم یہہ حرکت بہ نما * نفس امارہ مرا جنبش کیا
پس غرض اس قتل مین آکر ملی * کام مین حق کے نہین شرکت بھلی
بندۂ شہوت کہان ہاسے خالص * فعل اپنا دے خدا کو ہم خاص

جو کریگا جی کو جانان پر نثار * کیون کرے مرض خلافت اختیار

جن عزیزونکی نظر مین ہووے شر * جان تے میراث شیطان وہ نظر

گر نہین فرزند تو ابلیس کا * کیون تو پھر میراث اُس سے لیا

گر کرین یہہ ذکر تو ہووے فزون * خود جگر کیا چیز خارا ہووے خون

وہ جگر جو خون نہووے سخت ہی * غافل و مردود اور بدبخت ہی

صحبت ایسی کیا تو ای جوان * ایک پل مین ناپ ڈالا آسمان

گرچہ کہو یا عمر تو غفلت کی سات * کیا نہین ظلمت مین ہی آبحیات

کردیا آزاد تجھکو فضل حق * قہر پر حق کے ہی رحمت کو سبق

جنگ پیغمبر سراسر صلح تھا * فتنۂ آخر زمان اُس سے مٹا

کاٹ ڈالے لاکھون سر دو دستان * تا امان پاوے سرا اہل جہان

گنج پاوے رنج سے ای نیکبخت * شاخ کے کاٹے سے مثمر ہو درخت

نفع سے ہی بیشتر نقصان بھرا * ہی شہیدونکی بقا اندر فنا

حق جسے بیچے اُسے پھر لیوے مول * رد کرے جسکو کرے اُسکو قبول

حضرت آدم کہو شیطان پر * تک حقارت سے کئے تھے یک نظر

خود پسندی اور خودی سے اپنے * کام پر ابلیس ملعون کے تھے

رب سے نے کہا وحی ای آدم صفی * تو نہین جانے ہی یہہ سر خفی

قدرت اپنی گرچہ بتلانے پہ آون * کوہ کو مین کاہ یکدم مین بناون

پردے آدم کے اگر اٹھ جائینگے * سب شیاطین آدمی بن جائینگے

بس کہے آدم کہ ای پروردگار * اب ہونگا میں ذات سے اپنی شرمسار

جس پہ تو غلبہ کرے ہوویگا [illegible] * [illegible] نفسی و نفسی [illegible]

تیرے ہم خواہش متی انسان ہیں * ورنہ ہیں تو سربسر شیطان ہیں

پھر نہ ہوویگی خطا بار دگر * یارب اس بندہ کی جرأت عفو کر

شیر حق ہوں میں نہیں سگ ای جوان * سگ صفت ہیں جو کہ ہیں تن پروران

شیر زنہار ہو نہ ہوتا ہیگا شکار * شیر ہو [illegible] [illegible]

قتل مردوں جب بقا کا دے ثمر * کیونکہ پھر و [illegible] بعد [illegible]

نقش حق کا حق کے فرمانے سے تو را * دل کے [illegible] کے آئینہ کے پھوڑ

مگر نصیب یہہ کر دیا آشکار * تو نے کر کر ناز پہنچایا ایک بار

پس کہا میں نے یہ کرنا تھا جدا * تم کو میں کچھ [illegible] تھا شہا

میں ہوں ذرہ وہ یک خورشید وار * میں [illegible] ہوں [illegible] جیسے چکور

میں فدا اس بحر رحمت کا ہوا * پھر [illegible] سگ [illegible]

تھے بچاس اپنے اقارب خویش سے * [illegible] اس شمع کے

عالم کی ناوارے اس شاہ کے * [illegible] قتل ہونے سے بچے

عالم کی تاو[illegible] تیغے تیز * [illegible] سے [illegible] خیز

دوسرا دفتر مثنوی کا

* بسم اللہ الرحمن الرحیم *

حمد اُس یکتا کا ہے کہ جسنے اپنے یکتائی سے ہرشی کو اپنے محبوب کے نور یکتا سے پیدا کیا کہ باوجود اتحاد جسمی کے کہ ہر یک میں فرق ظاہر ہی اُسکے وحدت پر دلیل ہین * اور نعت اُس محبوب کی ہے کہ جسکا جمال جہان آرای کو آئینہ جز وکل کا کیا * اور خاتمت عرفان کی بخشش کے واسطے فخر انبیا اور اولیا کے مبعوث فرمایا * اور آل اطہار و صحاب اُنکے جنہوںنے شمع عرفان سے اندھیارے گھر کو روشن اور منور کیا * اللھم صل علی سیدنا و مولانا صاحب التاج والمعراج والہ واصحابہ ذوی السر و روالابتہاج (امابعد) بیان ہیکہ حکمت کا تاخیر مین اس مجلد دوسری کے کہ اگر تمام حکمت الہی بندہ پر مکاشف ہوتی تو بہ نظر فوائد اُس حکمت مطلقہ کے اپنے کاروبار مقیدہ جسمانی سے باز رہتا اور حکمت بے پایان حقتعالی کی اُسکے ادراک کو فنا کرتی اور انتظام ظاہری کا نظام انجام نپاتا کیونکہ ظاہری اور باطنی آپسمین اتحاد قاتی رکھتین ہین اگر یہہ نہوتی تو احد اور احمد بھی

نہ ہوتا اگر بندہ کو فقط محرم راز کرتا تو بھی تماشا کے اور اگر اسے
محروم رکھتا تو بھی نہ رہ سکتے جیسا کہ مہاوت کی کہ اگر نہ ہوتی تو بھی
نہ چل سکتا اور اگر سخت ہوتی تو بھی نہ چل سکتا کہ * وان
من شیئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم * کہ جسم سے
ہماد لہ چار عنصر کے صورت درستگی کی نہ قبول کرتا * والسماء
رفعہا ووضع المیزان * کہ بحساب کے کہ یکتا سماب وہ آب تک
نہ ہوتا مگر وہی لوگ جو کہ عالم خلق سے اپنے خالق اعلیٰ کی طرف رجوع
کر کے * ترزق من تشاء بغیر حساب * میں محسوب ہیں * ومن
لم یذق لم یدر * عشق اور محبت بحساب ہیں کیونکہ حقیقت
صفت حق کی ہے نسبت طرف بندہ کے مجاز ہے اسی واسطے
اتنا سوز و گداز ہے جو تمام ہیں ہونے کے کس میں نشان ہیں

مثنوی یک چند شمعی مہمات پذیر * صبر سے آخر ہو ہوتا ہے شیر
شیر صافی ہے لہو میں متصل * نور باقی ہے روان دنیا سے مل
دین کتیں آفت ہیں شہوت اور ہوا * ورنہ ہے شربت میں شربت معنی جا
بس نہیں لازم ہے ہرام احتیاط * تا نہ بارے شیر خون سے اختلاط
جائے جب گندم سے آدم ذوق نفس * ہو گئے جنت کی فرقت طاق نفس

تھا ملک مانند دیو آن سے بری * بھاگتے آدم سے تھے جن و پری
درد کے طوفان سے تھا دل چور چور * واسطے نان کے بہی آنکھین تنور
گرچہ تھی یک بال سے کم تر خطا * ایک تھا وہ سو دو دید نو سے اُگا
جب تھے آدم دیدۂ نور قدیم * بال تھا دیدہ و نمین یک کوہ عظیم
گرچہ آدم اُس سے کرتے مشورت * پھر پشیمان ہوکر کرتے معذرت
عقل سے جب عقل ہو جاوے بہم * کام مین تب مرد ہو ثابت قدم
درد دل اپنا بتا اُس یار کو * بار ہرگز تو نہ دے اغیار کو
دوستون سے حق کے لے تو یہ شفیق * جب کیا ایسا تو ہووے حق رفیق
درد دل کا آئینہ ہی روے یار * منہہ پہ آئینہ کے ایجان دم نہ مار
تا نہ ہون دم سے تیرے پوشیدہ رو * اُسکے آگے دم بخود ہر دم مین ہو
خواب بیداری ہے دانائی کے ساتھہ * جاگنا نادان سے مل جی بری گہات
جب زمستان مین ہو کیڑو تو انکا ہجوم * بابا بین سب بھول جاوین اپنے وہ ہوم
کیونکہ سب ہو بابان گلزار خموش * ہو غروب شمس خواب دیدہ پوش
آفتاب معرفت پنہان نہین * مشرق اُسکا غیر عقل و جان نہین
خاصۂ خورشید عالم معنوی * روز و شب یکسان ہی اسکی روشنی
مثل آئینہ کے دے دل کو جلا * مطلع خورشید خود ہو جائیگا
پانچ حس کے ہین سوا اور پانچ حس * وہ مثال زر ہین یہہ مانند مس

حسن ظاہر کی خدا ظہورات ہے * حسن جان کہ آفتاب ذات ہے

اے مرے جی کے جلانے کے حبیب * حسن جان کو تو کہا سنی نصیب

جیب سے اپنے ید بیضا د کہا * مثل موسے تا ہو آنکھوں کو جلا

آفتاب معرفت تیرے مقامات * آفتاب چرخ ہے یکوصف ذات

تو کہیں خورشید اور دریا کہیں * تو ہی کوہ قاف اور عنقا کہیں

پاک تیری ذات ان کے ذات سے * کیا تجھے نسبت ہے مصنوعات سے

جلا ہے عقل اور عالم کے ہے روح یار * کب ہو تا زی تحریر کی مقدار

تجھ سے اے بے نقش ساتھ اپنے نقوش * ہے مشبہ تو موحد تیرا ہوش

گہہ موحد کا مشبہ پر ہو طعن * گہہ موحد کے پیش صورت رازن

پھر کبھی صورت کرے اپنی فنا * واسطے تنزیہ ذات کبریا

طلعت ہستی میں تجھکو ہو احسن * مظہر حسن اپنے کہیں رب المنن

اس قدر ہو بیچتے ہوئے نقش و نگار * منہ تیرا صاف اور آئینہ وار

حق جس کا ہے مذہب اعتزال * قابل رؤیت ہے کب سے مثال

دیکھ گر حسن حیوان شاہ کو * گاو و خر بس دیکھتے اللہ کو

بس بنی آدم کا کب ہو تا قدر * یار اُس حسن مشتر کا رازدار

یا مصور یا مصور ہو لئے * اب تلک بیک تصور نہیں رہے

ہی مصور یا مصور رہ گیا * جو سر مغز ہو کے پوست کے

جب کہ ہو آئینۂ دل صاف و پاک * ہون نمایان نقش غیراز آب و خاک
نقش کو دیکھیگا پھر نقاش کو * فرش دولت بعد ازان فراش کو
یار کا جب دل مین آتا ہی خیال * ہی غلبان اللہ منا اُسکا مثال
کیا کہون کیسا ہی وہ نازک بدن * صورت اُسکی بت ہی معنی بت شکن
شکر حق کا جب ہوا وہ جلوہ گر * جان کیا اپنا جمال خوش نظر
خاک اُسکی راہ کی ہی دلفریب * خاک اُسپر اُس سے ہو جو ناشکیب
لالہ سان وہ خاک رہ داغ جگر * طوطیا ہی جسمین مازاغ البصر
خاک وہ اکسیر ہی ای ہوشیار * خاک اُسپر جو نہین اُسپر نثار
ہی جمیل اپنا محب الجمال * نوجوان خواہش کرے کب پیر زال
جسکی خواہش ہو ہریک جنس کو * نیک نیک اور بد سے بد کو انس ہو
بال جب انکہونمین تیری پڑ گیا * تجھ مین اور خورشید مین پردہ ہوا
پاک تو جو بد کو دیوے مہتری * اُسکی وہ کرتا ہی گویا مسخری
جسکے یک مو ہو حجاب آسمان * کب پھر ان اجزامین دیکھے روی جان
چھوڑ دے اپنی کجی ہو راست باز * با مستی تجھکو گر یکی سر فراز
گرچہ تو ناراستونکے سنگ ہو * اپنے ناقص عقل سے وہ دنگ ہو
بر سر اغیار جیون شمشیر ہو * چھوڑ دے روباہ بازی شیر ہو
حال جب باقی ہی اسکو خاک جان * آب حیوان کا اسے مانع پچھان

مال کو گر خصم پر فن نے لیا * تو سمجھ رہزن کو رہزن نے لیا
فاش ہی سارے جہان مین یہ سمر * تخم جو بویا وہی پاوے ثمر
خار تو بو کر کے گل کب پایگا * پانو گر گر خار پر بچھایگا
گرچہ لیوے ہاتھ مین گل خار ہو * یار کے آگے تو مثل مار ہو
دفتر صوفی نہین حرف سیاہ * روشن آئینہ سا دل جیون صبح گاہ
مایہ دانشوران نقش و قلم * مایہ صوفی ہی آثار قدم
آرسی مین جو نظر آوے تجھے * دیکھتا ہے پیر سب ہر خشت سے
می کو دیکھے ہین دل انگور سے * شے کو دیکھین ہین عدم مین دور سے
روح حیوانی ہی ہر یک کی جدا * رب واحد روح انسانی ہوا
آدمی اکثر ہین حیوانی صفت * دل مین پوشیدہ رکھین ہین شیطنت
خون کے پیاسے ہین وہ گرگ حرام * ظاہرا گرچہ کرین جھک کر سلام
مکر سے ان کے تو پرہیز کر * پھر سلام ایسون کے تین ہرگز نکر
جو کہ کھاویگا فریب ابلیس کا * پاوے دشمن کے توقع سے دغا
حال اُسکا سر بسر ہوگا زبون * ہووےگا اُس خر کے ایسے سرنگون

حکایت اُس گدھے کی جو خانقاہ سے گم ہوا

ایک صوفی جانے والا راہ کا * صوفیون کا شب کو تہا مہمان تھا
میزبان سے وہ کہا اے بیشترا * آب و دانہ کا مرکب کو دلا

وہ کہا لاحول یہہ کیا بات ہے * میری یہہ خدمت سب ہونگے ساتھ ہی
جو کیا مرکب کے خاطر وہ خطاب * رات بھر لاحول تھا اسکا جواب
بھیج کر جسے لاچار ہو بیچارہ خر * تہہ کرین کہانے لگا وقت سحر
جب غذا اسے کچھہ نہ پہنچا خر کو سود * شب کو تھا تسبیح کرتا ان سے جود
شیر ہو تو آپ کر اپنا شکار * فیصلہ آورو نکا نہ کہا تو زینہار
تو زمین پر غیر کے گہر مت بنا * کام اپنا کر نکر اغیار کا
غیر ہے یہہ برزخ خر کی تیری * واسطے جسکے ہی غمناکی تیری
جب تلک کرتا ہی تن کی پرورش * جوہر جان کو ہی تیرے کشمکش
وہ منافق پرورش تن کی کیا * جان کو لیجاکے گلخن مین رکھا
ہی زبان پر اسکے جاری حق کا نام * جان ہی آلودہ کفر و حرام
پاک کو میلان ہو وے پاک سے * میلی ہونا پاک کو ناپاک سے
تھا انا الحق نور دل منصور کا * وہ انا فرعون کا سب زور تھا
منہہ پہ جسکے جان ہو خنداں مثال قند * خالق سے کب آمدکو پہنچے ہی گزند
گر شب مہ جمع ہو کے ماہ پر * سگ کرین غوغو تو آمد کو کیا ضرر
مصطفی مہ شق کئے تھے نیم شب * بے ادب پھر کینہ ور تھا بولہب
یہہ بدن تیرا ہی خیمہ روح کا * یا ہی وہ جیسا سفینہ نوح کا
نفس کے کتے کو جیتا چہوڑ مت * دشمن جان ہی تیرا وہ سگ صفت

گھر نہیں سگ چاہتا پھر استخوان * گر و فرے چھوڑ دنیا کا جوان
دوسرے دن ہر کب تناک توڑتے ہے * چند روئے آپ پر نادانی
ابر کے رونے سے ہو سرسبز باغ * شمع کے رونے سے روشن ہو چراغ
نوحہ گر کرتا ہے باتین سوزناک * پر کہان سوز دل و دامان چاک
صرف ہو تقلید جسکے گفت و گو * کیسے اس طمع سے پیدا درد ہو
ہے محقق اور تقلیدی ہے اور * فرق اُنمین ہے اگر دیکھے بغور
کافر و مومن خدا کہتے ہین ایک * درمیان اُنکے جدا ہے فرق ایک
اللہ اللہ وہ کہے نان کے لئے * بے طمع ہوکر کے اللہ بولے
واسطے نان کے خدا کہتا گدا * عین جان سے متقی بولے خدا
گر گدا اس بات کی رکھتا تمیز * کب سماتی اُسکے آنکھون کوئی چیز

حکایت دہقان کی جو تاریکی مین شیر کو بیل سمجھا تھا

ایک بندھا تھا بیل کوئی دہقان کے گھر * شیر اسکو کھا کے بیٹھا تھان پر
رات کو دہقان آئے مالش کیا * شیر اپنے جی مین یون کہنے لگا
گر جو ہوتی روشنی افزون تر * خوف سے دہقان کا پھٹ جاتا جگر
مجھکو اس تاریک مین سمجھا ہے بیل * آفتاب اسکو نظر آیا سو بیل
حق تجھے کہتا ہے اے مغرور کور * نام سے میرے گیا جل کوہ طور
کوہ کیا تھا اسکے ہوان وقت اگر * خون ہو جاتا مین زہرہ پھوٹ کر

تو سنا ماباپ سے میرا لقب * اُس لئے غافل ہی اتنا بے ادب
گر تو بے تقاید وا قف ہووئیگا * ہاتھہ ہستی سے تو اپنے دھووےگا

ذکر اس امر کا کہ صوفیوں نے سماع کے واسطے مسافر کے خر کو بیچا

ایک صوفی خانقہ میں آن کر * راہ سے باندھا گدھا آخور پر
اُس جگہ کے صوفیاں بے نوا * بیچ ڈالے اُس مسافر کا گدھا
شاذ ہیں صوفی ہزاروں میں دو چار * اور سب ایکے ہیں بیشک فضلہ خوار
مخمصہ میں جب ہو کوئی پایمال * اسکو تب مردار ہوتا ہی حلال
نقل و نان کو لاکے پھر کھا پی لئے * اور مطرب باندھ حلقہ بیٹھہ گئے
تب وہ طنبور ایوں بجانے لگا * خر گیا ہی خر گیا ہی خر گیا
صوفیوں سب اسکے ہم آواز تھے * وہ بھی اُنکے ساتھہ تھا تقاید سے
حرص میں کھانیکے غافل تھا فقیر * کچھ نہیں سمجھا کہ یہہ کیا ہی نفیر
جبکہ گذری شب ہوا آخر سماع * لی ہر یک نے راہ کہکر الوداع
وہ مسافر نے بھی پھر وقت سحر * خانقہ سے آ تھہ کیا عزم سفر
باندہ کر اسباب خادم کو کہا * جا گدھے پر جلد تر پالان لگا
وہ کہاں سائیں گدھا کیا ہو گیا * کیونکہ تم ہی کہتے تھے شب خر گیا
خادم و مخدوم کے رد و بدل * آخرش پہنچائی نوبت تا جدل
یہہ طمع پردہ ہی چشم و گوش کا * اپنے دل سے دور کر حرص و ہوا

مرد کو آخر طمع گونگا کرے * چشم و دل روشن نہ ہووے طمع سے

حق کے رحمت سے جیسے ویران ہے * ہے گدا اگرچہ کو دست اطلاق ہے

جو لقائے حق سے برخوردار ہے * پاس اسکے یہ جہان مردار ہے

تو کرے امید راحت جس طرف * آس پاس آفت ہے تیرے اس طرف

کوئی جائے محنت و آفت نہیں * خلوت حق کے بجز راحت نہیں

کوئی نہ گوشہ ہے بدون ناکام ہے * خلوت حق ہے جہاں آرام ہے

ذات میں جسکے نہیں صبر و قرار * حق اسے ایمن نہ رکھے زینہار

تو مکان سے اصل تیرا لامکان * گوش تا ہر جا نہ دوڑے کھول کان

شش جہت کو دو رمت کیونکہ جہات * ہیگی ششدر اور سب ششدرات

جب خیال بد ہو تجکو رہ نما * ہو خیالوں سے تیرے تجھ پر بلا

یہ خیالات زر و فرزند و زن * رنج کے تیرے ہیں بیشک راہزن

اپنے دل سے دور کر یہ سب خیال * ورنہ تو آخر کو ہوگا پایمال

مصطفیٰ فرمائے اے اہل بلا * حق دوا ہر مرض کی پیدا کیا

لیک غافل اس دوا سے ہے طبیب * جب خدا چاہے شفا ہووے نصیب

مہر ہے خالق کی چشم و گوش پر * اپنے محجوب سے ہے تیغ و شرر

جو خدا اپنا ہے ہو تجھ پر ہو عیان * کیا جمال و کیا کمال و کیا زیان

تب جہان پر جار ہو تو بیقرار ہے * تا کہ حق تجکو نہ بخشے زور ہے

ہردم ای طالب خدا پر رکھ نظر * جسم بستان ہوا ہین جیسے جان پر

مناجات درگاہ مین پروردگار تعالی کے

ای خدا ای پاک بے انباز و یار * دستگیری کر کہ سب ور گذار
ای خداوند و کریم و بے نیاز * فضل تیرا ہو ہمارا کارساز
تجھ سوا جاوین کہان ہم ای کریم * ذات سے تیرے ہی سب امید و بیم
ہمکو وہ باتین بتا جو ہون دقیق * جس سے تجھکو رحم ہووے ای شفیق
تو نے دی اول دعا کی دستگاہ * پھر اجابت سے ہماری کر پناہ
گر خطا ہو مجھسے کر اسکو بحال * حکم مین تیرے ہی سارا عقد حل
آب و گل سے آدمی پیدا کیا * اسکو پھر خویش کی نسبت دیا
پھر کیا بعضون کو اس نسبت سے پاک * عشق مین اپنے بنایا دردناک
دے مجھے بھی اپنے الفت کی شراب * فضل سے اپنے مجھے کر کامیاب
مستعان کو جو ہی بے کس بے معین * عشق اپنا بخش اور سودائی دین

بیان اس بات کا کہ حقیقت مین معشوق وہی جس سے حسن ظاہری کا قیام ہو

ای اسیر عشق یار مہ جبین * وہ جو ہی معشوق یہ صورت نہین
آ گئی صورت تو پھر معنی بھی کیا * ہی اگر کامل تو لے اسکا پتا
خاک سے کیون دل لگایا ای سلیم * ڈھونڈھ لے اسکو جو ہی اصل قدیم

دیکھتا ظاہر جو یہہ نقش و نگار * ہے سراسر پردۂ پروردگار
یہہ طمع سر بسر آر جائیگا * خال و خط کا کچھ اثر نے پائیگا
ہے کمال دل جمال جاودان * چشمۂ آب حیات اسمین روان
خود وہی ساقی وہی جام و شراب * جب کریگا تو طلسم تن خراب
زنگ دل سے ہے بھرا تیرا قیاس * کب تو سمجھے اسکو ای حق ناشناس
صورت فانی تری اصل واصول * تو نہین معنی سمجھتا ہو الفضول
وہ نہین معنی کہ غایب گم کرے * مرد کو صورت پہ عاشق تر کرے
کور کی قسمت خیال غم فزا * چشم بینا کو خیالات فنا
گر تو بینا ہے حقیقت کر درست * چھوڑ کر خر کو نہ ہو پالان پرست
خر اگر ہو تو یقین پالان ملے * جان اگر ہو تو مقرر نان ملے
گر طلب تجھکو نہین کیا پائیگا * جز نہین ہے تخم پھر کیا کھائیگا
پہونچا ہے پانے انھون سے مفت گنج * اس سے کیون ناحق تو اٹھاتا ہے رنج
کام ہے جو بخت کا وہ کام کر * حکم نادر پر نہین آپ سے بے خبر
کام کرنا گنج کا مانع نہین * گنج قسمت سے تو پاویگا یقین
قید اپنے کو تردد مین نہ کر * یہہ کیا تو خوب ہے یا وہ دگر
اس تردد کو رکھے دل باوفاق * منع کر فرمایا ہے اسمین نفاق
آشنا بیاہی جو ہو آسودہ دل * لذت فانی مین ہووے پا بگل

صحبت آدم کی بزم ہی شیطان کی * جس نے فانی کے طرف میلان دی
چھوڑ دے شیطان کو کر ذکر حق * ترک کر فانی بقا کا لے سبق
صبح صادق صبح کاذب فرق مان * رنگ ہی کو غیر رنگ جام جان
ہفت رنگی چھوڑ کر یکرنگ ہو * معرفت میں حق کے تیز آہنگ ہو
رنگ تیرا اور ہی ہو جائیگا * سنگ کے بدلے جواہر پائیگا
کارگہ خلق کا عدم آباد ہی * جس عدم سے خالق کی ایجاد ہی
کارگاہ میں کارکن ہوگا نہان * کارگہ میں جاکے دیکھ اُسکو عیان
کارگہ یعنی عدم کی سیر کر * صنعت و صانع کو باہم کر نظر
جب خودی میں اپنے تھا فرعون مست * کارگہ سے کور تھا وہ خود پرست
لاکھون ہی اطفال مارے بے گناہ * لیک کب پھرتی ہی تقدیر اله
اُسکے مونچھون پر قضا ہوکر بلند * زیر لب کرتی تھی ہر دم ریشخند
خون کیا لیکن کلیم الله نے آ * فعل کی اُسکے سزا اُسکو دیا
نفس کو مار تو پھر بیڑا ہی پار * دشمن جان ہی تیرا یہ دوستدار
دوستون کو لے بچا دشمن کو مار * تو اگر کرے نہ حملہ اُن پر بار بار
ہون طبیبون کے عدو بیمار گر * یار کھین اطفال بغض استاد پر
خود وہی دشمن ہیں اپنے جان کے * راہزن ہیں جان اور ایمان کے
مصطفیٰ سے ننگ تھی بوجہل کو * عمر بھر اُن سے حسد رکھتا تھا وہ

بو الحکم تھا سو کہا بوجہل * حاسدون کو سچ بھی لگتا ہے جہل

انبیا خدا کے نائب اور اقطاب انکے قایم مقام ہیں نائب

حق نے بھیجا انبیا کو اس لئے * تا حسدون اشکار اخلق کے جانشین

یک ولی قایم ہے ہر ہر دور مین * آزمایش خلق کے ہر حال مین

ہے امام حی خدا کا ہر ولی * خواہ از نسل عمر ہو یا علی

مہدی و ہادی وہی ہے راہ رو * باطن و ظاہر ہو حق کے روبرو

نور ہے وہ عقل اسکی جبرئیل * ہے ولی قندیل نسبت با جلیل

ہم ہیں مشکات اور ولی قندیل ہے * مرتبہ مین نور کو تفضیل ہے

سات سو پردے تھے حق کے نور کو * نور کے پردون کو تم سب بوجھ لو

بیچ ہر پردے کے تا نور امام * صف بصف ہر قوم کا ہے ہر مقام

قوم آخر صف کے اپنے وصف پر * کر نہین سکتی ہے اگلے پر نظر

وہ صف اول بھی یک اپنی نظر * سے آشنا سکتی ہے اگلے نور پر

دل نہین تو تن کو کیا معلوم ہے * دل سمجھتا ہے بدن محروم ہے

پھر یہہ دل ناچیز ہے اور بے صفت * نسبت اس دل کی جو ہے با معرفت

یہہ سخن رکھتا ہے بہت شرح و مثال * پر سمجھے دو تین نہ سمجھینگے جہال

پاؤن باہر آگاش بھی تیری بھلی * عقل کی دشمن ہے بالشک جاہلی

آدمی ہے بات مین اپنے نہان * جان کے [illegible] زبان

جب اُٹھا دیتا ہی وہ پردہ سخن * راز اُسکا ہووے ہم پر مبرہن
غافل اپنے سے ہین یہہ قوم ای اسد * اس لئے کرتے ہین عیب یاد کر
نور حق ہی اصل قوت انسان کی * قوت حیوانی نہین اُسکو ملی
لیکن عادت سے ہوا اسمین خراب * روز و شب کہاتا ہی چارا خاک و آب
جسطرح کوئی مرض سے کہاوے گل * خود سمجھتا ہی غذا اسکو بدل
قوت اصلی کو گیا وہ بھول کر * مرض سے لالچ پہ باندہی ہی کمر
صورت انسان مثال طاس ہی * اسکے معنی سے نظر حساس ہی
خلق کو عز و شرف ہی عاریت * امر کو عز و شرف ہی ماہیت
واسطے عزت کے خواری کہینچتے * خوش رہتے خواری مین عزت کے لئے
کیون نہین ہوتے ہین سمجھے کامیاب * ہون مین اس عزت مین روشن آفتاب
مشرق خورشید ہی برج سیا * ہی ہمارا آفتاب اس سے جدا
مشرق اُسکا نسبت اجسام ہی * ذات کو اسکے نہ صبح و شام ہی
اسکے ہم ذرات واپس ماندگان * مہر سے بے سایہ ہین اندر دو جہان
پس سمجھے ہی شمس کے پانے کی اس * شوق سے پھرتا ہون اُسکے اس پاس
شمس اُن اسباب سے ہی مطلع * اُس سے رشتہ اس سبب کا منقطع
گر ہزارون بار مین مایوس تھا * شمس کے جانب سے تم جانو بجا
تونکر باور کہ مین بے آفتاب * جیسے ہو ماہی بحر دریا سے آب

وہن اگر مایوس مایوسی میری * جا نیوے شمس کی صنعت گری
صنعت صانع نہیں ہرگز جدا * دست سے نہی دست ہستی کو کیا
پایا اس موجود سے عالم وجود * کیا براق و اسپ کیا خر اور ودود
لیک نابینا گدا ہی بے خبر * جو نہ رکھ حال پر اپنے نظر
اصل سے جسکو نہیں ہے آگہی * دمبدم ہاوے ہی یک منزل تہی
بحر شیرین سے پیاوہ آب شور * اسکو ہی وہ شور ہے آخر کو کور
آب کہتا ہے کر لے یک قطرہ بن * تا تجھے حاصل ہو مجھ سے آگہی
ہی مراد اس جا پہ شیرین بات سے * نیک وبد کے اصل سے اور ذات سے
عشق میں ہے مہرو کے تو اسیر * ورنہ اس اغنے کو ہم کرتے بغیر
باز وہ بہتر جو پھر سلطان کو پاوے * باز اندھا ہی جو منزل بھول جاے

حکایت باز کی بسبیل تمثیل کے

باز ویرانہ میں چغد ون کے گیا * راہ کو گم کر کے ویرانہ لیا
چغد سب کہنے لگے کر ازدحام * باز آیا چھینے ہمتر مقام
چو طرف غصے سے کتون کے مثال * گھیر کر اسکا کیا وان تنگ حال
باز بولا کب ہوں لایق چغد کے * جاؤں میں ایسے خرابی تکو دے
میں نہیں رہنیکا اس ویران میں * او جاؤ میں حضرت سلطان میں
یہہ خراب آباد تمکو مزا * ہے ہماری جای ساعد شاہ کا

چغد ہوئے باز ہی بس حیلہ گر * چاہتا ہی مارے چغد جاے گھر
مرغ ادنا جنس کب ہو شاہ کا * مت سنو گر عقل رکھتے ہو بجا
ہی اسے اسباب کا سودای خام * ڈالتا ہی لاف سے چغدون پہ دام
باز بولا ای گروہ بے بصر * تم اگر توڑو کے میرا ایک پر
شاہ چغدستان کرے یکسر خراب * جہل سے اپنے کرو مت گھر خراب
باز ہون مجھ سے ہما حیران رہے * چغد کیا واقف ہو میری راز سے
ایکدم چغدون سے ہون دمساز مین * تا کرون چغدون کو یکسر باز مین
جب بنو گے روبرو تم میرے باز * شاہ تب سب کو کرے گا سرفراز
طبل میرا ہی ندائے ارجعی * حق میرا شاہ برغم مدعی
مین نہین جنس شہنشاہ غیور * پر ہی مجھ مین نور کا اُسکے ظہور
جنسیت میری نہین از روی ذات * اب جنس خاک ہی اندر نبات
مین نہین ہم جنس اپنے شاہ کا * پر ہوا ہون ذات مین اُسکے فنا
مین ہوا فانی تو کیا باقی ہی شاہ * مین ہوا اُسکا فدا اور خاک راہ
جان و دل سے مین غبار راہ شاہ * اُسکے گھوڑے کے سمون پر ہون فدا
خاک پا اُسکا تو ہو جاوے اگر * تجھکو سب خسرو کرینگے تاج سر
خاک اُسکے راہ کی میری ہی جان * خاک پر ہی اُسکے پانون کا نشان
اس نشان کے واسطے تو خاک ہو * جان فدای صاحب لولاک ہو

کیا عجب گر وہ رسول انس و جان * عامیون کو بھی بتا دیوے نشان
بیشتر عشاق ایسے بھی ہوئے * قصد صورت سے حقیقت مین ملے

حکایت اُس عاشق کی جس نے مجاز سے حقیقت کو پایا

تھا کسی استاد کا شاگرد ایک * علم کے ہر فن مین کامل مرد نیک
بحث اور تکرار مین نامی تھا وہ * وقت کا اپنے یک علامی تھا وہ
اُس پہ تھی استاد کے شفقت بڑی * روبرو رکھتا تھا اپنے ہر گھڑی
تھی اسی استاد کی ہر یک کنیز * سیم تن شیرین سخن صاحب تمیز
قامت اُسکی جون الف سرو سہی * سرو سے نادر بباغ حسن تھی
دو نو نرگس فتنۂ آفاق تھین * دلبری مین دونوا بروطاق تھین
گیسو اُسکے دام دانشمند کے * لب تھے دونو اُسکے کوزے قند کے
چاہ غبغب چشمۂ آب حیات * بات شیرینی مین تھے رشک نبات
تھی سراپا غیرت حور و پری * حال سے اُسکے تھی کم کاری
ناگہان شاگرد اُسکو دیکھ کر * ہو گیا یکبارگی بے بال و پر
بھولکر سارے کتابون کے ورق * عشق کا اُسکے لگا پڑھنے سبق
جب کیا استاد نے معلوم حال * آ گیا خاطر پہ اُسکے یک ملال
اُسکو آہستہ کہا اُس سرو قد * اپنے عاشق سے نکر تو جد و کد
لے لبادل اور دلداری نہ کی * کچھ بھی اُس بیدل کے غم خواری نہ کی

وصال سے جا اُسکو بر خوردار کر * اپنے اُس بیمار کی تیمار کر
آج کے شب بول تجھ پاس آئے وہ * وصال کی لذت کو تجھسے پائے وہ
پر نجائے حکم میرے اُسکے پاس * چشم بد سے رکھہ رقیبونکے ہراس
الغرض جا آسنے کی امیدوار * عاشق بیدل رہا در انتظار
تین شب گذری اُسے امید سے * تین وعدے تین شب کے ٹل گئے
چوتھے شب کہنے لگی ای تیز بین * آج کے شب وصال ہوتا ہی یقین
جب سنا بیدل حدیث دلنواز * شمع سا جلتا تھا با سوز و گداز
رات بھر انکھون کو اپنے تیز کر * راہ سے اُسکے نہین پھیری نظر
جو نظر مین اُسکے آتا تھا خیال * جلوہ گر تھا اُسمین دلبر کا جمال
انتظاری جب گئی حد سے گذر * ساتھہ ہوا استاد کے وہ مدہم پر
یک بیک پردہ سے ہو کر روبرو * وہ نہین سمجھا کہ خود ہی یا کہ دو
لطف بھی استاد کا شامل ہوا * ذرہ جا خورشید مین داخل ہوا
دیکھہ کر صورت مین معنی کا اصول * وہ مجاز اپنا گیا یکبار بھول
نقش مین پنہان ہی نقاش ازل * نقش ہو فانی تو مشکل ہووے حل
جان ہی آخر بدن سے متصل * کچھ نہین اُسمین شباہت فی المثل
نور بینائی ہی چربی ساتھہ مل * خون کے قطرہ مین پنہان نور دل
ہی خوشی گمر دل مین غم اندر جگر * جتان کا ہی شمع اندر راہ سر

ان علائق میں کہاں ہے کیفیت * عقل کب جانے ہے اسکی ماہیت

ہم نہیں سے پائی نور معرفت * جان میں وہ نور تھا مریم صفت

جان جان سے جان جب غافل ہوا * جان کو پھر یک جہان حائل ہوا

اس جہان کا غیر ہے دیگر جہان * حشر کے اندر ہووے گا تجھ پر عیان

اس قیامت کی حقیقت گر کہوں * حشر تک اس شرح میں عاجز رہوں

حکایت پیاسے کی جو اینٹ پانی میں ڈالتا تھا

تھا کہیں ندی پہ یک تشنہ دہان * تھی اسے دیوار حائل درمیان

تھی وہی دیوار پانی کا حجاب * وہ کنارے سے تھا بیچارا آب آب

ناگہاں یک اینٹ اس دیوار کی * کھینچ کر پھینکی سو پانی میں گری

کان میں پہنچی جب آسکے بانگ آب * اینٹ لے لے پھینکتا تھا بے حساب

تب آسی پانی سے یوں آئی ندا * اینٹ کے پھینکے سے کیا حاصل بھلا

وہ کہا دو فایدے مجھکو ملے * ایک تو تسکین ہے آواز سے

دوسرے جو اینٹ کمتی ہے ادہر * متصل ہوتا ہوں پانی سے ادہر

جب تلک دیوار ہے تن کی بلند * تب تلک پانی سے تو نہ بہرہ مند

جب تلک پاوے نہیں تن سے نجات * تب تلک کب پاوے آب حیات

پستی دیوار ہے قرب جلال * نقص اس دیوار کی ہے عین کمال

اینٹ کم ہونے کا سجدہ ہے سبب * باعث قربت ہے واسجد واقترب

تو بھی جاندی تن کا اپنے توڑ کر پھر * جون علی نے توڑا تھا خیبر کا در
بے خبر پیری کا تیری آیا حال * موت کا پھندا تیرے گردن مین ڈال
جا چکے ایام کچھ بویا نہین * منہ سیاہی سے ابھی دھویا نہین
ہان وہان ایسی راہ رو بیوقت ہی * فرق پر تیغ اجل کا سخت ہی
جب تلک ہی جان کا روشن چراغ * روغن عرفان سے تر کر دماغ
بول مت فردا کہ فردا جائیگا * تانجاوے دور کل ایام کا
پند میری سن کہ تن ہی منحنی بند * توڑ جاندی تن کو مت ہو تن پسند
پند کر لب فال اپنا صرف کر * بخل سے ایثار تن کے در گذر
ترک شہوت اور لذت ہی سنجا * جو کہ شہوت مین پھنسا وہ کم اٹھا
ترک شہوت یک محکم ہی احسن * چاہ غفلت سے نکلنے کا ہی فن
تو ہی یوسف اور جہان ہی مثل غار * صبر ڈوری ہی بحکم کردگار
صبر کی ڈوری سے باہر آئیگا * ورنہین تو غار مین دب جائیگا
شکر حق کا ہی جو یہہ ڈوری ملی * اسکے لینے مین نکر تو کاہلی
جب نکل آیا تو پھر عیش ابد * دولت دیدار حق سے ہی مدد
یہہ جہان فانی ہی نظر و نیز عیان * عالم باقی ہی آنکھون سے نہان
خاک آرتی ہی ہوا پر ہو سوار * خاک آتا ہی نظر سب کاروبار
چشم خاکی کی نظر ہو خاک پر * باز ہین کچھ اور ہو تین ہی نظر

چشم حس گھوڑا ہی نور حق سوار * ہی بجز راکب کے گھوڑا نابکار
نور حس مرکوب راکب نور حق * با ادب مرکوب ہی منظور حق
کب کرے معلوم گھوڑا رسم وراہ * چاہئے راکب کو جانے شاہراہ
لیک آتا نے نظر راکب تجھے * خود بجز آثار یا گفتار کے
نور حس کو نور حق سے ہی بہی * صنعت نور اعلی نور یہی
نور حس تو کھینچتا ہی خاک پر * نور حق لیجاتا افلاک پر
یہہ جو ہی محسوس عالم ہی خراب * نور حق دریا و حس مثل سراب
نور حس تو ہی کدر اور گران * باوجود اسکے ہی آنکھوں مین نہان
نور حق جو پاک تر ہی ای ودود * کیون نظر آوے تجھے اسکی نمود
تا سمجھہ پنہان ہی قائم ہی خط گذار * اسپ ہی پیدا و پنہان ہی سوار
تیر آتا ہی ولے پنہان کمان * جان ہی پیدا و پنہان جان جان
تیر کو مت توڑ ہی وہ تیر شاہ * تیر یہ ہی شاہ کی ہردم نگاہ
ما رمیت اذ رمیت حق کہا * جزو کل پر ہی تسلط شاہ کا
صید ہم صیاد لا ثانی کہان * گوی چوگان ہم ہمہ چوگانی کہان
ہر طرف جلوہ ہی اسکے نور کا * گوش کر لے ماجرا منصور کا
بھاگ لے تو فنا سے دور ہو * تن کو ویران کر جہان معمور ہو
تو ہوا فانی نور حق باقی رہا * جب ہوا بندہ فنا سلطان ہوا

آگ میں لکڑی جلے آتش بنے * پھر اُسے کوئی نہیں لکڑی کہے
آدمی نے نور خالق سے لیا * نور کو آکے ملک سب سجدہ کیا
تاب دریا کی نہیں تمکو اگر * پر نہیں غرقاب سے مجھکو خطر
آب آلودے سے بولا مجھ میں آ * وہ کہا رکھتا ہوں پانی سے حیا
پھر کہا جب تک ہوس ہی جاہ کی * تجھسے کب جاویگی یہ آلودگی
مجھ سا آلودہ اگر پنہان رہے * شرم اُسکو مانع ایمان رہے
گر چہ ہی شاہوں کے آگے خوف جان * لیک کب ڈرتے ہیں صاحب زمان
شاہ جب شکر سے شیریں تر ہوا * واسطے شکر کے مرنا ہی روا

حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی

تھے بہت ذوالنون مصری ذوفنون * ناگہان پیدا ہوا اُنکو جنون
چاہا ہونکی گرم جب دیکھیں دکان * کیون نہ پکڑین تب کنارا عاقلان
ننگ سے جہلا کے دیوانے بنے * عامیون کے شر سے زندان میں رہے
جب قلم ہوتا تھا مین مکار کے * کیون نہ ہو منصور لایق دار کے
جب کمینون کو فلک نے زر دیا * کیون نہ دین جانینگے قتل انبیا
یوسف مصری پہ اخوان کا حسد * جور میں کیا کیا اُنکی تھی جد وکد
ہی حسد یک گرگ باطن میں نہان * گرگ بن آخر آوینگے حاسدان
جو حریصان شکم ہیں جھوٹھ خوار * ہووینگے محشر میں مثل خوک خوار

ہو زناکاروں کا بدبو سا راتن * اور شرابی کا رہے گندہ دہن

آدمی کا ہے بدن صحرا مثال * آدمی ہی تو اسے رکھے سنبھال

ہیں ہزاروں اسمیں خوک اور بھیڑیے * نیک و بد ہے جسم میں ہر شخص کے

جو بُری خصلت ہے غالب ذات میں * حشر تیرا شکل سے اسکے کریں

دل سے ہے دکھو نہانی راہ ایک * ہے بدی کی بد جزا نیکی کی نیک

بندگان خاص علام الغیوب * جانتے ہیں ہر کسی کا حال خوب

جن کو حق کے راز کی تمیز ہے * بھید مخلوقات کا کیا چیز ہے

جن کو حاصل سیر ہے افلاک پر * انکو مشکل کب ہے جانا خاک پر

دوست سب انکی عیادت کے لیے * سامنے ذوالنون مصری کے گئے

دیکھ انکو بول اٹھے انکار کر * کون ہو مجھ سے رہو تم دور تر

باادب بولے کہ ہم سب دوستان * واسطے پرسش کے آئے ہیں یہاں

آپ کا کیا حال ہے اے قبلہ گاہ * کس سبب زندان میں ہیں ناحق تباہ

تم ہو یک دریای عقل و فنون * ہے تہمت تم پر یہ بہتان جنون

ہم تمہارے ہیں محب راستیار * دو جہاں میں ہم کو ہے تم سے پیار

ہیں بدل دل سوز و غمخوار ہم * رنج و راحت میں شریک و یار ہم

سنتے ہی نکلے جو کرتی ہاتھ لے * سب وہاں سے بھاگے مارے خوف کے

تب ہلایا سر ہنسے بے اختیار * دیکھو اخلاص کا یارو شعار

دوستی ہے کب دوست رکھتا ہی نفور * رنج و راحت ایک ہی اُسکے حضور

دوستی زر رنج ہی آتش مثال * زر خالص آگ مین ہو خوش جمال

لقمان رحمه الله عليه كي حكايت

تھا بہت لقمان صاحب معرفت * تھے دل اُنکا روشن آئینہ صفت

باوجود عزت و علم و کمال * ظاہرا رہتے تھے بندون کے مثال

باوجود خواجگی یہہ بندگی * سات اس عزت کے سرافگندگی

جو مطیع نفس ہون مثل غلام * خواجگی کا اُنکو ہی دعوای خام

خاکساری مین رہے خواجہ ضرور * عبد کو ہو نخوت و کبر و غرور

دیکھا آتش مین جنت کی بہار * ہی خلیل الله کو یہہ شایان کار

خوش نہین اطوار اُس شاگرد کے * بیوفائی جسنے کی استاد سے

نخوت و پندار سے کر افتخار * اپکو سمجھا بڑا صاحب وقار

تو بھلا کتے سے کم ہی ای خبیث * کافر نعمت مقرر ہی خبیث

حق نے دی عزت تو کر تو عاجزی * شکر مین حاصل ہی افزون تر بہی

حكايت بلقيس كي بطريق تمثيل كے

حق نے دی بلقیس کو عقل رسا * جانا ہدہد کا اسے عنقا ملا

جسم کف دل اسکا بحر بیکران * عقل کے آنکھون مین اسکے تھا عیان

چشم ظاہر بین مین اپنے خاص وے * دیدۂ خود بین عدو ہین عقل کے

دیکھتے کافر محمد کو بشر * کیوں نہ دکھاتے وہ شق القمر
عذاں کو باطن سے ہووے آگہی * چشم تھی اس قیامت سے تہی
عذاں سے اے حس ظاہر کو خیال * جون نہیں ہے تو جہاں کرتا معاف

انکار کرنا موسی علیہ السلام کا

ایک چرواہے کی مناجات پر

ایک چرواہا بہت شوریدہ حال * کہہ رہا تھا اے خدای ذوالجلال
تو کہاں ہے جو چاکری تیری کروں * صاف کر نعلین لا کے دھر دوں
شانہ سر میں کر کے جوں جوں غسل دے * لا رکھوں میں دودھ تیرے سامنے
اور دھو کپڑے کروں خدمت مدام * تجھ پہ میں قربان ہے بکری تمام
اس طرح بیہودہ بکتا تھا شبان * دیکھ کر موسی نے پوچھا اے فلان
ساتھ کس کے ہے ترا یہ ماجرا * وہ کہا جس نے مجھے پیدا کیا
جس سے ظاہر ہے زمین و آسمان * جس سے ہے موجود ہر کون و مکان
پھر کہا موسی نے اے بیہودہ سر * ہو گیا کافر تو نادان کا پسر
پاک ان چیزوں سے ہے پروردگار * کفر کیوں بیہودہ بکتا ہے گنوار
وہ پشیمان ہو کے بولا اے کلیم * کر دے میری جان کو تو نے دو نیم
بند کر ڈالی زبان یکبارگی * جان اور دل میں ہوئی آوارگی
پھاڑ کپڑے سر پہ اپنے خاک اڑا * آہ کرتا راہ جنگل کی لیا

وحی تب موسیٰ پہ اتری از غفور * میرے بندے کو کیا کیوں مجھ سے دور

تم ملانے کے لئے آئے یہاں * یا جدا کرنے کو مجھ سے بندگان

میں نے دی ہر ایک کو یک زبان * ہے جدا ہر ایک کا ذکر و صلاح

مجھکو حاجت کچھ نہیں انسے ورے * پاک خود ہوتے ہیں اس تسبیح سے

میں زبان کے دیکھتا نہیں قال کو * دیکھتا ہوں جان کو اور حال کو

کب تلک کہتا ہے تو باتیں بنا * سوز دل چاہوں ہوں سوز دل سے آ

کب تلک الفاظ رنگین و مجاز * عشق اگر ہے تو کہاں سوز و گداز

عشق تو دے جان میں آتش لگا * سر بسر فکر و عبارت کو جلا

موسیا آداب دان ہیں سب جدے * سوختہ جان اور روان ہیں سب جدے

گر خطا عاشق کیا خاطی نہو * گر ہوا خون شہید اسکو نہ دھو

خون شہیدوں کا ہے پانی سے بھلا * موج تو اس میں ذرا مت کر خطا

عاشقوں سے رفو اسکا چاک ہو * جب گریبان تا بدامن چاک ہو

گر تیرے ہے دل میں دلبر کی تلاش * درد کے نشتر سے دلکو دے خراش

عشق تو ہے دین و دنیا سے جدا * عاشقوں کا مذہب و ملت خدا

اسکے آگے یہہ بیان دشوار ہے * عقل اسکے فہم میں لاچار ہے

نقش آئینے میں جو تو دیکھتا * نقش ہے تیرا نہیں مرآت کا

گرچہ بے نلی کے نی ناساز ہے * پر نوا اسکا بعذر ساز ہے

سے نوا نائی کے بے نا چیز ہی * گوشش کر نکتہ اگر تمیز ہی
کیا تیری نے تسبیح کیا ذکر و سپاس * جو کہ ہے تسبیح جو بان پر قیاس
حق اسے رحمت سے کرتا ہی قبول * جون نماز مستحاضہ ای فضول
ہی نماز اسکی نجاست مین بھری * ذکر سبین جو بان کے جیون تشبیہ تھی
معنی سے بجا ن اگر تو چا ہتا * حال اپنی ذکر کا بوجھا تھا
کہتا پھر یا رب مرا ذکر و سجود * ناسزا ہی جسطرح میرا وجود

بیان محنت اختیار کرنیکا واسطے راحت کے

حق نے رکھا رنج مین راحت نہان * بے مشقت عیش ہاتھ آوے کہان
مرد گر زندان محنت مین رہا * ہی نہین وہ عیش و عشرت کی سزا
دولت سعی سے گر ہووے قرین * ہی جزا وہ اسکی محنت کی یقین
جسکو حاصل ہی جہان مین مال و زر * کسب سے پایا ہی اپنے ہنر
قسمت جیسی ہی علم و معرفت * وہ نصیب خر کب ہوای خر صفت
رحم تجھ کو خر پہ ہی ای نابکار * دیکھتا ہی جب تو اسکو زیر بار
خر تجھے ہر دم سکھاتا ہی خری * تو نے خر سے سیکھا ہی تن پروری
رحم کر عیسی پہ اور خر پہ نکر * نفس کو غالب نکر تو عقل پر
آرزو وصال کو ہی یار کی * تا لے اجرت کہین دو چار کی
رنج و محنت گر سبب ہین عیش کے * پس تو بار محنت اپنے سر پہ لے

گنج چاہے تو لے اپنے پہ رنج * کب بغیر از رنج کے ہاتھ آوے گنج
حفت الجنة بمکروهاتنا * حفت النیران من شهواتنا
ہی نتیجہ رنج تقوا کا نعیم * ثمرۂ شہوات ہی نار جحیم
کب ملے دلبر بغیر از درد دل * درد سے دل کو جا دلبر سے مل
ماہ جلوہ گر نہین جز ذات کے * ماہ رو کیون تجھ کو بے محنت ملے
مصطفیٰ فرماتے گر ہو اون عیان * دشمنئ نفس کی شرح و بیان
پہلو انون کے جگر ہو جائین خون * زندگانی اُن پہ ہو گی بس زبون
سب طرح سے عاقلون کی دشمنی * دوستی سے جاہلون کے ہی بھلی

اعتماد کرنا ایک شخص کا ریچھ پر اور مارا جانا

ریچھ کو یک سانپ جاتا تھا نگل * ایک جوان اسکو چھوڑا یا کرکے پل
ریچھ کے فریاد کرنے سے جوان * ہو گیا یکبار آ سپر مہربان
درد گر ہی تو دوا خود پائیگا * پانی پستی کے طرف پر جاے گا
چاہیئے رحمت تو زحمت کر قبول * رحمت حق تا کرے تجھ پر نزول
تشنگی اپنے بڑھا اے تشنہ لب * ہر طرح پانی تجھے پہنچاوے رب
پنبۂ وسواس کانون سے نکال * گوش کر آواز فضل ذوالجلال
پاک کر آنکھون سے اپنے عیب کو * کر تماشا لالہ زار غیب کو
گر تیری چشم تمنا باز ہی * جلوہ گر ہر سو وہی طناز ہی

حج کے جانیکی نہین طاقت اگر * عجز اپنا چارہ گر بر عرض کر
گریہ وزاری ہی سرمایہ قوی * رحمت کلی ہی ایک دایہ قوی
جب تلک روتا نہین طفلان صغیر * دایہ و مادر نہین دیتی ہی شیر
ایک بابو سے تری ہی بانگ غول * بانگ غولان سبکے مقصد کو نہ بھول
عقل جزوی بھی تیری ہی راہزن * اور ہی پندار بھی شیر حسن
چھوڑ دے پندار ای مرد ذلیل * عاجزی کو بوجھ تو ہے دلیل
گر نہین ہی زور تو زاری نہ چھوڑ * ہو کے عاجز راہ مین سے منہ نہ موڑ
اس جوان سے ریچھ جب پایا نجات * ہو گیا ممنون رہا خدمت مین سات
بندگی اسکی لگا کرنے مدام * جان و دل سے ہو گیا اسکا غلام
ناگہان وہ مرد ماندہ سو رہا * ریچھ بھی اسکے مگس رانی مین تھا
مکھیون کی ہو گئی از بس کہ دھوم * ہانکتا تھا وہ وہ کرتے تھے ہجوم
مہربان ہو ریچھ نے پتھر بڑا * مکھیون پر زور سے مارا اٹھا
مکھیین اڑ گئین لگا جا مرد پر * ہو گیا سوتے کا بھیجا چور سر
مہر احمق دوستی ہی ریچھ کی * دوستی احمق کی ہے دشمنی
بھیڑیا یوسف پہ ہو گر مہربان * چاہتا ہے اسکو کھاوے ناگہان
مرد کاذب توڑتا سوگند کو * اعتماد اسپہ نکر غافل نہو
جو کرے سوگند ہی پیمان شکن * گر کیا سوگند ہے خود مکر و فن

ڈول اوفوا بالعہود آسے کو نہ بول * واحفظوا ایمانکم سے لب نہ کھول
دل کے آئینہ کو اپنے صاف کر * تا تجھے ہر خوب و زشت آوے نظر
چشم دل روشن نہوون گر ای عزیز * عود و اگر کی سے نہو تجھکو تمیز
چشم باطن کے اگر روشن نہین * گنج کو تو پاوے پنہان ہی کہین
کر مروت ہاتھہ سب کے اختیار * خواہ ہووے پیادہ یا ہووے سوار
گرچہ خود دشمن ہی کر احسان تو * تا کہ ہووے دوست احسان سے عدو
گر نہو وہ دوست کینہ کم ہوا * یہہ تیرا احسان آسے مرہم ہوا
الغرض ہو دوستدار انجمن * راہ رکھہ ہریک سے با خلق حسن
چاہتا ہی ہمنشینی حق کی گر * دوستی سے اولیا کے مت گذر
گر حضور اولیا سے دور ہو * دور ہو کر حق سے پھر مہجور ہو

جدا کرنا باغبان کا صوفی اور فقیہ اور شریف کو

دیکھا اپنے باغ مین یک باغبان * تین تن جو آکے پہونچے ناگہان
ایک تھا ان مین فقیہ اور یک شریف * تیسرا ایک صوفی انکا ہم ردیف
دل مین لایا باغبان اپنے نفاق * لیکن ان تینون میہو دیکھا اتفاق
چاہا کر صوفی کو انسے کر جدا * ساتھہ ان دونون کے اب خلوت کیا
پھر کہا تو ای فقیہ دین دار * دوسرا یہہ سید عالی تبار
کون یہہ صوفی شکم خوار و خسیس * تا تمہارے ساتھہ ہووے ہم جلیس

وصوصہ اینٹ اکیا وہ باغبان * ہو گئے صوفی سے فارغ دوستان
پھر اٹھایا ہاتھ میں یک چوب دست * جاکے صوفی کو کہا ای خود پرست
ای تو کس پیر طریقت کا مرید * جس سے سیکھا تو نے چوری ای پلید
چوب مارا آپ کو تنہا دیکھ کر * نیم کشتہ کرکے چھوڑا صحن پر
تب کہا صوفی نے یاروں سے پکار * ای رفیقو اب رہو تم ہوشیار
مجھکو تم نے غیر جانا تھا بھلا * آخرش وہ دوست دشمن تھا بنا
میں نے جو کچھ پایا تم بھی پاؤ گے * آخر اپنے فعل پر پچتاؤ گے
بعد پھر یک بہانہ اور کر * یکطرف سید کو بھی بھیجا مگر
تب وہ بولا ای فقیہ تیز بین * تو ہی عالم عامل تیرا ہی یقین
کرتا ہی سید جو دعوا سے غلط * خاندان پر اپنے خود غا سے غلط
متقی یا مصدر فسق و فجور * عقل ناقص پر اسے اتنا غرور
ای کمینہ زانی و بد خو غبی * زور سے کہاتے ہیں آل نبی
جب کہ تھا وہ باغبان بو الفضول * جا کے کیا وہ حال اولاد رسول
جو کہ خود ہوتا ہی نسل زانیان * ہووے گا پاکوں سے بدگمان
الغرض ہر طور سے دل اسکا پھیر * داؤ میں اپنے لیا ظالم کو گھیر
دام میں اسکے ہوا دانا اسیر * پس کہا سید کو سن ناکس شریر
تجھکو ای خر کس نے رخصت ہی دی * تو نے چوری کو بھلا میراث کی

شیر کے بچے بھی ہون شیرون کے مول * تجھکو پیغمبر سے کیا نسبت ہے بول
مار کر اسکو کیا زخمی پلید * تھا وہ گویا ثانئے شمر و یزید
اُس شقی نے اس پہ یہہ بیداد کی * خارجی نے جیسی بر آل نبی
اسنے عالم سے یہہ رو رو کر کہا * مجھکو چھوڑا احمقی تو نے کیا
جب کہ مین دوست اور ہمدم رہا * تجھکو اس بدبخت سے کچھ غم نتھا
اب رہا تنہا سمجھ کر کام کر * پھوٹتا ہی تیرا کوئی دم مین سر
کر چکا جب کام اسکا بھی تمام * تب کہا عالم سے وہ ای ننگ نام
کونسے فتوی سے ہی چوری حلال * ہات تیرا کاٹیے ای بدسگال
تونے یہہ پائی ہی رخصت ز وسیط * یا تجھے مسلہ ملا اندر محیط
اسنے بھی اقرو ہی مانا یا شمر * ہو گیا ضربون سے پارہ پارہ سر
وہ کہا حق ہی یہی میری سزا * جب ہوا مین اپنے یارون سے جدا
جب حضور اولیا سے دور ہی * فی الحقیقت حق سے وہ مہجور ہی
اس لئے مردان دانا روز و شب * صحبت دانا دلان کرتے طلب

حکایت بایزید بسطامی رحمة الله علیه کی

جب کہین جاتے سفر کو بایزید * جستجو کرتے بزرگون کی مزید
راہ مین دیکھا کہین جو ایک مرد * اسکو پایا اہل دل اور نیک مرد
ذات مین تھا اسکے مردون کا کمال * تھا بہت درویش اور صاحب عیال

روبرو اپنے ادب سے بیٹھ کر * پوچھتے تھے حال اس کا سر بسر

پھر کہا اسکو کہ ای روشن ضمیر * ہی مجھے کعبہ کو جانا ناگزیر

وہ کہا تم پاس کیا ہی زادرہ * بولے ہی دو سو درم اندر گرہ

پس کہا طرف میرے سات بار * طوف کر جیتے بجا کر نثار

ہی بجان خدمت میری حج خدا * تا نہ جانو ہی خدا مجھ سے جدا

رنج دنیا مایۂ راحت ہی جان * رنج میں دنیا کے دولت ہی نہان

ای برادر گر پہنچتا رنج و سرد * صبر کرنا اس میں با سختی و درد

چشمۂ حیوان و جام عیش ہی * پادشاہی قسمت درویش ہی

دیکھ لے خوبی خزان میں ہی بہار * یہ بہار آخر خزان ہووے ہی یار

درد و غم میں ہی تجھے سب برگ و ساز * مانگ اپنے مرگ میں عمر دراز

مشورت ہر کام میں ہی بہرہ ور * تا رہے تو خرابی سے دور

نفس چاہے قلب تا ویران کرے * خلق کو مردود سرگردان کرے

نفس کو زن جان زن سے بھی بتر * کیونکہ زن ہی مثل جزو کل ہی شر

نفس سے گر مشورت چاہے کرے * تو مخالف اس کا کر جو وہ کہے

ہی لقا سے حق سے انکھوں کو بچا * حق کو ہی مرنا بقا طالب ہی ہوا

نفع سے دنیا کے اپنے بھاگ جا * زہر ہی گر انگبین تو آن دے جا

گر سدا اپنا تجھکو وہ دشنام دے * مال اپنا مفت دون کو وام دے

اپنی کو چھوڑ آفت کر مقام * چھوڑ دے ناموس ہو رسوا ہے نام
امتحان میں عقل دور اندیش کا * کر پڑا آگے رہونگا باولا
آگ پانی خاک باد و شور و شر * بے خبر ہم سے خدا سے با خبر
برخلاف اُنکے سبھوں سے ہم خبیر * حق سے غافل باوجود ایسے نذیر
کور دل پا روشنی چشم بصر * کب سمجھتا دردشیطان کا اثر
اہل دنیا مفلسان اُن سے نہ مل * کیا خریداری کرے یک مشت گل
مشتری بس ہے خداوند کریم * کیا تجھے دیوینگے یہہ مشت لئیم

مناجات نفس امارہ کے مارنے کی

یا رب یہہ بخشش نہیں حد بشر * لطف سے اپنے تو اپنا فضل کر
نفس کے آفت سے دے ہمکو بچا * مکر اسکا ہے بڑی آفت بلا
گر نہ کیجے تو بلا سے ہمکو دور * کون رکھ سکتا ہے اے رب غفور
مہماں دنیا کا ہے سارا رنج و تاب * آخرت کا بے نہایت ہے عذاب
نیک بختاں ہیں جو کرتے اجتہاد * قہر سے تن کو ہیں رکھتے نامراد
رنج سے حق بیں کے تا ہوں رستگار * کر لیا رنج عبادت اختیار
جو ہوا بے درد سو رہزن ہوا * کیونکہ بے دردی ہے مایہ کفر کا
جب کہ بے دردی سے تھا فرعون مست * تب سر بولا انا رب خود پرست
یہہ انا فرعون کا لعنت ہوا * وہ انا منصور کا رحمت ہوا

یہہ انا بر وقت کہنا ہی صواب * وہ انا بے وقت کہنا ہی عذاب

اس لئے ہر مرغ بے ہنگام کا * تیغ سے واجب ہی کرنا سر جدا

نفس کو بہی تو اپنے قتل کر * جو ہدہد میں حاصل ہی نیکی کا ثمر

جب کیا تو نیش عقرب کو جدا * مارنے سے اسکے پہر یہہ ہوا

سانپ سے جب زہر کے دندان گرا * پہر تو اسے کاٹنا ہرگز نہ آسکے

کس نے مارا نفس کو جز پیر کے * پیر کے دامن کو مت دے ہاتہہ سے

پیر کو پایا تو ہی توفیق حق * جذب حق سے ہی یہہ سبق

غم نہیں گر دیر تو حق سے ملا * دیر سے ملنا ہی خوبی سے خدا

دیر سے کرتا ہی رحمت کردگار * تجہ سے کب غافل ہی رب نہم کار

جواب سائل کا کہ جب نیکی اور بدی

حق سے ہی تو عبادت بے سود ہی

گر تجہے وسواس ہی اے بوالہوس * نیک و بد کا ہی خدا مختار بس

کیا تجہے درکار کرنا اجتہاد * گر نہیں تقدیر میں نیکی مراد

سچ کہا تو پر ہی اسکے یک مثال * یہہ نہیں نقصان فضل ذوالجلال

گر کیا نقاش نقش خوب و زشت * صورت مسجد بنائی یا کنشت

دو تو استادی پہ اُسکے ہیں گواہ * اُسکو ہی ہر فن میں کمال دستگاہ

گر نہیں زشتے پہ اُسکا دست رس * اُسکے استادی میں ہی نقصان بس

جب خدا حکمت میں اپنے طاق ہے * مومن و کافر کا خود کا خالق ہے
بندگی میں حق کے دونو ہیں بہم * لیک اُن میں فرق ہے اے محتشم
ہے مسلماں دل سے خدمت میں دوتا * گبر نے بھی جبر سے سجدہ کیا
جب کیا حق ہم پہ احسان و کرم * بندگی میں اُسکے رہنا دم بدم
ہم اگر قلاش ہیں یا مایہ دار * ہیں اُسی درگاہ کے روزینہ خوار
گر جمال حق سے ہیں جویای نور * چاکری اور جان سپاری ہے ضرور
جب چراغ امتحان روشن ہوا * لاکھوں ہیں عشاق کو مارا جلا
ابدال اس دامن میں کر اپنا قرار * جو کرے آفت سے تجھکو رستگار
عشوۂ اہل قربیان مثال زن * مت قبول اے مرد ہے وہ مکر و فن
کاملان گر گالیان دیوین تجھے * ہیں وہ بہتر ناقصوں کے مدح سے
پرورش میں تن کے سب کسب کمال * کر چکا اب دین کا بھی کر خیال
کسب کرنا آخرت میں کام آئے * مغفرت کا گنج وے تجھکو بتائے
حق کہا دنیا کا سب کسب و ہنر * بازئ اطفال سے بھی ہے بتر
کسب فانی نفس چاہے ہے تیرا * نفس کے خواہش میں تو مت ڈوب جا

بیان ازکر تا شیطان لعین کا معاویہ رضی اللہ عنہ کو

یہہ روایت ہے کہ خال المومنین * سو رہے تھے قصر میں یکشب کہیں
ناگہاں یک شخص نے اُنکو کہا * جاگئے وقت نماز آ گیا

جب انہوں نے دیکھا ہی کوئی دہان * منہ کو پردے میں وہ کرتا ہی نہان
اُس سے پوچھا کون ہی کیا نام ہی * وہ کہا ابلیس نا فرجام ہی
پھر کہا مجھکو جگایا کیا سبب * اپنا مطلب مت چھپا سچ بول اب
یہہ تری آواز جیوں بانگ صفیر * بانگ مرغان ہی ولے ہی مرغ گیر
راہ زن کب جانتا ہی بہتری * مکر یہہ تیرا نہووے سرسری
راہ زن کب سکتا راہ پر * مکر یہہ تیرا نہیں ہی مختصر
گو کیا اُسنے بہت اصرار * پر نہ تا وہ امیر نامدار
بولا پھر لاچار ہو کر وہ لعین * اس لئے تمکو جگایا میں یقین
فوت ہوجاتی تمہاری ایک نماز * آہ کرتے تم بصد سوز و گداز
وہ تمہارے آہ و نالہ فکر سے * خوب تھا وہ سے نماز و ذکر سے
جب سنی یہہ بات بولے سچ کہا * تو اُسی آواز کے ڈر سے رہا
تو ہی مکڑی ہی اب مگس تیرا شکار * مجھ سے ای کتے مکر دار و مدار
ہی حکایت ایک نے دیکھا چور کو * اُسکے پیچھے دوڑتا جاتا تھا دو
دوسرا ایک چور وہان بولا پکار * ہان ادھر آیا ہی دزد نابکار
بات سن اُسکی جوان ایا ادھر * بھاگ نکلا چور قابو پا ادھر
تو صفت میں ذات پایا ہی خیال * اصل میں کیا کام آتی ہی دلیل
پس کہا اسکو کہ ای بیہودہ خوان * ہم نے پائی ذات تو پایا نشان

و انسان جب دانا نہیں جانے ہیں رب * کب حسنات آوے نظر بین انکے خوب
طاعت عامی کی گناہ خاصگان * وصل خاصان ہے حجاب کاملان

وفای عہد اور تعظیم اہل دل کے بیان میں

راستان جو گذرے بیزار ہیں * انکے حق سے دیدۂ دل چار ہیں
عہد و پیمان توڑنا ہے احمقی * بیوفا ہرگز نہووے متقی
راستی سے جو تجھ کو ہووے فروغ * راست کے خاطر پذیرا ہے دروغ
جو تجھے دینے راست کی امید پر * زہر کھا دین گر ملا دیوین شکر
قدر کی ہے راحت راتو میں نہان * تا کرو راتون کو تم بیداریان
پس نہ کہہ سب دین کو باطل اے جوان * دام دل حق کے لئے ہیں باطلان
سب کو گر تو حق کہے ہے احمقی * ور کہے ہیں جملہ باطل ہے شقی
دیکھ نقش آسمان زرنگار * حق نے رکھا اسمین کیا کیا کاروبار
یک نظر تو بس نکر اسکے طرف * سعد و نحس اسمین ہے کیا کیا روز شرف
حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد * بھیجے ہے تن پر تیرے اے نیک مرد
بھوک پیاس اور نقص مال و مرض تن * ہے ہمارے امتحان کرنیکا فن
سب ہمارے مبتلا کا ہے سبق * تا جدا نامرد سے ہو مرد حق
خوش وہی پایا جو اپنے عیب کو * آپ کو معیوب جانا سب سے دو
فکر نہیں جو کچھ کہ آوے سب فنا * فکر و اندیشے سے باہر ہے خدا

اسقدر گستاخ ہی تو کیا عجب * جب سمجھا کون ہی کیسا ہی رب
احمقان تعظیم سجدہ کی کرین * اہل دل کی دشمنی دلمین دہرین
سجدہ اعلی ہی قلب اولیا * سجدہ گاہ جملہ اسمین ہی خدا
تاکہ دل پاک مرد حق کا نہ دکہے * حق کسی فرقے کو رسوا کب کرے
دل نگہہ رکہتا ہی واجب ہوبہو * حضرت ساجد لون کے روبرو
جسم ظاہر مین ہی جان بیشک نہان * آستین تن ہاتھ ہی مانند جان
جان سے بہی عقل ہی پوشیدہ تر * جب ہلا تن جان آتی ہی نظر
عقل سے ہرگز نجانی جائیگی * ہی نہان تر عقل سے روح ولی
ہی جہان محدود بیحد ہی خدا * کل شی غیر وجہ اللہ فنا
بہہ گیا ہی پردہ حق کے ذات کا * شمع جیون فانوس مین کرتی ہی جا
جان ہمارا جان حیوان سے زیاد * کیونکہ اسکو معرفت ہی وانیے یاد
بس زیادہ ہم سے ہی جان ملک * کیونکہ رکہتے پاک ہین حس مشترک
جان اہل دل ملک سے ہی بڑا * اس لئے ادم کو وہ سجدہ کیا
بس تو اپنے مرتبے کو جان کر * رکھہ خدا کے شکر کے سجدہ مین سر
گر نہ ہو حاجت زمین سے خلق کو * تو کبہی مخلوق حق ہوتی نہ وہ
بس تو ہی محتاج حاجت کر بیان * تا کرے حق تجہہ پہ فضل بیکران
گر یہ ہی تو دور خدمت کر نہ چہوڑ * ہو پشیمان کاہلی سے منہہ کو موڑ

دور سے بھی تو ہلا اپنا قدم * حیث ما کنتم فولوا وجوہکم
جب گدا کچھ نہین بھستا ہی کہین * سب ہلانے دست و پا تجھ نہین
وہان نہین کرتا ہی وہ اسکی تلاش * جانتا ہی یہ نہین جاسے معاش
عقل تیری عقل سے ہوکے ہی کم * اسلئے دنیا سے دل باندھا ہم
تجھکو اس کیجو تین سونا ولی ہی * شب کو جان دینے کی تجھکو میل ہی
یو نثار رحمت یہ دی ربنے تجھے * لطف اپنا جاودان پر حق کرے
دیکھ اپنا کر روز و فسق شب * روز جیسے مصطفے شب بولہب
روز عبد اللہ تیرا نام ہی * شب معاذ اللہ مست جام ہی
صورت انسان کی پہ باطن ہی پلید * شکل آدم خصلت دیو مرید
سب جہان حرمت سے ہو گر مالامال * کہا گئی کب مرد خدا غیر از حلال
ہر یک اپنے کو سمجھ لیتا ہی خوب * اہل دل سے پوچھ تو اپنے عیوب
بندہ حق کا کیا کر غیب کم * شاہ کو چوری سے مت کر متہم
آدمی ہی بادشاہ بحر و بر * بحر و بر پر آدمی کا ہی گذر
گر نہین توشہ تو شہ کا ہو غلام * شاہ بخشیگا تجھے سب احترام
ظاہرا گر مثل ہو وے بشر * دل ہی ما یوحی الیہ دیدہ ور
نعش تو اسکی زمین پر ہی پڑتی * روح اسکی سیر کرتی چرخ کی
تجھکو تو بیکار اور غافل نجان * آنکھ تو سوتی ہی پر بیدار جان

چشم ہی بیدار تیری دل بخواب * دل اگر سویا تو کب ہو فتح باب

حامدا و مصلیا و مسلما

اللہ اللہ عجب اسرار احدیت ہیں کہ جس واحد نے ذات احدیت سے خلیفہ خاکی کو کمال پاکی کے واقف بین قدم کا کیا کہ جس بین مرتبہ سے ارواح و مثال و شہادت ہے نور قدم کا لیا بہ لحاظ اُن ست جہات سے ثبت کے نمودار ہی جسنے یہ چاشنی چکھی وہی عاشق زار ہی سبحان اللہ الف لام میم کیا قال ہی کہ جسکو اسرار جلی اور خفی اور اخفا ہے ذالک الکتاب لاریب فیہ دال ہی من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی اور نعت اُس جام جہان نما کی جو کہ باوجود حیلہ احساس کے جوہر اور عرض سے پاک ہے اور رسائی ذات بحت میں جالاک ہی کیا مقام وری الوری ہی کہ ذات قدسی آیات اسکا جمع البحرین اور برزخ کبری ہی یہ جان نثار اسکا اور اسکے آل و اصحاب کا کہ جنکے وجود بجود سے ہر ہر مرید وحید نے آئینہ مرشد میں اپنا جمال دیکھہ اس کا دل کا مفتون ہوا اور تحت سے فوق تک سیر کیا

اللھم صل علی سیدنا ذریعۃ صاحب العرفان و علی آلہ

و اصحابہ اولی التحیۃ و الرضوان

تیسرا دفتر مثنوی شریف کا

ای ضیاء الحق حسام الدین آ * تیسرے دفتر سے نے برسر نوا
کھول دے گنجینۂ اسرار کو * گوہر اسرار کر ایثار تو
قوت حق سے تجھے قوت ہے یار * اس رگ و پی سے نہین وہ پایدار
یہہ چراغ شمس جو روشن ہوا * تیل و تاگے سے نہین مایہ لیا
قوت جبریل مطبخ سے نہیں * پاک ہی فیضان رب العالمین
ہین تیرے یہہ اوصاف اوصاف جہان * نفس کی آتش بجھاوے جیون خایان
تا ہو آتش تجھہ اوپر بردو سلام * ہون عناصر طبع کے تیرے غلام
صبر سلطان بول مت ہر کس کے سات * کھیون سے رکھہ بچا کر یہہ نبات
ہے معزا کہنا اسے بے جلال * جسان مومن مو زبان رکھتا ہو لال
خاک کے ہین خلق بخشا کردگار * تا کہ پانی پی اگا دے برگ و بار
ہر غذا کو بھی غذا بخشا ہی رب * آکال و ماکول کو یہہ سب کے سب
یہہ جہان سب فانی و برباد ہی * وہ جہان سب باقی و آباد ہی
یہہ جہان سب آکال و ماکول ہی * وہ جہان سب مقبل و مقبول ہی
بس وہی دانا جو پی آب حیات * تا ابد باقی رہا دولت کے سات
بیاسا مین بچپہ سے کوئی بولے اگر * ہی جہان یک دوسرا با کروفر

دیکھ یہ بات ساری ہی غلط * جاے عشرت بیچ ہی کا نقط
جب نہیں دیکھا ہے یہ عالم ضمن * کب کریگا اس حکایت کو یقین
تو بھی ایسا آخر اپنے حال سے * ہووے منکر جب مثال سے
اولیا اطفال حق ہیں ای پسر * غائبان اور حاضران سب باخبر
ایک لکڑی سے مقابل موسیٰ ہو * کر دیا زیر و زبر فرعون کو
غیبت انکی تو نکر ای بوالہوس * پاک ان سے مت ہو غافل یک نفس
عمر تیری کیسۂ زر کے مثال * ہو گیا جو صرف پھر آنا محال
کوہ سے ہر روز یک پتھر اکھاڑ * دیکھ یک مدت میں خالی ہو پہاڑ
بس تو ہر دم کا اپنے لے عرض * بندگی سے بار دیگا تو یہ قرض
گھر اگر روشن کیا چاہے ہی تو * مجتمع مت کر تو سنگ و چوب کو
ہستی حق میں تو کر اپنا وطن * اور انانیت کو کر اس میں دفن
دور ہو ہین اسکے دل اپنا دے جلا * تو بقا حق کے بقا سے پایگا
دو ہی دولت یہ سمجھ ای دوستان * تا پکارو رب کو با اشک روان
نالۂ بے درد ہی افسردگی * درد سے نالہ کو ہے بالیدگی
حق دیا فرعون کو سب ملک و مال * نا کیا وہ دعوی فخر و جلال
عمر بھر دیکھا نہیں کچھ درد سر * تا کرے وے پاس رب کے بد گہر
بد ضادہ سب کو باوا از حزین * ای خدا ای مستعان نعم المعین

کیا بڑی دولت ہی ای صاحب شعور * تجھ پہ تابر صادر ہے حق رحمت سے نور
نا لڑیگا کوئی ہی حق کے پاس * فضل سے حق کے نہین کتا نرا اس
جب سگ اصحاب کہف باوفا * لطف حق سے صحبت نیکان لیا
غار مین بیٹھا ہی تا روز شمار * عارفانہ آب لطف کردگار
ہین بسا سگ دوست جنکے نام ہین * ایسے حق کے پاس بھی یہ خام ہین
واسطے اس جام کے تو جان دے * سے جہاد و صبر و نصرت کیون ملے
دولت ایسی کیون ملیگی بے حرج * صبر کر اے جو کہ مفتاح الفرج
یاد ہے آرتا ای توتنکے سے کم * مرد ہو تا کو رہا ثابت قدم
ہر طرف غولان تہکانے ہین تجھے * پھر دغا دینے بلانے ہین تجھے
بولتے ہین ہم تیرے یار شفیق * ہم رہینگے تیرے اس رہ مین رفیق
ہم مددگاری کرین تیری یہان * پر نہ بھول اس مکر پر اے پہلوان
نا مددگار اور نہ غمخوار ہین * بھیڑیے سے زیادہ وے خونخوار ہین
مت بہک بکردن سے کر حزم اختیار * وہ مزہ آخر کریگا تجھکو خوار
دعوت انکی بھی مقرر دل فگار * جون شکاری بولتا وقت شکار
حزم سوء الظن ہے فرمایا رسول * ہر قدم کو دم بدم پوچھ ای بوالفضول
رکھ قدم ایسا جو نہ بینا رکھے * تا کہ اسکے دام آفت سے بچے
دوستی تیرا ہی جدا حق سات ہی * ماسوی اللہ سب جہان آفات ہے

بیوفائی ہے وفا باطل کے ساتھ * تجھ پہ حق حق کا ہے باقی تجھ ذات
بعد حق کے حق ہے حق ما باپ کا * کیونکہ تو ما باپ سے پیدا ہوا
جب کیا حق نے ہزاروں حکمتیں * تب ہوئے ما باپ تیرے اے قرین
ما کا حق ہے حق کے حق سے بیشتر * گر نہیں اس حق کو بوجھا تو ہے خر
جسنے ما پیدا کیا اور دو کو * بھول مت تو نہار اس معبود کو
تو خدا سے بے وفایاں ہو رہا * حق کو بھولا ہے تیرا ہے سجے وفا
شرم آتی نہ جو تو مخلوق پاس * سر جھکا اور کرتا ہے سپاس
سر جھکا اس پاس اللہ کا شکر کر * جسنے دی جان و تن عقل و نظر
ہے مکان ولامکان میں تیرے ساتھ * کیا مرے کیا ہو تو پابند حیات
ذرہ ذرہ حکم میں اسکے زبون * ناقصان کان انّا الیہ راجعون
جب قضا افلاک سے دکھلایا صر * عاقلان ہوتے ہیں سارے کور و کر
تو نہ ڈر دریا ہو یا ہو موج کف * حق کہا قرآن میں تجھکو لا تخف
ڈر ہو اعدا میں حق کے راہ کا * خوش رہو جو ہے قدر درگاہ کا
درد سے حق کے تو لے اپنے سبق * دوست کو آتی ہیں سب خوش باتیں حق
حق سے راضی ہونا اسکے غرض سے * غیر حق کے سب ہی فانی ہو چلے
غم سے خوش ہو غم میں ہے اسکی لقا * راہ میں حق کی ہے بستی ارتقا
رنج ہے باعث گنج دولت بیگمان * لیکن احمد کو سب ہیں سمجھے کہاں

گودکان جب کھیان کاٹتے ہین نام * دور سے ہین جون تران بے لگام
ای خزان کورا یدہر کو سے غار * منتظر اعدا ہین کرنے کو شکار
غیب سے باہر سے جاتی آتی ہی ہان * مفت مین جاتی جوانی رایگان
عالم گل سے نکل دل صاف کر * کچھ نہین حاصل ہی دنیا کا ثمر
دل عجب کچھ خانہ آباد ہی * دل اگر ہشیار ہی تو شاد ہی
سیر دل کر دل عجب ہی لالہ زار * دیکھ کیا کیا حق نے دی اسمین بہار
دیکھو مت جا کر احمق ہو ویگا * گر گیا گہر وہان تو باقی ہو ویگا
مصطفی کا قول سن ای جانمن * عقل کی ہی گور قریہ کا وطن
جو گیا یکروز قریہ مین مقام * یک مہینے تک رہیگی عقل خام
جو رہا دہقانیو مین ایک ماہ * عقل اسکی عمر بھر ہووے تباہ
فایدہ تجربہ کو سفر مین ہی زیاد * پائی یوسف نے سفر سے سب مراد
مل گیا معشوق سفر مین اب جسے * ساتھ اسکے تار ہے گردش آسے
ہین بہت جمال سفر مین بارکش * تار ہین شب وصال مین دلبر کے خوش
جسنے سودا اپنے گل رخ کا کیا * خارکش اسکے محبت مین بنا
شام تک چلتا ہی آتش مین کہار * تاکہ شب اوسے تو پاوے وصل یار
تاجران لیتے ہین رنج بحر و بر * تا رہین یک ماہرو سے بہرہ ور
عشق ہی جنکو کران مردونکے سات * فی الحقیقت ہی وہان یکو صفات

جسکا ہو ارادہ سفر دوامی تمام * جو کرے یک چند تربت مین مقام
عشق اس زندگیکا تو کر اختیار * جو نہ یک چند مین خاک مزار
عشق تیرا ہووے جس موجود ہے * وصف حق اسمین ہی تا بنے پر زر
بس تو رانده وہ صفت سے دور ہو * جہان سے کہونے تہمت منزور ہو
دو صفت صورت سے گذرو تم اگر * پھر تو ہی گلزار جنت سر بسر
صورت اپنی توڑ لے جب تو سکا * صورت کل توڑنا آسان ہوا
پھر تو جب صورت کو توڑ آای بسر * مثال حیدر کے لیا خیبر کا در
جو گیا راه صفا مین بے دیان * راه دیگر واسکو صد سالہ سیان
مصطفی جو جسم انکا جان تھا * آنکو رحمن علم القران کہا
اہل تن ہیں علم عالم تکن * واسطے تجہکو ضرور ہی مختشم
مرد روشن دل کا گر ہو خاک پا * فرق پر شاہون کے رہنے سے بھلا
خسروان خاک سے کیا پائیگا * صرف یک آواز نقاره سوا
اس پہ لاکہون امتحان ہی بار بار * کوئی اگر بھی طالب حق ہووے یار
گو نہین پہچانتے ہیں ما میان * کاملان لیوینگے انکا امتحان
امتحان مردی کا کوئی نا کرے * ہر صفت جنگ مین رستم بنے
صفت ہی ہوشیار ہو ہر جگاه * گر چہ ساری شب ہی با دل تباه
صفت حق کا کچھ عجب ہی کردار * صورا صحرا فیل سے بھی نی پھر

بادۂ حق راست ہے وہم و دروغ * تو نے پی ہے دوغ دوغ ای بی فروغ
رہزنوں سے جبکہ تو بدتر ہوا * تو شریک رہزنان بیشک بنا
تو گمان کرتا ہی اسکو قرب حق * سے طبق کر کے نہو جیسے طبق
یہہ نہیں دیکھا کہ قرب اولیا * حق اسے کیا کیا کرامت سے بھرا
تو کیا باں کے ڈھب چوہا سٹکار * گر شراب حق پیا ہی شیر مار
تو خیال خام سے کچھ ہی پیا * کیوں عبث مستانہ مرد سے ہی ہالا
ہاتھ نہیں کھاتا ہی ایدھر اودھر * وجد میں جیسا گرے کوسہ با ہنر
ہی مسرا ما اسطرف تو ای گنوار * اسطرف سے جھوٹ اس سے گپ شمار
راہ فانی کی جلدی ہی ای دنی * مرگ میں بیہودہ مت کر جان کنی
تجھکو یک سوزن سے یہہ بار غرور * جائگا جب فربہی ہو جاے دور
گرمئی حق اولیا کو سہہ سزا * ظور سے شرمی ہی سب مکر و دغا
ہی غرض اسے کہ خلق آویں بدام * کچھ نمائی یہہ تیری ساری حرام
خوب تھا گر عیب اپنا بولتا * تا طبیب آ کر تجھے دیتا دوا
گر نہیں بولا تو بارے ہو خموش * کب تلک باقی دغا بازی کا جوش
مال مثل مار زہر آلودہ ہی * یہہ قبول خلق نامجبور ہی
دیکھہ تو احوال فرعون دغل * مال و مکنت کیا دیا آخر کو پھل
ای شغال بے جمال بے ہنر * تو گمان اپنے پہ طاؤسی نکر

کیونکہ ظاہر ہان کرہن کر امتحان * خوار و بیعزت رہیگا درمیان

ای سگ بے درد ہم گرگون سے بتر * پوستین شیرون کے مت ڈال اپنے بر

کیون نہ پہچانینگے تجھکو زیر کان * صورت شیرون ہر اخلاق سگان

کم تو کچھ فرعون سے مت جان ہی * ایا تو فرعون سے بے سامان ہے

پھر ہم فرعون جب تجھکو ملے * آگ سے تیرے بجھی یک خار جلے

تو اگر چالاک یا کاہل ہوا * گر ہوا طالب سو باطل ہوا

رکھ طلب مین حق کے دیہم وصت وجود ہی * طلب خود رہنما اسکو کہو

کچھ نہین اپنے کو سمجھا آدمی * سب سے آگے نیند سو پایا بہر کوی

آپ کو سب کہین سے بیچارا گان * خواجگی ہو کے ہوا جیون بندگان

عالم افسردہ ہے مثل حجر * اسکے جنبش کب تجھے تی نظر

آفتاب حشر جب ہووے عیان * دیکھے تب جنبش جسم جہان

ذرہ ذرہ جملہ عالم سر بسر * ظاہر و باطن تجھے دیتے خبر

اسطرف مردہ ہین زندے اسطرف * اسطرف خواہش ہین بندے اسطرف

دیکھتے کہتے ہین اور سنتے گوش * سات تم نہ محرم سنگے ہم خموش

جس سے باہر جب نہ آیا آدمی * بس خبر اسکو ہووے غیب کی

مر نہین گذرا تیرا ذہن دلی * ہی افسردہ با غم سے آلتی

پاوے گر تو قد ہوش فرعون کر * کام سے تیرہ جسکے جاری آب جو

بس مانیگا زور فرعونی تلے * موسی و ہارون کے سو سو قافلے
بات کرامت کو جو ابن بات ہے * دوستو مت کرو اس بد ذات سے
ترک کر راحت کو اپنے سے رنج * تا تجھے ہاتھ آویگا یک مفت گنج
وقت آفت کے تو کہتا ہی خدا * جا پڑے آفت تو پھر غافل ہوا
ہیں بہت بیدار چشم خفتہ دل * دیکھ کیا سکتے ہیں چشم آب و گل
جب کا دل بیدار ہے گر چشم ہو * ہو نہیں تو بھی ہیں کشادہ سو نظر
گر تو اہل دل نہیں بیدار بیٹھ * دل طلب کر اس دن ہشیار بیٹھ
دل اگر جاگا تو خوش ہو خواب سے * دل تجھے رکھے بچا ہر باب سے
سب رہے تو غم نہیں دل جاگتا * ایسے دل والوں پہ میں ہوں جان فدا
دل کی بیداری کی تعریف ای جوان * ہو نہیں سکتے بصد ہا داستان
موسی و فرعون ہستی میں تیرے * ہیں تو یہ دو خصم تجھ میں ڈھونڈ لے
ہے بنشان جہاں تو یہ دنیا تمام * اس میں ہم گویا ہیں میوے نیم خام
سخت باہر ہیں جب تک ہم خام ہیں * سختی گیری کے سبب ناکام ہیں
پختگی ہے باعث آزادگی * تو اگر چاہے بقا لے پختگی
عاجزی سے ترک اپنا ناز کر * خواہش ہے کس کا خدا ای بے بصر
بندگی اور عجز و مسکینی سوا * کچھ نہیں چارہ بدرگاہ خدا
عاشقاں ہیں روز و شب زار و نزار * خواری ذلت میں انکا اعتبار

عاشق صنع خدا با فر ہوا * عاشق مصنوع رب کافر ہوا

ہے وہی معشوق جو یک ذات ہو * ابتدا سے انتہا تک ساتھ ہو

کیمیائے حال آشکارا ست ہو * گر ہلا دے تا تمہ نابینا نہ ہو

صوفیان محکوم ہیں اوقات کے * صافیان ہیں سب غرض اسبات سے

صافیان ہیں غرق عشق ذوالجلال * ہیں نہیں وے تابع اوقات و حال

خوبی و زشتی کو اپنے بھول جا * عشق اور معشوق سے رکھہ مدعا

تو نکر ضعف و فقیری پر نظر * دیکھہ اپنی ہمت اے روشن بصر

نور سے جس حال میں کر جست و جو * گر پیاسا ہی تو پھر لب خشک ہو

خشک لب ہی دلیل اضطراب * بہہ تڑپ آخر تجھے دیویگی آب

یہہ طلب کاری بڑی ہی سود مند * حق کی رہ میں دور کرتی قید و بند

یہہ طلب کنجی ہی مطلوبات کی * ہی نشانی دولت و درجات کی

گر نہیں اسباب تو بھی کر طلب * عشق کو چاہے نہیں اسباب رب

جسکو دیکھیگا طلب کار ای پسر * یار اسکا بنکہ اسکا ہو نظر

طالبوں کے ساتھہ طالب ہوویگا * غالبوں کے ساتھہ غالب ہوویگا

حکایت اس شخص کی جو بے محنت روزی چاہتا تھا

عہد میں داؤد کے ہی ایک مرد * مانگتا تھا یہ دعا با سوز و درد

ای خداوند کریم کارساز * بیکسب میں محتاج ہوں کر سرفراز

فضل کو تیرے نہیں کچھ انتہا * دولت بے رنج کر مجھکو خدا
تو کیا پیدا مجھے کاہل بدن * کسب کی طاقت نہیں اے ذوالمنن
اسلئے معذور ہوں آسودہ خوار * فضل کا دائم ہے تیرے امیدوار
جسکو دست و پا دئے وہ کوشش کرے * تجھ سوا بیدست و پا بھوکھون مرے
بسکہ ہے بے دست و پا طفل صغیر * مادر و دایہ اسے پہنچاوے شیر
بس ملا اسکو بفضل کردگار * دولت بے رنج و مال بیشمار
فضل حق کو کب سبب درکار ہے * بے سبب دینا اسے کیا بار ہے

بیان یہہ کہ ہر چیز عالم میں ذاکر ہیں پر محجوبان بے خبر ہیں

ذکر حق کرتے ہیں لکڑی اور حجر * آدمی ہے منکر اس تسبیح پر
آدمی ہی آدمی کے حال سے * بیخبر ہے پھر سے کیا واقف رہے
سنیان سے خاص کچھ اذکار ہیں * جبریان اس ذکر سے بیزار ہیں
یہہ اسے کہتے کہ ہے گمراہ وہ * بے خبر ہیں یاد کرتے مو بمو
کم سمجھتے ہیں مگر صاحب دلان * دل جنہوں کا ہے محک امتحان
علم کو دو پر گمان کو ایک پر * بس گمان ہووے یقین سے پاؤ حصر
وہم اس سے کمتر ہے ای مرد کار * جب کہ یک ذرہ ہووے اعتبار
عقل جزوی کے بلا ہیں وہم و ظن * اس لئے ظلمات ہے اسکا وطن
عقل میں بھی ہے تفاوت اسقدر * صورتوں میں ہے نمایاں جسقدر

پاؤ گز جو تری زمین پر دور ہے * آدمی سے وہ ہر اساوطی کرے
گر دو گز جو تری اور وہ دیوار پر * وہم سے گرنے کا ہی اسمین خطر
کانپ کر گرتا ہے پایہ وہم سے * فہم اس مضمون کو اب کیجئے
خلق کا سجدہ دل فرعون کو * وہم مین فقدان کیا تھا سو بجو
اسقدر تھا وہم مین نادان اسیر * جو کہا ہر یک خدا نے بے نظیر
فال بد بیمار کر دیتی ہے سست * وہم سے ہر چند ہو وہ تندرست
تن ہے مثل چار تن کو جھوڑ پا * چار پوش دل ہے سے آسکا بتا
ہے سوار اس تن کے ایکر ہی ہن * خواب مین آتا نظر تجکو وہ تن
ہی حقیقت وہ عطا اسکو نان * خوف منکر کر بدن سے جاوے جان
مثال ہے جو مطرح تمکو زندگی * عارفان کو موت بھی آسان ہوئی
تجکو سرداری کا ہر دم شوق ہے * کسب کرنے کا کسی کو شوق ہے
واسطے جس کام کے جسکو بنائے * اسکو اسکے کام کی رغبت دلائے
ابتدا مین کام کے انجام کار * دیکھتا آخر نہو کا شرمسار
مصطفی فرمای دل ہے پر مثال * ہاتھ مین پانی کے جو ہو پایمال
ہر طرف آتا پھرے ہے جو دو بدر * یا مثال دیگ جو شان را سے پر
ہر زمان یک اور ہے اسکا خیال * بس نہو ایمن تو اے شوریدہ حال
جب قضا کا تجپہ پر ہوتا گزر * فارسے آتا نہین کرتے حذر

دیکھ دیکھا دام مین جا کر گرے * دام مین پر تا ہی دانے کے لئے
ہند تقدیر قضا جو ہی نہان * نہ کوئی دیکھا جز روشن دلان
دل سے اپنے دور کر حرص و ہوا * تا نہ ہو آوارہ سوے ابتلا
حرص سے مرغان اسیر دام ہین * دام مین دانے بنا کام ہین
مچھلیان دریا کے دیکھو سب شمار * ہوگئین چارے بنا کل کے شکار
طمع سے کر قاضیان رشوت قبول * عاقبت کو پیچھے ڈالین سر پہ دھول
بیشتر پردہ نشین ناموس کے * فرج کی شومی سے بس رسوا ہوے
بانکہ پی ہاروت ماروت یہہ شراب * ہورہے دنیا مین غفلت سے خراب

بایزید کے ریاضت کا بیان اور یہہ کہ ہوا
اس بدن کے دو مراتب ہی

بایزید یکدن عبادت مین مگر * پایا کچھ خاطر پہ سستی کا اثر
اے دل پر کاہلی وقت نماز * کم لیا کچھ لذت راز و نیاز
فکر کر دیکھا تو پانی بیشتر * خود پیا کرتے اسی کا ہی ضرر
پھر نہین پانی پیا یکسال بھر * حق نے صبر انکو دیا اس عہد پر
عہد انکا تھا یہہ اوتا بہر دین * ہوگئے پھر شاہ قطب العارفین
جب کیا اسطرح تنکو پائمال * حق نے بخشا انکو وہ فخر و جلال
تو غالب آنکے کرے ہی حفظ تن * ہو مبادا مرگ سے فانی بدن

خواب ہی دنیا یہہ فرمایا رسول * خواب پر تکیہ نکر اے بوالفضول
خواب مین سر تیرا کوئی کاٹے اگر * صبح ہی تیرے بدن پر باقی ہی سر
خواب مین دیکھا اگر کٹ جاے ہات * جب اٹھا تو ہات بھی ہی تن کے سات
حاصل اندر خواب کے نقصان تن * نقص سے تیرا سلامت ہی بدن
خواب سے ہشیار جب ہوجایگا * ہوش گوش اپنا سلامت پایگا
جان بخشا پیٹ مین بچے کو رب * جذب اجزا وہ کرے اپنے سبب
پھر برس چالیس یہہ قوت دیا * جذب اجزا سے بدن اسکا بنا
دیکھہ کس حکمت سے تیری جسم کو * جوڑ ہر ہر جزو کو دیتا ہی وہ
نے توٹا گا ہی نہ مولی کا محال * جوڑ مین ہرگز نہین پیدا خلل
بس تو آنکھین کھول کر دیکھ ذرا * حشر بھی اسطور سے ہوگا تیرا
کوزہ گر کوزے کو توڑے گا اگر * پھر بنا سکتا ہی اسکو کوزہ گر

انبیا مظاہر ہیں رحمت کلی کے اور

دوسرے مظاہر ہیں رحمت جزئی کے

حق کیا پیدا زمین پر انبیا * خلق کو رحمت سے ہادو آسرا
رحمت جزوی کے مظاہر ہیں عوام * رحمت کلی رسولان کرام
حضرت خاتم یہہ فرمائے یقین * حشر مین میں ہون شفیع المذنبین
صالحان امت کے خواہ ہیں رحمتکار * فاذیون کو مین کرون منکا سے پار

تا شفاعت مین بھی اکوشش جان * تا کرہا دین رستگاری عاصیان
رہبر کامل وہی ای محتشم * حق کے جو طاعت مین ہو ثابت قدم
جو فنا فی اللہ ہوا مرشد ہی وہ * گر مریدا ہی ریش یا خود ہی دو مو
جو نہین فانی اگرچہ ہی سپید * رہبری کی اس سے تو مت رکھو امید
گر طالب رحمت کی ہی رو اشکبار * عشق مین حق کے ہو دایم سوگوار
حرص کو دے چھوڑ تقوی پیش کر * تا کہ ہووے عقل تیری راہ بر
عقل کے جب ہون حواس بد اسیر * عقل ہو سالار تیری تو امیر
جب ہوا صبر و سکون تیرا عمل * صبر سے مقصود کا ہاتھ آئے پھل
حق کے دربار مین عجب کچھ کاروبار * مین غم شادی کرے پروردگار
حق تجھے لے باغ جب دیوی ثمر * بس نہو گر باغ تجھ کو صبر کر
روشنی دیوے تجھے کر بے چراغ * شمع کے خاطر نہو تو داغ داغ

صفت بعضی اولیا قدس اللہ اسرارہم کی

حال بعضی اولیا کا گوش کر * جو کہ ہین راضی قضا کے حکم پر
اور ہین یک قوم بعضے اولیا * گاہ مانگین گاہ نا مانگین دعا
اور بھی یک اولیا کی قوم ہے * اب نہین ہرگز دعا مین کھولتے
اسقدر راضی رضا پر ہی مدام * ڈھونڈنا دفع قضا انکو حرام
ذوق ہی انکو بلا می اسقدر * کفر ہی کرنا طلب دفع ضرر

نیک و بد یکسان ہیں انکے روبرو * بد قضا سے ہیں نہیں سکو دکھ چھو
غم اگر آیا تو شادی جانتے * آب حیوان آتش کو پہچانتے
جسطرح ایسے ہوئے دلبر قرار * غم میں اپنے کو نکرتے سوگوار

سوال بہلول کا یک درویش سے اور جواب اسکا

یوں کہے بہلول یک درویش سے * حال تیرا کیا ہے واقف کر مجھے
وہ کہا کیا ہو اُس کا کار و بار * حکم میں جسکے ہیں ہر طرح زر نگار
چاند سورج اور تارے سر بسر * حکم میں اسکے پھریں شام و سحر
زندگی اور مرگ اسکے چاکران * شادی و غم اسکے ہیں فرمان بران
ابر نا روے جز اسکے رضا * گل نہو خندان بجز حکم خدا
پھر کہا بہلول اے روشن نہاد * مرتبہ تیرا ہے اس سے بھی زیاد
ہے تیرے چہرے سے روشن مہتری * ہے تجھے بیشک جہان میں سروری
لیکن اسکی شرح ظاہر کر تمام * تا کریں معلوم اسکو خاص و عام
پس کہا درویش بارے اسقدر * عامیان رکھتے نہیں عالم سے خبر
حکم میں حق کے جہان ہے سب اسیر * ذرہ ذرہ اسکے ہیں فرمان پذیر
نا پھرتی کا سو برگ بے حق کے قضا * نا اگے یک گھاس بے اسکے رضا
جب قضائے حق کیا بندہ قبول * یاد میں اسکے گیا اپنے کو بھول
تب رضائے حق سے خورسندی لیا * بندگی کر خداوندی کیا

نور من ہستی سے اپنے کر فراغ * عشق سے حق کے کیا روشن چراغ

قصہ دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کا

تھے دقوقی واقف اسرار قدم * عاشق حق صاحب فضل و کرم
سیر سے مہتاب تھا انکے خجل * عاشقون کی جان ان سے شاد دل
ایک منزل مین نکرتے دو مقام * کام انکا تھا سفر کرنا مدام
گر رہون دو روز مین یک جای پر * الفت اس منزل کی دے مجھکو ضرر
روز کرتے سیر شب کرتے نماز * حق سے ہر دم انکو تھا راز و نیاز
خلق تھے بھی ایسے اکثر فیض یاب * پاس حق کے دعوت انکی مستجاب
اسقدر شفقت تھی انکو خلق پر * مہربان فرزند پر جیسا پدر
جیون نبی فرماے ہمکو ای رفیق * باپ سے زیادہ ہون مین تم پر شفیق
کیونکہ تم اعضا ہین میرے سربسر * مین ہون کل کل سے جز مرتا ہی فرد
کل سے جز کبھو جدا بیکار ہی * عضو جو تن سے رہا مردار ہی
تو ہے جب تب سے بابا یار دگر * مرتکا ہی جان سے وہ بے خبر
ہے نہین ملنے کا اسکے اعتبار * عضو کاٹے بعد بھی ہی بے قرار
کیا سمجھتا ہی پسر یہہ جزو کل * جزو مثل بو ہی کل مانند گل
یہہ عجب کل ہی کہ ہو گر جزو دور * کل بنے مین اسکے ہرگز نے قصور
قطع و وصل اسکا نہین کہنے مین آسے * یہہ مثال اسان تجھے سمجھی نجاسکے

تھے وہ قرولی الغرض متقی دین * صاحب تقوی امام العارفین
ساتھ اس تقوی کے وہ خاص الانام * طالب خاصان حق رہتے مدام
مقصد انکا اس سفر سے تھا یہی * خاص کوئی بندہ ملجاوے کبھی
راہ چلتے اور کہتے ای خدا * بندگان خاص سے مجھکو ملا
حق سے یون آئی ندا ای مرد راہ * عشق کا تیرا عجب ہی پایگاہ
مہر میرے ہی تجھے مین تیرے پاس * بھر بشر سے ہی تجھے ملنے کی آس
عرض کرتے وہ کہ ای دانائے راز * تو دیا دکھو میرے ذوق نیاز
گرچہ ہون دریا مین ڈوبا تا بسر * طمع ہی قطرہ کی بھر دیکھے ادہر
حرص تیرے عشق مین ہی اقتدار * غیر مین تیرے ہو بیشک ننگ و عار
ای دریغا یہہ عجب کچھہ راز ہی * خضر سے موسی کو یکسر ساز ہی
بے نہایت ہی خدا کی بارگاہ * ہی ازل سے تا بد شہود آتی سی راہ
وصل بے پایان ہی رب کا ای ندیم * دیکھ مشتاقی سے کیا ہوئے کلیم
ساتھہ اس پیغمبری اور شان کے * خضر سے چاہے رموز عرفان کے
مجمع البحرین تک جو پہنچے یقین * تا ملین سلطان دوران سے قرین
سالہا آرتا ہون پر اور بال سے * سالہا کیا ہی ہزارون سال سے
عشق مین الله کے چلتا ہون راہ * راہ سے غنا ت خدا سے انتہاہ
سو اور اوکو تھی یک طور ہی * راہ چلا روح کا کچھہ اور تہی

راہ منزل خواہ کوتہ یا دراز * دل نجانے جو ہی مست دانواز
تو سفر لطف سے تادانش کیا * یہہ سفر پاؤن سے کچھ نیرانہ تھا
سیر جان بیچون ہی یکسان دور دیر * جان سے دیکھا ہمارا جسم سیر
دو دقوفی سے پھر آگے یون خبر * مین کیا مغرب سے تا مشرق سفر
ایکدن جاتا تھا اشتاقی کے سات * تا بشر مین یار کے دیکھون صفات
کسطرح قطرے مین ہو دریای آب * درج یک ذرہ مین نقد آفتاب
ناگہان دریا کے یک ساحل اوپر * شام کے نزدیک مین پایا گذر
سات مشعل دور سے دیکھا وہان * روشنی ہریک کی فوق آسمان
عقل حیران ہور ہی سمجھا نہ خوب * موج حیرت مین گئے یکبارہ ڈوب
کیسی ہین یہہ مشعلین جیون آفتاب * خلق کو جنسے ہی دیدون پر حجاب
خلق جو یاسے چراغ مردہ تھے * پھر پرتو سے ایسے شمع کے
جو کہ مانع دید سے دیدون پہ تھا * پردۂ اسرار یہدی من یشا
سات مشعل ہوئین پھر یک نمود * روشن اسکے نور سے چرخ کبود
سات مشعل پھر ہوئی اس ایک سے * دیدے میرے سخت حیران ہور ہے
فصل کیا وصل کا اسکے بیان * کر نہین سکتی ہے میری یہہ زبان
ایک پا اگر یہہ کچھ بولا نجانے * راز اسکا سالہا دانش نہ پاے
پھر گیا آگے کرتا آن شمع سے * کیا نشان کہیریا ہے

دیکھئے

جب احد کا پا سے احمد اٹھا * پھر نہیں دیا تھا اعمی تھا
بیخود و بیہوش تھا میں دور تک * دور تک سے ہو کے لے خود گر پڑا
پھر یک ساعت کے پھر آیا شعور * پھر ہوا تبدیل سے جو پایا نور
پھر گرا بیہوش پھر باقی خبر * دو تک سے سخت تھا بے بال و پر
سات مشعل سے بنے پھر سات مرد * نور انکا تھا سب ہو را جو رد
نور سے انکے تجلی تھا آفتاب * نور سب اس نور سے یکسر خراب
پھر تو پایا مرد و پایا یک درخت * دل ہوا ایسے دیکھ حیرتناک سخت
صفت شادابی سے ہریاب چہار کے * دیدوں میرے دیا ہو کر پھر ان وسعت
شاخ ہر ہر چہار تک کے ہتوں میں گم * برگ بھی میووں میں پنہان کلہم
عرش پر پہنچی تھیں ہر شاخ درخت * پاک صدرہ سے پرے تھیں ایک لخت
پانچ ان چہار تن کی تا قعر زمین * کاو دانہ سے گزر گئیں تھیں یقین
شاخ سے بھی پانچ تھیں سرسبز تر * ہتا ان اشکال سے زیر و زبر
میوہ جو یک تک گر کر تا تھا دور * مثل شہر کے اجہاتہ برق نور
اور عجب تر تھے کہ ان چہار تن پر * ہزاران خلق کرتے تھے گزر
آرزو کی سایہ میں دیتے تھے جان * جا پکڑ کیں سے کرتے سایبان
پر تھے قاصر دیدہ انکے سایہ سے * ایسی بنائی پہ سو آفت کیجئے
فہر صوت سے مہر تھی ان پر گویا * جو نہ دیکھا چاند کیا دیکھئے سما

ہم بدم ذرا سے تھے وہ بہرہ یاب * پر نہ آنکھ انکی سکے دیکھ آفتاب
سیب و میوہ کو جن کھاتی تھی خلق * بھوک سے گر ایکبارگی خشک حلق
پر نہ آن میوون سے تھی انکو خبر * سحر حق گویا تھا انکے آنکھ پر
یہہ نداہر جھاڑ سے تھی درمیان * آؤ تم ہم پاس جلد ای غافلان
یانکہ ہر پاتے سے تھا پیغام یون * دمبدم یا لیت قومی یعلمون
حق سے یون آواز تھی جھاڑون پہ تند * ہم سکے کی ہی انکی بینائی کو کند
کوئی گر ایسا کرے انکو خطاب * جاؤن جھاڑون سے ہو تم کامیاب
اسکو سب کہتے تھے یہہ مسکین گدا * از قضا اللہ دیوانہ ہوا
مردیہہ حیران ہو کہتا تھا تب * خلق کو اس سے ہی گمراہی عجب
انبیا حیران ہی کیون یہہ منکران * رحمت حق سے لیا چاہین کران
مصطفی کو کافرون سے تھا عجب * بھی تعجب مین پڑا تھا بولہب
پھر گیا مین آگے کرکے دلکو سخت * پھر ہوئے یک جھاڑ وہ ساتون درخت
ساعت ہوتی ایک ہوتی دم بدم * ڈگمگائے میرے حیرت سے قدم
پھر لگے وی جھاڑ وہان پڑھنے نماز * کھینچ کر مثل جماعت صف دراز
ایک جھاڑ انسے ہو آگے جیون امام * دوسرے پیچھے رہے اندر قیام
وہ قیام و وہ رکوع و وہ سجود * کر دیا دل پر میرے حیرت نمود
کیونکہ جھاڑون کو نہ چاہیے نہ کمر * تب نماز انکی عجب ترتیب پر

پھر ہوے وے ہی چہار خاتون سات مرد * بیٹھ گئے قعدے مین آکر فرد فرد

مین کیا نزدیک جاکر کے سلام * وے جواب اسکا دئیے با احترام

کای و ثوقی متحیرا صاحب دین * رحمت حق ہو تمہارے دم قرین

مین کہا مجھکو نہین دیکھا کبھی * نام سے کسطرح پائے آگہی

وے کہے مخفی نہین ہی آپکو * کب ولی حق پہ کچھ پوشیدہ ہو

نام کو گرچہ بجانے ہی ولی * ہے نہین استغفر اللہ جاہلی

ایک ساعت آگے آ ٹھہرا ئے * ہو رہا جاکر مراقب جان سے

بھی اسے ساعت ہوا ساعتیے دور * پھر ہوتا ہی جو ان حق کے حضور

اپنے جون سے جدا ہوتے بیچون ہوا * قید سے چھوٹا تو پھر مطلق رہا

کور باطن کو نہین اسکی خبر * کور سے بہتر سمجھے کرنا حذر

ہی امامت کور کی شرما کر یہہ * گرچہ ہو قاری و حافظ یا فقیہ

کور ہی رہ و ورع مین بے نظیر * ہی امامت مین کراہت ناگزیر

چاہئے پرہیز تاذو راست کا * ہے تو اندہی سے نہو ہرگز ادا

کور ظاہر کو نجاست ظاہری * کور باطن کے ہی دو دلمین بھری

یہہ نجاست ظاہری پانی سے جای * وہ نجاوتگی بجز آنسو بہای

چشم گریان تو نہ رکھ رونے سے باز * تا کہ تجھپر ہو در رحمت فراز

جو نجس کافر کو فرمایا خدا * وہ نہین ہے سبکے تن پر ظاہرا

اپنے دل مین ہی نجاست بالیقین * جو بڑی ہی مانع اخلاق دین
اے مسلمان دھو یہ منگ سے وجو بسے * دل لگا معبود پو جسمین ہیں اسے
اصل مین معبود غیر از حق نہین * حق سوا معبود کوئی حق نہین
نفس کو دیکھ گرہ چاہ مین * باہو وہ بادرج ہے جسکے چاہ مین
کب ثنا جائز ہی حق کی غیر پر * کیجئے تقریر تبیان دیر پر
بس وقوفی کو کیا سب نے امام * قوم کا پیچھے ہوا انکے قیام
جب کہ کی آغاز تکبیر نماز * ہوگئے مذبوح شمشیر نیاز
یعنی تکبیر ہی یہہ ای فلان * حق کے آگے ہم ہوئے قربان بجان
وقت ذبح اللہ اکبر بولئے * نفس کو بھی ذبح ایسا کیجئے
مثل اسماعیل تن جان جیون خیال * چاہئے جان تن کو یون کر دے یہان
نفس تھا جو طالب حرص وہوا * صاف بسم اللہ کے بسمل ہوا
روبرو حق کے کھڑی صف باندھ کر * واسطے دینے حساب اپنے مگر
اشک جاری خوف سے دل چور چور * حشر مین جیسے کھڑے حق کے حضور
حق سے یون فرمان ہوتا ای فلان * کیا میرے خاطر تو ہے آیا یہان
پھر تو کس کام مین آخر کیا * قوت وقوت صرف تو کس پر کیا
چشم گوش اپنے رکھے کس کام مین * کیون رکھا ہوش وحواس آرام مین
مین تجھے دنیا مین بس مہلت دیا * تو خریدی آخرت کی کیا کیا

ایسے ہی پیغامبر ہادی ہو اناس * سو ہزار آدمین پیش از درگاہ پاک
جھکے کی قوم میں بہت سخت رجوع * شرم سے گھٹنوں پہ وہ لایا رکوع
بس ہوا فرمان کر اپنا سر اٹھا * دے جواب اب حق کے تو فرمان کا
پھر کو گھٹنوں سے اٹھا کر وہ جہاں * گر پڑا آ سجدہ میں وہ شرمندہ دل
پھر حضور حق سے یون آیا خطاب * پھر اٹھا سجدے سے دے حق کا جواب
پھر اٹھایا سر ہوا پھر سرنگون * سر کو سجدہ میں رکھا وہ کرزبون
پھر وہ آ سپر عتاب ای خامکار * پھر اٹھا کر دے جواب کردگار
نار سے طاقت کہاں تی رہنے کی جب * پیٹ سے ہیبت سے گیا تھی میں تب
حق کہا میں مستعد تجھ کو دیا * شکر اس نعمت کا کہہ تو کیا کیا
منہ پھرا اپنے طرف کرتا سلام * انبیا کو عجز سے وہ مرد خام
شہے ای شاہو شفاعت کیجیے * پھر پھرے سخت مشکل میں پھنسے
انبیا کہتے کر آپ چارا نہیں * کہو دیا تو نے تو وقت اپنا کہیں
مرغ سے اپنا ہم بھی تو ای دنی * سو کیا حاصل جو ہو جان کندنی
التجا کرتا ہی با خویش و قریب * پھیر منہ بائیں طرف تب وہ غریب
وہ کہیں ہم سے مدد ہرگز نہو * دے جواب اپنا تو خود اللہ کو
جب ہوا ہر طرف سے نا امید * سخت مضطر ہو دے لرزاں مثل بید
ہاتھ اپنے کر طرف حق کے بلند * اس دعا کرتا ہی مرد مستمند

ای خداوند کریم و ای الہ * اول و آخر مجھے تیری پناہ

یہہ اشارہ تھا تیرا وقت نماز * سامنے جب ہو قیامت جانگداز

تھے نماز اندر دقوقی با خضوع * پہنچ ساحل کے بعد عجز و خشوع

ناگہان دریا مین گذر ایک جہاز * چو طرف طوفان تھا آشوب ساز

تھی شب تاریک و ابر تند باد * اور تلاطم موج کا حد سے زیاد

خوف تھا مرنیکا اور گرداب سخت * اہل کشتی کا جگر تھا لخت لخت

سخت ماتم سے لگے سر پیٹنے * کافر و ملحد سبھی مخلص بنے

حق سے نذرین کرتے تھے زاریکے سات * تا کہ اس طوفان سے پاوین نجات

سچ کہے پیغمبرون کے پیشوا * مصطفی ہون ان پہ صلوات خدا

عاقبت مین جو کہ جانین جاہلان * روز اول جانتے ہاین عاقلان

مین دقوقی وہ فغان اور وہ خروش * مہر سے ازبسکہ دلمین کہایا جوش

بس کہا یارب تو اپنا فضل کر * اپنے رحمت سے کر انپر یک نظر

ای رحیم و ای کریم و بردبار * دستگیری کر گناہان در گذار

رایگان بخشا تو جان و چشم و گوش * لطف سے اپنے دیا پھر عقل و ہوش

تو نے دی طاقت دعا کی ہمکو بس * کر قبول اسکو تو ای فریاد رس

نعمتین ہمکو بخشین دین بے انتہا * ہم کئے ہر چند کفران اور خطا

اشک کے سیلاب آنکہون سے بہا * عجز و ناله مانگتے تجھے یہہ دعا

پہر وہ ہو جاوے بیخود ان خودی سے جدی * خود خدا ہی جب نہین باقی خودی

تب خدا باقی ہوا جب وہ فنا * مانگتا ہے جو سو دیتا ہے خدا

بندے حق کی ہین رحیم وسازگار * خوے حق ہوتی ہے انسے آشکار

ڈہونڈلے اس قوم کو اے مبتلا * تا امان بخشین تجہے اندر بلا

بندگی حق کی نہین تجہکو اگر * تو گدا ہے دعوی شاہی مگر

حق مین تو جبتک نہین فانی ہوا * کب ہوا منظور خود اللہ کا

حق کہا میری نظر ہے دل اوپر * بس تجہے دل چاہیے اے بے ہنر

تجہکو ہے دعوی کہ مین رکہتا ہون دل * دل فراز عرش ہے تن زیر گل

لاف تیرا تجہکو کرتا ہے خراب * چہوڑدے تو لاف لے حسن المآب

اور ایسا ہی تجہے اے مرد راہ * حب مال و جاہ کرتا ہے تباہ

جز باندازہ ضرورت لے نہ مال * تا نہو تو حرص سے مغلوب حال

اہل دل ہون کہہ کے تو کرتا غرور * اپنی غیرون سے لانا کیا ضرور

دل تو اس مضغے کو اپنے جانتا * اہل دل کو اس لیے ہے مانتا

تو روا رکہتا کہ یہہ دل ہے وہ دل * عشق مین جو ہے خدا کے متصل

دل نہووے غیر یک دریاے نور * دل نظرگاہ خدا ہے اس کو جہور

جب کہ کی دل سے دعا وہ مرد خاص * آس پاس سے پائی کشتی نے خلاص

پاے کشتی لطف سے انکے امان * سعی اپنی اہل کشتی کو گمان

خدا حل مقصد کو آیا جب جہاز * اس جماعت کی آدید مرہو گئی نماز
بیٹھ کے پیچھے وقوقی کے نہان * یون کئے آپس مین وہ مردان بیان
اس دعا مین ہم بحکم اضطراب * ظاہر و باطن کئے ہین ارتکاب
ہم نہین لیکن امام بو الفضول * یہہ دعا مانگی ہی باجان ملول
وہ فضولی کہ بحکم انقباض * کام مین حق کے کیا ہی اعتراض
غیب ہو کہار انکے آنکھ سے * وہ جوان مردان وہانسے ٹل گئے
شش جہت مین ان بزرگون کا اثر * پھر وقوقی کو نہین آیا نظر
حالہا انکے لئے روتے رہے * اشک سے سرتے منہہ دہوتے رہے
خاصگان حق رکھینگے کب روا * حکم مین حق کے تصرف غیر کا
مرد حق تو بول ای صاحب نظر * ساتھ حق کے کب کرے ذکر بشر

بیان اسکا جو ازل مین سعید ہی البتہ طاعت مین چالاک ہوگا

غار مین یوسف کو جب ڈلوا دیا * تب فرشتے حق سے یون لائے ندا
ایکدن تم پادشاہی پاؤگے * بھائیون کو یہہ جفا بتلاؤ گے
جب سنا یوسف نے پیغام جلیل * غار تھا گلزار جیون باغ خلیل
مشترک ایسا ہی وہ بانگ الست * مومنون کے جانکو رکھتا ہی مست
نہ بلا مین انکو ہرگز انقباض * حق کے نہ امر و نہی پر اعتراض
جسنے دیکھا خواب خوش روز ازل * وہ نہین کرتا ہی طاعت مین خلل

بار طاعت کا اٹھاتا ہے نہال * بے نو رہے گمان بے زوال

نفس ظالم ہے قتل اسکا موجب ہے نجات

عقل کا اور نفس اصل ہے بدی کا

ظالم و مظلوم کو کیا جانتا * جو کہ ہو شہوت میں پابندہ ہوا
دشمنی کتے کو ہی سگ سے کہیں ہے * روز و شب سگ سے کہیں پہ سگ حملہ کرے
شرم ہے شیرون کو کتے کو نہیں * جبر ہمسایہ کو کرتے ہیں کہیں
کافر و فاسق کرے ظلم و ستم * کیون کرو رکھتے ہیں کتو انکا جسم
ظالم ہے سگ تو انکی جان میں * اسکو دکھلاتے ہیں خود میدان میں
خاص وقت شہوت اور غصے کے تو * ظالم کو کرتا ہے ظاہر مو بمو
گرچہ حاکم حق اسے کرتا نہان * حد سے جب گذرے تو خود ہوتا عیان
اقتضای داوری حق کے مگر * عمرو پر در زید سے ہوتی ہے سر
گر مرا ظالم تو جگ زندہ ہوا * حق کا ہر کس نو بنو بندہ ہوا
نفس کو تو مار ظالم زندہ کر * عقل کا اپنے تو اسکو بندہ کر
عقل ہے اس نفس ظالم کی اسیر * مارنا اس نفس کا ہے ناگزیر
تاکہ ہووے عقل کو حق سے فتوح * روزی بے رنج یعنے قوت روح
نفس ہے اصل بدی کے اسکو مار * روزی بے رنج وقت خوشگوار
دیکھ لے قران میں ہے اسکے سبب * عزت درویش و ذل بو لہب

کشف اسکا عقل سے ہرگز نہو * بندگی سے حق کے ہو ناکام جو
بند معقولات میں ہی فلسفی * شہسوار عقل ہی عقل صفی
عقل کل عقل کی ہی مغز جان * عقل تیری پوست ہی اسکی پہچان
وہ سیاہی اور سپیدی سے ہی دور * جان و دل پر نور کا اسکے ظہور
قیمت ایمان ہی زر کے سبب * زر سوا ایمان کو عزت ہی کب
جسطرح تن کی قدر ہی جان سے * قدر جان ہی پر تو جانان سے
نفس ہی جیون اژدہا پر مکر و فن * پیر اسکو جیون زمرد دیدہ کن
مدعی نفس ہی از بس فصیح * ہی ہزارون حجت انکو ناصحیح
نفس کے تسبیح مصحف ہات میں * خنجر و شمشیر مخفی ذات میں
شیر کو ٹھگتے آئے لیکن شاہ کو * ٹھگ نہیں سکتا شہ آگاہ کو
تجھکو دیا ہے وضو کے حوض پر * مکر سے لاکر ڈوباوے تا بسر
کیونکہ وہ گھر میں تو گھر سے ہے وطن * گھر میں اپنے سگ ہی شیر صف شکن
مکر و نفس و تن کا کیا جانیں عوام * جز دل آگاہ باقی والسلام

بھاگنا حضرت عیسیٰ کا احمقون سے

کیونکہ احمقی قہر خدا کا ہی اور قہر سے بھاگنا ضرور
احمقون سے بھاگ ای مرد فصیح * کیون کر انسے بھاگ نکلے ہان مسیح
صحبت احمق بلا سے جان ہی * احمقی کا مرض بے درمان ہی

احمقی قہر خدا ہے اے امیر * بھاگنا قہر خدا سے ناگزیر
یاد آیا قصہ اہل سبا * احمقی سے جو ہوئی ان پر وبا
دور بین ایسے کہ دیکھیں پای مور * پر صفاہان سے بھی انکے چشم کور
تیز گوش از بس و لیکن سخت کر * کان ہیں انکے نصیحت سے بے اثر
مال سے مغرور قارون کے مثال * لیک پاس انکے نہیں یکذرہ مال
مرد دنیا کا ہی مفلس اے عزیز * ہاتھہ میں سکے نہیں ادنی کی چیز
اور برہنہ جیسا آیا جائیگا * بے سبب جو رونے ڈر سے مرتا
مال کو جب چھوڑ جانا ہے ضرور * خاک سے کم سمجھ اسے بے شعور
جو فکر سودا کیا اللہ کا * ساتھ وہ توشہ ہے تیری راہ کا
گود میں لشکر کو نکے ہے جیسے سفال * حفظ اسکو وہ کرین مانند مال
اسے کوئی چھینے تو روویں زار زار * پھر دیا تو ہنس پڑتیں مثل بہار
حال تیرا ہو بہو ویسا ہی ہے * جب تلک مالوف تجھکو مال و شر
پھر یہی صورت ہے ان اشخاص کی * جنکو علم اعمال دنیا کی رہی
سو ہزاروں جانتے فضل و ہنر * لیکن اپنے حال سے ہیں بے خبر
حل ہر ہر چیز کا بوجھا تھا * احمقی ہے آپ کو نہیں جانتا
جان سب عاموں کی اپنی بوجھہ ہے * بوجھتا ہے سب عالم گر بے سو جھہ ہے
دل میں ہے یک مرض بوسے انبیا * حق شناسی کا وہی مانع ہر آ

نجات بھی اسکے سبب ہوتا ہی یہ * کب خدا بیمار کو کرتی دوا
آشنا سے عقل عاقل سے اگر * جا ملین ہر دم رہینگے دوست تر
آشنا سے نفس بدنفسون کے ساتھ * ہو تو ہر دم ہوین افزون بدصفات
دوست سے ملنا اگر چاہتے ہی تو * عاقلون کی عقل کا تو دوست ہو
ہی دوا اس مرض کی پیرونکے بات * اور طبیبان جان کو بخشین حیات
جان سے ہو ان طبیبون کا غلام * تا کرین تجھکو وہ اسے شادکام
ای بسا دولت کہ آوے ناگہان * پر نہین پہچانتے سبے دولتان
ہائی بسا معشوق عاشق سے قریب * پھر نہ بوجھین عاشقان سبے نصیب
بس غلط انداز ہی سوء القضا * ہی ہماری سبے نصیبی کی جزا
تو قدر کے کام مین مت ہو فضول * ہی گدھے کو لایق اسکے کان طول
دل تیرا محکوم ہی قدر کے ساتھ * جیون قلم مجبور ہی کاتب کے ہاتھ
وہ جدھر پھیرے ادھر چلتا قلم * کیا تجھے معلوم ہو سر قدم
ہاتھ مین موسی کی سمجھتے تھے عصا * تھا حقیقت مین عصا یک اژدہا
جب نہی جانے نہ یک کر تکا بھید * کیا تجھے معلوم سر دام کید
جب کہین صیاد پھندا ڈالتا * ظاہرا دانہ ہی باطن مین دغا
بارہا تو دام مین جا کر پھنسا * حرص مین دنیا کے دین اپنا دیا
عجب کیا توبہ کرے آزاد حق * دے تجھے نعمت کرے پھر شاد حق

پس جہان دانہی کر اُس سے حذر * تا نہ باندہی دام تیرے بال و پر
شکر ہی نعمت سے آگے سوا مند * شکر گر ہو مت فقط نعمت پسند
شکر جان نعمت و نعمت ہی پوست * شکر سے تو یاد رکہا دیدار دوست
شکر اگاہی ہی نعمت غافلی * شکر سے نعمت کو اکر صد اے ولی
انبیا فرماے مایوسی ہی بد * رحمتین حق کی ہین بے حد و عدد
بعد نومیدی بہت امید ہین * پیچہے ظلمت کے بہت خورشید ہین
دایما ہین ہم جوان خندان و شاد * گرچہ ہی تن مایۂ نقص و فساد
یہہ درازو کوتہی ہی جسم کو * جان کو یہہ کچھ نہین ہی بوجہ لو
تین سو نو سال اصحاب کہف * غار مین تھے ایک تن تہے نے تلف
جب جگایا مرد فیاض نے * اسکو جانا ایک ساعت انہون نے
جب نہووے روز شب یا ماہ و سال * کب رہے سیری اور پیری اور ملال
جب صنم کے باغ مین ہی بیخودی * ہم رہینگے غرق لطف ایزدی
تو نصیحت ناصحون کی سنے سدا * پس تیرے ہمراہ قال بد رہا
تو لئیمی سے نجانا ان کا حق * مایۂ طغیان کیا اپنا سبق
خدمات بد سے لئیمون کو ہی کد * تو کیا نیکی تو وہ کرتے ہین بد
نفس تیرا ہی لئیم بد سرشت * ہی لئیمون خاصہ نیکی سے کرشتہ
تو کریمون پر گر احسان کرے * وہ عوض ہر ایک دین ساعت سے

گر لیئون پر کرے قہر وہ خدا * وہ تیرے بندے سے بانٹینگے با وفا
آدمی ہر کام کرتا تا و لے * محض وہ پیدا ہی طاعت کے لیئے
بس عبادت میں نہین مشغول گر * جاے طاغت منکرون کو ہی مقر
جاے دنیا معبد مرد کریم * جاے دوزخ معبد مرد لئیم
الغرض بدکر لیئون پر مدام * نار ہینگے دل سے وہ تیرے غلام
شہر سے جو ہون کو کب ہووے ہراس * انکو باں خوب کرتی ہی بناس
کاسہ لیسون سے دریگا دیگ لیس * کافرون کا ہی خدا دیو گنیس
عاشقان ہین بے غرض اس تن کے سات * عاشقون کو موت ہی آب حیات
عاشقان مارے عدم مین ہین قدم * جیون عدم یکرنگ مارے یک قلم
ذرہ ذرہ کر تجھے کب لے ہوا * یہہ کشایش نہ ہو جز فضل خدا
جب ہوا مایوس تو تد پھر سے * نیک بختی پایگا تب باسر سے
تو خودی کو بھولجا کر یاد حق * تو ہو بندہ تا کرے آزاد حق
تو جو ہو بندہ تو آتش ناجلای * اور بھی دریا نہین ہرگز ڈبای
عاشقان خوش خوش انھوکا حال بھی * نام اُن کا ناسین ابدال بھی
عاشقون کا جو طرف آد انکا بھجے * جسطرف دیکھو تو حاکم انکا چاہے
گرسکے تجھا وکریم آتش مین جال * گر پر آسمین کچھ نہو تجھکو خلال

معجزہ درود رحما الکا جو ہوا مشک پانی سے قافلہ سیراب ہوا

قحط سالی میں کوئین تھو آرے عرب * تھے کسی وادی میں حیران تشنہ لب

ناگہاں فریاد رس کونین کے * مصطفیٰ آ سے بہار ہر پیدا ہوئے

اتفاقاً کوئی یک حبشی غلام * آنکلے کہ آدھر سے تیز گام

مشک پانی تھا مو اسکے پاس سے * لیکے حضرت قافلہ زندہ کئے

ہوگئے سیراب آدم اور دواب * تس پہ تھی ویسے ہی وہ مشک پر آب

مشک تھی روپوش موج فضل رب * بحر رحمت تھا روان آپکے سبب

تو ہوا غافل سبب سے مگر * اس لئے باندھے سبب سے ہی نظر

جب سبب دیکھا مسبب کو نہ بھول * ہی سبب کو حکم حق اصل اصول

وہ سیہ اوپر سے جب دیکھا شتاب * مشک کے پر دیکھے جاری موج آب

دیکھ کر یہ معجزہ حیران ہوا * جان و دل سے طالب ایمان ہوا

عاشقانہ اس مبارک پیر پر * گر پڑا آیا سعادت کا ثمر

مصطفیٰ دست مبارک اپنا لے * منہ پہ اس حبشی کے رحمت سے ملے

وہ سیہ زنگی ہوا سرخ خوشاب * مشک سے کافور شب سے آفتاب

رنگ بدلا گرچہ لیکن جان پاک * پاک تھا تن بھی کہ تن تھا آب و خاک

درد ہو تو ہو دوا حق سے عطا * بے نواؤں کو خدا بخشے نوا

تشنگی پیدا کر اے اہل طلب * ہر طرح پانی تجھے دیگا رب

طفل جب نازک گلو پیدا ہوا * آپکے خاطر دودھ پستان میں بھرا

سلام کرنا اور ایمان لانا طفل دو ماہ کا نبی کے اوپر

یک عورت کافر تھی قوم سے * طفل دو ماہی کتین گود میں لے
جان کے اس وادی اندر بے ہراس * امتحان کو آئی پیغمبر کے پاس
طفل جان و دل سے ایمان کر قبول * السلام علیک بولا یا رسول
اسکو فرمایا کہ تیرا نام کیا * وہ کہا عبد العزیز ای مصطفی
نام میرا حق کے پاس عبد العزیز * پھر کہین عبد العزا یہہ سب تیز
آئی جنت سے حنوط اس وقت پر * مغز ان دو کا ہوا خوشبوی تر
جسکا ہوتا ہی نگہبان ذو الجلال * ماہ انجم بھی ہین اسکے گواہ
جسکا حافظ ہی خداے ذو المنن * مرغ ماہی کرین اسکو حسن
جو قضا چاہے ہی تیرے ہاتھ سے * حق بچاوے تجھکو ہر آفات سے
عبرت و دانش خدا سے کر طلب * یہہ کتاب و قال سے حاصل ہو کب
ہر کسیکو کب ہو قدرت ساز وار * عجز ہووے مایۂ پرہیزگار
عجز جیون تمام رہی بہتر تجھے * نفس کے آفت سے تا توبج رہے
خواہشون سے نفس کے ہی تجھکو غم * جو تجھے شیطان سکھاوے دمبدم
آرزو ہستی کی ہی گل خوار کو * گل شکر ہو ناگوار اس خوار کو

بیان یہہ کہ ریاضت میں سرا سر

سود ہی اور یہہ دنیا نہ جاے بہبود ہی

آدمی کو حق دیا ہے اختیار * بس نہو جبری تو اے نیکو شعار
اسکو کرمنا بنی آدم کہا * کام مین اسکے اسے قدرت دیا
ہو و سرمایہ تجھے قدرت ہے جان * وقت قدرت کو نگاہ رکھ اے جوان
بندگی مین زندگی کو صرف کر * حق دیا قدرت تو حق کا شکر کر
جب مباحات شہ تجھے کرنے لگے * تو بچا تا سر کو اپنے مال دے
تن دیا کر جان اسکا لے عوض * یک عمل تیرا نہوگا بے غرض
جو ہوئی نا بندگی ہے خوشگوار * اسکو کافر بھی سمجھتے زہر مار
گر نہیں امید کچھ ہووے گی * رنج خاطر کیون قبول اسکو رہی
اولیا اس راز کے ہین واقفان * اس لئے کرتے ریاضت ای فلان
سالکان اپنے بقا کے واسطے * دایما تن کو ریاضت مین رکھے
گر عوض اپنا نہ دیکھے وہ کرام * کیون کہے راحت کو اپنے پر حرام
بے عوض دینا خدا کا کام ہے * یا ولی جو فیض اسکا عام ہے
تو سلام بے غرض دیکھا کہین * جو نہین آخر کو ہر آستین
تن رہا تیرا ریاضت مین اگر * زندۂ جاوید ہو جان باخبر
یون کہے سو مسی ہے دنیا جای مرگ * آخرت کا جلد کرے ساز و برگ
یہ جہان فانی نہین جای معاش * آخرت باقی ہے کر اسکی تلاش
جسم یا مال ضائع ہو اگر * سودا سستا جان کا ہے پیشتر

پس ریاضت کو بجان کرے قبول * تن کو رکھ خدمت میں تا ہووے حصول
جب دیا حق نے ریاضت شکر کر * بوجھ حق کی ہے عبادت سر بسر

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ کا علائق کو

یون کہا حمزہ نے جب تھا نوجوان * موت کو سمجھا فنا سے جاودان
کسطرح پر موت کی رغبت کرے * اژدہا کے منہ میں کیون جا کر مرے
لیکن اب نور محمد کے طفیل * عالم فانی کتین بوجھا ہون کھیل
سب کہ یہہ دنیا سے فانی ہی خراب * موت میں حاصل ہے مجھکو فتح باب
جب حواس آدمی فانی ہوئے * تب نظر آنے لگین شکر شاہ کے
خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب * شکر نور خدا ہی بے حساب
موت کو جو کہ سمجھا تھا گناہ * حال اسکا موت سے ہووے تباہ
موت تا ہی جسکی نظر مین فتح باب * ہی اسے مرنیکی رغبت بس شتاب
مرگ ہر کس جان اسکے طور تو * دوست کو ہی دوست دشمن کو عدو
ترک سے آئینہ خوش رنگی لیا * آئینہ کالا ہی جب زنگی لیا
نور دین جب تک ترے آوے نجات * نفس کے آتش سے کب پاوے نجات
خلق سب یکسان پھرے بازار مین * لیک یک خوش یک غم و آزار مین
موت سے بھی گرچہ مرتے ایکسان * لیک بعضی غم مین بعضی شادمان
انبیا کو تنگ ہی بس یہہ جہان * لامکان مین انبیا ہین خسروان

اہل دنیا پاس ہی اسکی وقار * ظاہرا سکا خوب باطن سخت خوار
ظاہرا خوشتر ولیکن تنگ ہی * خندہ اسکا گریہ عزت ننگ ہی
تن اگرچہ موت سے کہتا ہی ہیچ * جان کو ہر دم اُسکے ہر پیچ
جاما تو درد سے بے تاب ہی * طفل گو شادی کو فتح الباب ہی
یک در دوسرے بیخبر * باخبر ہو دین والے صاحب نظر
حال اپنا تو نہیں پہچانتا * تجھ سے بہتر صاحب دل جانتا
تن سے غافل ہووے جسم روح تن * اسکو سب روشن ہوے علم لدن
جب زمین نکلے فلک کے جوف سے * پھر تجھے سایہ شب باقی رہے
سب گرانی اور کساں ہی تنکے سات * تن گیا پھر جان ہی روشن صفات
تن سے جب باہر ہوا جان بشر * عالمین ساری گئیں اس سے گذر
پھر تو وہ آرتا ہی مثل آفتاب * مقصد اعلی کی طرف ہو بے حجاب
جان سے ہی عقل با ادراک تر * روح کب اسکو ہو منظور نظر
عقل میں کرتا وے تاثیر جان * عقل کرتی اس سے تدبیریں عیان
ماہیان قہر دریا سے جلال * حق سکھایا انکو سحر حلال
ذات سے انکی ہی ممکن ہر محال * نحس انکے پاس ہووے نیک فال
کیا خبر ہی تجھکو انکے قال سے * کیا سمجھتا انکو سب امثال کے
جانتے ہیں کامل ان اسرار کو * حال انکا مولوی سے پوچھ لو

کیونکہ ماہیات اسرار نہان * ہین نظر مین کامون کے خود عیان
لیک ماہیات اوصاف کمال * کون جانے غیر اشا و مثال
طفل کب لذت وطی کی جانتا * پس مثال اسکی تو حلوا سے بتا
گرچہ ماہیات اذواق جماع * غیر ماہیات حلوا ای مطاع
لیک لڑکون کو بتاتا یہہ نظیر * ناقلون کے پاس ہی بس ناگزیر
بھید حق کا اور حق کے ذات کا * آدمی کے فہم سے کب ہی جدا
محرمون سے حق کے جب ذات صفات * ہی نہ پوشیدہ ہو مخفی کون بات

جمع اور تفریق درمیان نفی و اثبات کے ہی

جب فنا بندہ ہوا باقی ہی حق * نفی اور اثبات کا ہی یہہ سبق
ما رمیت اذ رمیت حق کہا * نفی اور اثبات کو ثابت کیا
یعنی جب تو تیر مارا تو نتھا * کیونکہ یہہ قوت تجھے حق نے دیا
تو فنا موجود تھا سو آپ رب * تو نہ تھا باقی مگر حق کے سبب

مسئلہ فنا اور بقاے درویش کا

سچ کہا قائل نہین درویش ہی * جگ مین گر ہو وہ نہین درویش ہی
ذات سے اپنے فنا باقی بحق * وصف اسکا محو وصفا سبق
شمع کی لو جیون ہو محو آفتاب * ظاہرا ہی نیست ہست اندر حساب
ہست اس رو سے کہ ماگے کو جلاے * نیست اس رو سے کہ ہر تو کچھ نہ لاے

روشنی اسکی فنا سے ذات ہی * اسکے شعلہ کا بقا اثبات ہی
گمرد و حوس شہد مین جو کا ملا * ایک تولہ اسمین فانی ہوگیا
ذایقہ مین اسکے کچھہ نہ فرق ہو * وزن مین بڑہ جای گر پہ تول لو
یہہ قیاس ناقصان ہی ای امیر * اور ہی بہتر نہین اس سے نظیر
آنکھہ لڑکونکی رہے آخور پر * عقلمند گر ہی آخرت مین فکر کر
موت کے دن کے لیئے تو مرا بھی * تا تو ہو زندہ بعشق سرمدی
عاشقان تو دمبدم دیوین ہین جان * انکا مرنا ہی حیات جاودان
انکو دے جان بخشے ہی خدا * وہ دوست ہر دم مین کرتے ہین فدا
ایک کو پھر دس عوض دیتے بہا * سن نبی سے عشرۃ امثالہا
ناجوان مردون کی تومت سن حدیث * عشق کو کب جانتے ہین وہ خبیث
ناجوان مردون کے تو ہمرہ نجا * گر گیا تو عاقبت پچتای گا
لے کے محنت مفت سر دیوینگے چھوڑ * لاف کے باتونسے انکے دل کو موڑ
نفس و شیطان ہر دو باہم خواہر ہین * ہر دو تیرے سخت بدانداندیش ہین
مال و تن بس جایگا ہر طور سے * اس سے بہتر وقف راہ حق کرے
رنج غربت کا نہ کیجیے تو اگر * شہر سے خوبونکے کب پاوے ثمر

یہہ حکایت بطور تمثیل کے ہی کہ مومن بلا سے
ایسا بھاگتا ہی جیسا چنے کا دانہ بھونے کے وقت

جب چنے کو دیگیں دیتے ہیں جوش * وہ اچھلتا اور کرتا ہے اخروش
مارتی کفگیر کہ بانو آس سے * تا نہ اچھلے اور آتش میں گلے
یہہ گلانا کچھ عداوت سے نہیں * بلکہ پاوے ذائقہ خوش تر کہیں
بلکہ ہو محبوب طبع و قوت جان * ذلت و خواری نہیں یہہ امتحان
تاکہ یکمدت تاک سے سرسبز تھا * اور عوض آتش کے چہ پانی پیا
اس لئے سابق ہے رحمت قہر پر * تاکہ نقد زندگی پاوے بشر
ہے تقاضا یہہ حق کے قہر کا * تا کرے ایثار وہ نقد بقا
جب کیا نقد وجود اپنا نثار * پھر بقای دایمی دے کردگار
قہر کے آگے سر اپنا کر فدا * مثل اسمعیل حلق اپنا کٹا
یہہ کٹانا وہ نہیں جو تو مرے * بلکہ مرنے اور کٹنے سے پرے
لیکہ مقصود ازل تسلیم جان * ہے خدا کو منظور دوای مومنان
ہستی حیوان ہے مرگ نبات * سچ کہا ہے اقتلونی یا ثقات
زندگی حاصل ہے جب اندر ممات * راست بولے ان فی قتلی حیات
جب تو محنت سے دل اپنا خون کیا * محنتیں یکبار سب طی کر دیا
کیا کہا اچھا حکیم غزنوی * غافلوں کو یہہ مثال معنوی
گر نہ سمجھیں کیا عجب اہل ضلال * معنی قران سے سوا از قیل و قال
نور سے خورشید کے ای باشعور * غیر گرمی کے نہ سمجھے چشم کور

ظاہرا قرآن نہ دیکھ ای اہل دل * دیو آدم کو نہ جانا غیر گل
دیکھنا باطن کا مشکل کام ہی * باطن آدم کا شیر خون آشام ہی
مرد کو مثل عصا اسکے خال و عم * حال باطن کا نہ جانے یک قلم
آدمی ہی جیون عصائے موسوی * جیون دم عیسی ہی اصل آدمی
ظاہرا تو خوب لیکن ذات مین * یک جہان طعنہ کرے کیا بات مین
دور سے دیکھے تو یک خر سیاہ * یک قدم کے سامنے ہی فوج شاہ
گر اسکی چشم کو دیوے جلا * آدمی مارے پہاڑون کو اٹھا

مثنوی شریف پر طعنہ مارنے والے کا جواب

ای سگی طعنہ نکر قرآن پر * مثل سگ کے امر پر تو بھونکا کر
مین نے قرآن سے لیا ہی مغز جان * پر نہ مو جیسے سگ کو غیر از استخوان
استخوان لایق ہی دنیا دار کو * طالب حق کو چہی اسرار کو
مار سکے ہی قرآن نعرہ تا حشر * ای گروہ جاہلان سبے اصر
یہہ نہین وہ شیر جو تو جان بچای * بلکہ اسکے قہر سے ایمان بچای
جہل سے کہتے تھے افسانہ جسے * اور طعنہ کفر سے سمجھ پر کئے
خود تمہین افسانہ ہو گیا تمہین * جا پڑے دوزخ کے تہ ور کا تمہین
مین کلام حق ہون قدیم حق کے ساتھ * قوت جان جان دیا قوت نکات
نور ہون خورشید ذات پاک کا * پھر نہین خورشید سے یکدم جدا

میں ہون وہ بحر چشمۂ آب حیات * عاشقونکو موت سے بخشون نجات

تفسیر آیت واجلب علیهم بخیلك ورجلك

جب کے تو کرتا ہے عزم دیندرست * ہانک تجھپر مارتا شیطان ہست
یعنی ای نادان نکر یہ پیروی * تجھکو درویشی ملاوے گی ابھی
بینوا ہوویگا اور یارون سے دور * خوار ہوگا اور پشیمان بالضرور
تو سن آجھ دیولعین کی یہ ندا * چھوڑ کر دین کو گرھے میں بھاگتا
اور کہتا ہے میں مہلت ابھین * کال کے دن پھر ڈھونڈلونگا راہ دین
چوطرف جب دیکھتا مرتی ہے خلق * پھر تجھے ہوتا ہے و بیدار یہین قلق
پھر تو کرتا دین اپنا استوار * خوف سے مرنے کے ہوکر بیقرار
پھر تجھے شیطان سے کہتا ہے کرتے * کیون ہوا ہے پاک تابع فقر سے
پھر تو گھبرا کرکے کرتا ہے گریز * دین و دانش کی نکر یکسر تمیز
سالہا اس بانگ کا ہے تو اسیر * سر بسر شیطان کا ہے فرمانپذیر
ہیبت آواز شیطان خلق کو * کردیا عاجز دکھو بایا خلق کو
انکا یون مایوس ہے جان نور سے * کافرونکا گور میں جیون جان رسے
ہیبت اس ملعون کی جسا ابنی ہو * ہیبت بانگ خدا کیسی ہو
لیکن اس ہیبت سے تو ہے بیخبر * تجھ پہ ہے دیودنی کا کروفر
باز سے تر نار سے کبک نجیب * کاہیون کو کب ہے یہ ہیبت نصیب

باز مکھی کو نہین اکرتا شکار * بانکہ کرتی اسکو لیجا ہی مار

دیو کرتی تو ہی کاہی سے باہر * کرو فراست کا ہی تجھہ پر مختصر

پانگ دیوان اشتہار ہی امیر * بانگ رحمن اولیا کا دستگیر

دامین تیرے مہر حق ہووے اگر * مہربان تجھہ پر خدا ہوای بسر

دو طرفسے مہر والفت چاہئے * کسطرح یک ہاتھ سے تالی بجے

ہی فلک سرگردان زمین کے آس پاس * جسطرح مادے پر نر کرتا ہی آس

یہہ زمین پھر اسکی کدبانو بنی * تا کرا تنے مرد وزن . نگہین جسی

حق دیا ہی مرد وزن مین اتحاد * تا ہو باقی عالم کون و فساد

چار طائر ہین عناصر بستہ پا * مرگ و بیماری ہی انکو پاکشا

جب کہ پا انکے کھلے از ہم دگر * مرغ ہر عنصر گئے پرواز کر

سب مراد نفس اپنی ترک کر * ہو گئے مولا سے عارف با خبر

بیمرادی سے تجھے جنت ملے * حفت الجنة سے یہ مقصود ہے

قرب حق گر چاہئے ہستی چھوڑ دے * ہست وہاں لاہر تو و موقوف ہی

نیستی مین گنج ہی الله کا * جو خود مین مست ہو سو جانے کیا

تو خودیکو چھوڑتا پاوے بہشت * بیمرادی آسکی ہی سب کار و کشت

ایکسان سب ہہ ہو ناسو نکی نظر * عاشق بندی کا ہون جیون شیر و شکر

تبسم کرنا شرور عالم صلعم کا اسیرون پرا ور فرمانا

اس حدیث کا عجبت من قوم یجرون الی الجنة بالسلاسل والاغلال

تعجب کیا مین نے ان گروہ سے کہ کھینچی جاتی تھی وہ

گروہ طرف بہشت کے ساتھہ طوق اور زنجیر کے

لشکر اسلام جب پایا ظفر * بند مین کفار آئے پیشتر

جب چلے ایکر انہین کر کر اسیر * وی لگے کرنے کو فریاد و نفیر

قیدیونکے حال کے اپنی وہ نذیر * دیکھہ پھر نیچی نظر کرکے بشیر

کی تبسم زیر لب معجز نما * یعنی حضرت مصطفی بحر صفا

دیکھہ حضرت کا تبسم پیچ کہا * تھا ہریک غصے سے طعنہ مارتا

پیستا تھا غصے سے ہریک دانت * زیر لب کرتے تھے طعنہ بھانت بھانت

پھر نہین طاقت کہ مارین ایکدم * کیونکہ تھے زنجیر مین مرتا قدم

سو ہزار انکار سے چلتے تھے راہ * تا بہ حضرت کی طرف کرتے نگاہ

پھر رسول اس راز کو معلوم کر * اس تبسم کی انہین دی یہہ خبر

تم کو مین ہنگام ذرات الست * بند مین دیکھا تھا سرگردان و پست

جنگ مین اسکے لیئے کرتا نہ تھا * تا کرون تسخیر یہہ دار فنا

یہہ جہان مردار ہی اور جیفہ سب * کیون رکھون مردار دنیا کی طلب

مین صفونکو اس لیئے کرتا ہو چاک * تا نہو تم کفر مین برکر ہلاک

جا ہای سے مثال پروانہ کے جلد * آتش میں جانیکو تم ہو مستعد
بشر ہیں مومنان ذو فنون * اہل جنت اس خصوصت میں زبون
پھر نہیں یہہ بات نقص عقل سے * یا بحکم بد دلی اور کیش کے
بدگمانی سے دلی کر احتیاط * دین کی چاہتے پھر اسے احتیاط
مومنون کے مخذی کے واسطے * کافرون کو چھوڑنا واجب ہے
میں بجا تا ہم دونوں بات سے * آتش دوزخ سے اور دوری کا تسلے
مانگتے ہو تم جہنم میں شرف * میں چاہے کہ پہنچ جنت کے طرف
یہہ نظارا دیکھ کر حال عجیب * میں ہنسا ای مردان خوش نصیب
ہر مقلد کا بہی احوال ہی * راہ میں دین کے جو نیکو قال ہی
کہینچ لیجاتے ہیں اسکو حق کی طرف * دست بستہ خالق مطلق کے طرف
قید ہو ہر یک بطوق انبیا * راہ جاتے ہیں طفیل اولیا
جہد کر اس راہ میں ای نیکنام * مصطفی کا جان و دل سے ہو غلام
ای محبت حق کی در امید و بیم * تار دنقابیہ سے پاوے نعیم
وہ محب حق ہی جو حق کے لئے * پاک ہو ہر آفت و اعراض سے
بے غرض یا با غرض جب ہو طلب * اپنے جانب کہینچتا ہی اسکو رب
جب کرو دوست طلب ہو یار کی * مہربانی کم نہو دلدار کی
ست بہرہ عالم ہو مہیا شستان * میل محبوبان کا ہی اندر نہان

عاشق و معشوق سایہ آفتاب * اس بقا مین وہ فنا ہووے شتاب
جبکہ نکلے جانب مشرق سے خور * کب رہے شب یا ستارہ کا اثر
ٹھہرے کب پشہ چلے جب تند باد * فہم کر واللہ اعلم بالسداد
تجھکو ای مشتاق یہہ ہو آرزو * عشق مین بہتر ہی گر مرجای تو
دوست ہی وہ جو کہ ای کردگار * مین ہون بندہ تو مرا پروردگار

دادچاہنی مچھرون کی ہوا کے ظلم سے
حضرت سلیمان عم کے حضور مین

باغ سے مچھر سلیمان پاس جا * یون ہوا کے ظلم سے نالش کیا
ہین تمہارے عدل سے ای بادشاہ * مرغ سے ماہی تلک اندر پناہ
باد کے ہاتھون سے ہی ہم سب غریب * سیر گلشن سے رہین ہین بے نصیب
اسکو یون فرمائے شاہ باشعور * خصم کا ہونا ترے ہی یہان ضرور
مدعی تنہا اگر دعوی کرے * کیسے فیصل ہو بدون خصم کے
باد کو فرمایا ای باد صبا * مدعی کا دے جواب اب جلد آ
باد بھی سنتے ہی آئی تیز تیز * دیکھ اسے مچھر نے لی راہ گریز
تب یون فرمائے سلیمان رشد سے * چاہے گر انصاف تو کیون بھاگے ہی
پس کہان وہ آوے جب باد صبا * زندگی کو مچھر کے پھر کب ہو بقا
ٹھیک ہی ویسا ہی تیرا ماجرا * جب خدا آیا تو بندہ لا ہوا

وصل گرچہ ہی بقا اندر بقا * لیک پہلے اس بقا کو ہی فنا
روبرو حق کے فنا ہی کا ثبات * پھر بقا اندر فنا نادر ہی بات
فہم اس گرداب مین حیران رہا * جب یہان پہنچا قلم کٹ کٹ گیا
قصۂ عشق حق سے ہی انسان فضول * اس فزونے پر ظلوم آیا جہول
کیونکہ جاہان صید مشکل کیسے پاسے * شیر کب خرگوش کے گود مین آسے
شیر کا گر دبدبہ وہ جانتا * کب شکار اپنا اسے پہچانتا
جو کہ ظالم ظلم اپنے پر کیا * ظلم اس کا عدل پر سبقت لیا
جہاں اس کا علم کیا استاد ہی * ظلم اس کا عدل کو ارشاد ہی
جان نامحرم نہ دیکھے روی دوست * غیر جان اس کے چھوڑا جو پوست
ای سرافیل قیامت گاہ عشق * تو ہی عشق عشق ای دلخواہ عشق
اولین خلوت جو دیکا تو مجھے * مانگتا ہون تجھ سے سن نالے میرے
حال میرا گرچہ بہتر جانتا * کر قبول اتنا تو میرا مدعا
عشق سے ای دو جگا کو ہی بیگانگی * ہائن بہتر عشق مین دیوانگی
چھوڑ تو فنا و دولت عشق لے * بادشاہان خاک پا ہین عشق کے
عاشقون کو بادہ تحقیق ہی * عشق پنہان عاشقی صدیق ہی
بندہ حق حق کے جب سایہ مین ائے * طالب حق حق کو تب بےشبہ پائے
جاوے جس کے در پہ تو با اعتقاد * پاوے اس ہی در سے آخر کو مراد

گر نہ ہی تو طالب یہہ گفت گو * دفتر چارم میںن کر یو جست جو

چوتھا دفتر مثنوی شریف کا

حامدا و مصلیا

تعالی اللہ اُسکی کیا شان ہی کہ جسکے توانائی کا ماسے اِحسن بی شان کا یہہ شان ہی کیا خالق مطلق ہی کہ چار نا موافق کو موافق کیا اور صورت مقید میںن ہر طرح کا جلوا رکھا * بیت * عشق میباز و خدا با خویشتن * شد بہانہ در میانہ مرد و زن * اور درود نا محدود اُسکے محبوب معشوق پر کہ اگر اُسکے ذات پاک نہوتی تو وہ مطلق اِس مقید کا عاشق نہوتا بلکہ یہہ چار مخالف کہ مثال ار بعہ غیر متناسبہ کے ہیںن تناسب باہم نپاسکے

* شعر *

* بلغ العلی بکمالہ * کشف الدجی بجمالہ *

* حسنت جمیع خصالہ * صلوا علیہ و آلہ *

اور اُسکے چار یار باوقار پر کہ جو رکن چار مقام کے بلکہ عارف اُن تمام کے ہیںن ہوجیو

ای حسام الدین تو افیض نظر * مثنوی کو کر دیا رشک قمر

مثنوی کورست الفت سے بند * کھینچتا ہی تو جدھر تجھکو پسند
خوش سے لے جا اس کاروان کو تا بحج * ای امیر الصبر مفتاح الفرج
حج طواف خانۂ پروردگار * حج رب البیت مرد ذکا شعار
حج فقط ہی سیر حق کے دار کی * ای نذر کچھ اور ہی اس یار کی
جب ملے دولت تجھے دیدار کی * کب رہے خواہش در و دیوار کی
عیش و عشرت جب نباہ بدر رہے * بندہ شکوہ حضرت حق میں کرے
تب کہے حق تجھکو یہہ رنج و بلا * آخرش مطلوب کو پہنچائیگا
فی الحقیقت ہی عدو دار و ترا * کیمیا سے نافع دلجو ترا
وہ دوا کردے بلا کش پوست کو * جس سے خوشبو جیون ادیم طائف ہو
جب عدو سے تجھکو ہوتا ہی ہراس * التجا کرتا ہی تو اللہ کے پاس
پس یقین وہ دوست سب دشمن ترے * باز جو رکھیں تجھے اللہ سے
حق سے پہنچے جو بلا تطہیر ہی * دفع آسکا بر تراز تدبیر ہی

سوال ایک مرد کا حضرت عیسیٰ سے

عیسیٰ سے کوئی کہا او تم خبر * اس جہان میں کیا ہی سب سے سخت تر
دیکھ خشم خدا ای محتشم * جس سے دوزخ کانپتی ہی جیسا کہ ہم
پس کہا وہ آ سے کیونکر ہو امان * وہ کہ چھوڑ اپنا غصہ ای جوان
جبکہ ہیں گردش ہوں اے صاحب نظر * باپ ماؤں صورت ہیں نیک تر

تو مقام راستی مین کر قرار * چشم روشن چاہیے گر ای مرد کار
چشم دو روشن اگر تجھکو ملے * یہہ تجھے بہتر ہی سو ماباپ سے
چشم دل تیرے ہین خاص راہ بین * یہہ دو چشم حس ہین جسکے خوشہ چین

بیان ان المومنین اخوۃ کا

مومنان ہین جان واحد اے حکیم * یہہ انا انکا سمجھ لے تو قدیم
مومنان معدود لیکن ایمان ایک * گرچہ ہین تن سب جدے پر جان ایک
گاو خر کی فہم او عقل و جان جدی * فہم و عقل جان انسان ہی جدی
پھر بغیر از عقل و جان آدمی * آدمی کا دل ہی جان دوسری
جان حیوانی نہین ہی متحد * وہ جدا ہر ہر کو ہی مثل جسد
یک اگر کھایا تو ہو دیگر نہ سیر * یک اگر نا مرد ہی دیگر دلیر
یک موا تو دوسرا شادی کرے * ایک کھاوے زخم دیگر نا مرے
جان حیوانون مین ہر یک دو سرا * متحد ہی جان شیران خدا
ظاہرا ہر یک جدا جسمونکے ساتھہ * لیک سب واحد رہین از روی ذات
جسطرح ظاہر ہی نور آفتاب * بیچ ہر گھر کے جدا اندر حساب
لیک وہ سب نور یک ہی ای جوان * جب کہ دیواریں نہووین درمیان
جب کہ یہہ تن سب فنا ہوجاوینگے * نفس واحد مومنان نظر آینگے
اس جگہہ اشکال ہوتے قیل و قال * یہہ نہین ہی مثل لیکن ہی مثال

فرق بیحد ہی میان جسم شیر * تا بجسم آدمی زادہ دلیر
ایک تو وقت مثال ای خوش نظر * فکر اپنے اسکے جان بازی پہ کر
وہ دلیر آخر مثال شیر تھا * گرچہ جینے مین تفاوت ہی برا
یہہ مثال از روی لاچاری دیا * کیونکہ عالم مین نہین کچھ دوسرا
رات کو ہر گھر مین روشن ہی چراغ * ایک کو دیگر سے ہی بیشک فراغ
وہ چراغ تن ہی اسکا نور جان * بے فتیلہ و تیل روشن ہو کہان
بے فتیل و تیل اسکو کب بقا * یہہ فتیل و تیل ہی آخر فنا
پھر فنا مین سب حواس انسان کے * کیونکہ روز حشر باقی نہ رہے
جان بے حد اور ہمارا نور حس * نہین فنا بالکل مثال خار و خس
لیک مانند نجوم و ماہتاب * محو ہین سارے جب آیا آفتاب
جو جوان مردان کہ دنیا سے گئے * نا فنا لیکن صفت مین گم رہے
ہی صفات حق مین انکی صفات * ہو رہین انجم محو جیون سورج کی ضیات
شاہد قرآن سے من ابی زبون * حق نے فرمایا لدینا محضرون
روح محجوبون کی ہو اندر عذاب * واصلون کی روح خالق کی جناب
اس چراغ حس حیوان سے یقین * یکجا ہرگز نہوا ای مرد دین
روح اپنی ای گرفتار ہوا * انبیا کے روح سے یکجا ملا
کیونکہ نور انبیا ہی آفتاب * ہی ہمارا نور حس شمع و شہاب

ایک مثال ایک ذات تابروز * یک پر شمردہ ہے دیگر دل فروز
جان حیوانی کو چارے سے حیات * اور ہی ہر طور سے اسکو ثبات
جان حیوانی کی بوجھو یہہ مثال * جان ربانی ہی بیشک بے زوال
اور جب شب کو نکلتا ماہتاب * گھر بگھر ہی نور کا اسکے حساب
سب گھرون کے نور کو تو ایکجان * جو تو دیکھتا در ہر مکان
جب رہے خورشید تابان بر فلک * نور کا ہر گھر زمین ہی اسکے جھلک
پھر کہ جب خورشید جان پاوے غروب * نور ہر ہر جان کا جاویگا ڈوب
یہہ مثال نور کیا ہی ہی حسن * رہنمائیر اھو کا راہ زن
وسوسے سے نفس کے وزشت خو * عقل پر لاتا ہی پردے تو بتو
پرو ہای شک مین وہ پہچب کررہا * دیدہ اور اسکا اپنا کھو دیا
نفس کی ہرگز نکر تو پیروی * عقل ودین کو پیشوا کر ای زکی
حق کہا جنت کے سب دیوار و در * بالکہ ہر ہر جہاڑ کے برگ و ثمر
آگہی رکہتے ہیں اور جان دار ہیں * جنتی او اون سے ہم گفتار ہیں
اینٹ و پتھر سے نہین جنت بنا * بلکہ ہی اعمال و نیت کی بنا
جب کسی پر ہو قدم کا نور عیان * بوعلی سے کر سکین اسکا بیان

حکما آدمی کو عالم صغیر اور عرفا اسکو عالم کبیر کہتے ہیں

حکمت ظاہر سے جو بہرہ لیا * آدمی کو عالم اصغر کہا

لیکن اُسکو عارفان کا مان * عالم اکبر سے دیتے ہین نشان
گو بظاہر عالم اصغر ہے تو * پر بمعنی عالم اکبر ہے تو
ظاہراً ڈالی سے پھل پیدا ہوا * باطناً پھل اصل ہے اُس شاخ کا
اس لئے فرمائے حضرت مصطفیٰ * سب میرے پیچھے رہینگے انبیا
اول و آخر مین سب کی مین رہا ہون * رمز نحن الآخرون السابقون
ظاہراً ہون گرچہ آدم کا ولد * لیک باطن مین ہون جانو جد کا جد
سجدہ آدم کو کئے میرے لئے * چرخ پر میرے سبب آدم گئے
بلکہ حقیقت مین ہوئے میرے پدر * جس طرح میوے سے ہے پیدا شجر
فکر اول بعد اُسکے ہے عمل * خاص وہ جو فکر ہے فکر ازل
الغرض یک آن مین ہفت آسمان * فکر کا جاتا پھر آتا کاروان
بھی دراز و کوتہی ہے جسم کو * پاس حق کے کچھ نہین یہ بوجھ لو
گرچہ ہے توشہ بیابان سے دلیل * جب گیا اس راہ مین ہوگا ذلیل
تان بچا تنہا مگر ہمراہ پیر * تا طریقت مین ہو تیرا دستگیر
آخرون کو پوجتے ہین گمرہان * پوج اُسکو جو بنایا آسمان
پوجتے ہین آفتاب اور ماہتاب * عاقبت کرتے ہین کیون اپنی خراب
حق تیرا طباخ سورج کو کیا * احمقی ہے پوجنا اسکو خدا
راہ مین حق کے اگر سیدھا چلے * پوجنے سے تو ستارون کے بچے

جب ستارے پوجنے سے توبہ * آفتاب نیم شب کو پاویگا
شرق اس خورشید کا ہی جان پاک * رات و دن ہی نور اسکا تابناک
آفتاب اگے تیرے اس نور کے * ایک ذرہ سے بھی کم مایہ لگے
یک جھلک اس کیا ہے نور کا * اسقدر تاروں نے جگ روشن کیا
ہی عجب تاثیر جسکی یک جھلک * کر دیا ظلمت کو خورشید فلک
طرفہ بیناگر کہ اسکا ایک رنگ * نور سے اپنے کیا عالم کو دنگ
طرفہ بیناگر کہ اسکا یک عمل * اسقدر بخشا خواص اندر زحل
کیا ستارے کیا جواہر ہای جان * سب اسی انداز پر ہیں کامران
چشم جس سے ہی زبون آفتاب * چشم ربانی سے ہو تو کامیاب
آفتاب اس آنکھ سے ہووے زبون * نور سے ہی نار جیسا سرنگون
آفتاب اس آنکھ سے ہووی خجل * جب نظر کھولیں خداوندان دل
مال دنیا دام دنیادار ہی * ملک عقبی مطلب ابرار ہی
ای اسیر دام دنیائے دنی * نام اپنا تو رکھا شاہ وغنی
بادشاہی ریش پر تیرے رہے * ہی نہین کیونکر تجھے شاہی سجے
تو نہین چاہے کہ داڑھی ہو سفید * وہ پکی جاتی ہی بر عکس امید
جب تجھے داڑھی سے شرمانا ضرور * مت رکھ آگے بادشاہی کا غرور
ہی وہی یک بادشاہ بے زوال * جسکو چاہے دے اسے ملک و مال

لیاب جسکو ذوق سجدے کا ملا * وہ نہین کچھ ملک و دولت مانگتا

بادشاہ روتا ہی کہ ای پروردگار * ملک سجدہ کر میرے پر برقرار

اس جہان کے خسروان مست ہین * بندگی کے ذوق سے واقف نہین

ورنہ ابراہیم ادہم کے مثال * خاک مین پامال کرتے ملک و مال

مہر حق ہی انکے چشم وگوش پر * تا رہے آباد یہہ دنیا مگر

کردیا مرغوب انکو تخت و تاج * جیون شکر شیرین کیا انپر خراج

گنج قارون سا کیا گر جمع زر * آخر اسکو چھوڑ کرنا ہی سفر

دل پہ مال و زر سے تومت داغ لے * مال دیگر سر پہ مازاغ لے

یہہ جہان یک غار ہی تاریک و تنگ * مثل یوسف چھوڑ اسکو بیدرنگ

جب تو اس خندق سے باہر آئیگا * بانگ یا بشری خدا سے پائیگا

حکایت اک مرد درویش کی جنہنے دعا سے انکی آسان ہوا کردین

نقل یون کرتا ہے یک درویش مرد * طالب مولا اسیر سوز و درد

خواب مین مجھکو گروہ خضریان * سبزپوش آئے نظر مین ناگہان

آنسے مین پوچھا کہ ہو رزق حلال * ہی کہان تاوہ مجھہ پر دہال

وہ مجھے بتلائے کوہستان کی راہ * اسطرف جانے لگا ہر صبحگاہ

تھی غذا میرے اسی جنگل کا پھل * تب ہوس جاتی رہی دل سے نکل

دوسری نعمت کی ہرگز آرزو * پھر میرے خاطر مین گذری نہ کبھو

کسب سے مجھ پاس تھے یکدو درم * جیب میں اپنے رکھے ہر دو بہم
صر پر لے لکڑی کا بوجھا ایک فقیر * روبرو جنگل سے آیا بس حقیر
میں کہا دل میں کہ ہے روزی مجھے * وہ درم اس خارکش کو دیجیے
تا کہ یک دو روز کھاوے یہ غریب * بعدہ پھر اسکے جیسے ہوں نصیب
راز میرے دل کا تھا وہ جانتا * کیونکہ دل اسکا مثال شمع تھا
روبرو اسکے خیالات ضمیر * تھا عیاں شیشے سے جیوں شمع منیر
کچھ نہ تھا پوشیدہ اسکے روبرو * راز سب کا جانتا تھا مو بمو
وہ تو آہستہ لگا کرنے عتاب * کچھ زبان سے فکر کر میرے جواب
گرچہ میں فہم اس سخن کو لے گیا * لیکن اسکا دل پہ میرے رعب تھا
شب برھا ہیبت سے آیا وہ نظر * صر سے جب بھارا اُتارا خاک پر
جب زمین پہ اُٹھے ہیزم رکھ دیا * میرے ہفت اندام میں لرزا پڑا
پس کہا درویش اے پروردگار * لکڑیاں ہو جاویں سونا ایکبار
تربت میں دیکھا تو زر تھی سر بسر * مثال آتش کے چمکتے خاک پر
پھر کہا اے کردگار بے نیاز * خاصگان چاہیں نہیں ہیں برگساز
پھر ہوئی لکڑی آ تھا لیکز فقیر * شہر کے جانب گیا مانند تیر
عزم تھا مجھکو کہ میں بھی جاوں ساتھ * تا مجھے ہو جاوے حل مشکلات
پر ہووے دہشت سے میرے پاؤں بند * ماہیان خاصوں سے کم ہوں بہرہ مند

تو غنیمت جان اس توفیق کو * گر تو پاوے صحبت صدیق کو

الصلا ای زمرۂ اہل رشاد * آج ہی حاصل کشاد اندر کشاد

طالبان دولت کے اے ہمرا تم * ہی فتوح اب فتح غیبی پاؤ تم

جو نہین طالب سو پاوے وہ بھی آے * تا طلب کی یار کے توفیق پاے

ہمان او ہم پشت پا دولت پہ مار * تا کہ ہو مالک بقا کا شہر یار

اصل دولت ترک حرص آز ہی * عاشقونکو بانگ سے نا ساز ہی

نالۂ سرنا و آواز دہل * کیا بتاوے لذت عشق ازل

فلسفی کہتے ہین جو ہی یہ صدا * گردش افلاک سے ہمنے لیا

بانگ دور چرخ ہی یہ سب جو خلق * ہے بجاتی ساز اور گاتی ز حلق

مومنان کہتے کہ آثار بہشت * کردئے ہین خوب ہر آواز زشت

ہم تمام آدم کے اجزا ہین یقین * راگ سب جنت مین سن آئے ہین

گرچہ اس عالم مین انکو شک پڑا * پھر بھی کچھ وہ یاد آیا ماجرا

لیک جب ہم تن کے غفلت مین رہے * زیر و بم کچھ وجد و حالت مین سنے

پس غذا ہے عاشقان کی وہ سماع * جس سے پیدا ہو خیال اجتماع

ہو خیالات دل اس سے تیز تر * جلوۂ معشوق ہو زیر نظر

جو ہوا تشنہ سو اسکا کام کیا * حوض کے اطراف پھرنے کے سوا

اے حسام الدین امیر مثنوی * مثنوی سے اب غرض پھرتے ہی

مثنوی کیا ابتدا کیا انتہا * تجھسے ہی جب تو قبول اسکو کیا
التجا تجھسے ہی استمداد بھی * اعتماد شدنست و استعداد بھی
تو نہال اب کا لگایا لطف سے * تو کیا آغاز تو انجام دے
مقصد ان لفظوں سے تیرا راز ہی * نظم سے مطلب تیری آواز ہی
ہے تیری آواز او از خدا * عاشق و معشوق حاشا ہون جدا
بولتا ہون گر جواب لاحول میں * پر بجا لاتا نہ اپنا قول میں
باکہ اس منکر کے ہی وسواس پر * جو کہ اندیشہ میں ہے زیر و زبر
ہے گمان اسکو میرے اشعار سے * دابین سے و دشوار اور انکار سے
تجھکو میرے صدر میں ہی گرز و رو شور * پس سمجھے لاحول کہتا ہی ضرور
جب میرا کہنا تیرا دا باکو * میں ہوا خاموش اگے بول تو

حکایت بسبیل تمثیل کے

تھا بڑا استاد کوئی سے نواز * سے نے بجانے کی ہنر میں سرفراز
ناگہان سے نے پھونکنے کے وقت پر * باد نیچے سے کیا اسکے گذر
کون پرسش ہنا ای رکھا اسنے کہا * گر تو سمجھے سے خوش بجاتی ہے بجا
اس شکایت گر کو تو بد خو نجان * باکہ اس بد گو کو کر بد خو گمان
شیخ کا شکوہ سمجھ حکم خدا * وہ نہیں خصم خصومت نا ہوا
بہہ شکایت ہی فقط اصلاح دین * جسطرح شکوہ کیئے باطن مرسلین

انبیا ہوتے ہیں جسکے بردبار * لیکت سب عاصی ہی امر کردگار

جملہ ذرات زمین و آسمان * لشکر حق ہیں بحکم امتحان

بالکہ ہر ہر جزو اس تن کا تیرے * حکم حق سے دشمنی تیری کرے

جان تیرا ای ترا دشمن قوی * ہی ترا درمیان تیرا ھی

گرچہ اب رکھتے ہیں تیرے سے وفاق * وقت پر ظاہر کرین اپنا نفاق

چشم کو کہدے اگر پروردگار * درد سے پھر لائیگی تیرا دمار

دانت کو فرماے اگر یزدان پاک * درد سے دندان کرے تجھکو ہلاک

جب خدا ہی جزو وکل جان جان * جان جان سے دشمنی آسان کہان

شکار دیو وپری خود چھوڑ دے * دشمن جان ہووین اعضا تیرے

تو تیرے جگر ہمین سرگردان ہی * غیر کی تجھکو گمان نکان ہی

مرغ تو ہی صید تو ہی دام تو * صدر تو ہی فرش تو ہی بام تو

وہی جوہر جو کہ ہو قائم بذات * ہی نمایش عرض کو جوہر کے ساتھ

خانۂ شہوت یہہ ہی عالم تمام * مومنون کافر کا ہی اسمین مقام

مومنان لیکن ہین شہوت پر امیر * ہین سراسر کافران اسکے اسیر

کافران ہین قالب پاکان صاف زر * جب گئے پرکھے یہہ دونو ہی نفر

قالب کالا ہوگیا گھرتے مین جا * زر خالص اگمین رخشان رہا

مثال باتخانہ کے ہی دنیای دون * مرد دنیادار اسمین سرنگون

احمد و بوجہل بتخانہ مین گئے * لیکن اس جانے مین انکے فرق ہے
وہ گئے سجدہ کئے انکو بتان * یہہ گیا سجدہ بتون کو رایگان
روبرو تصویر سنگ و چوب کے * احمقون نے حمق سے سجدے کئے
ساجد و مسجود دونو بے خبر * عقل کا انمین نہین ہرگز اثر
حق کے خاطر جو گیا اپنے سے جنگ * رنگ و بو سے جانکو ہے اسکے ننگ
حق انہین ایجاد جنگ سے بڑھ گیا * نور حق جو ہے وہی اول مین تھا
نور اس کا تیرگی کرتا ہے دور * نور جان مین ہے نہین اسکے فتور
جو ہوا عیسی سے زندہ پھر موا * پھر نہین مرتا جو حق پہ جان دیا
جون سلیمان وسوسے سے ہو بری * تا ترے محکوم ہون جن و پری
دل ترا خاتم ہے اسکو کر جتن * لے نجاوے دیو تا با مکر و فن
لے گیا انگشتری شیطان اگر * جون سلیمان وہ کریگا کر و فر
عقل گر ہے تابع حرص و ہوا * ہے یقین وہ رہزن راہ خدا
جو وزیر و شہ ہین تابع حرص کے * دوزخی دونو ہین بیشک بوجھ لے
وہ کرے شاہی مین اپنے دار و گیر * جسکے ہو ہمراہ آصف سا وزیر
جس کا ہو دستور ہامان شقی * ہر دو جیون فرعون و ہامان دوزخی
ہے لئیمون کو شقاوت مین غلو * ان سے کر پرہیز ہر مقدور تو
عقل جزوی کو وزیر اپنا نکر * عقل کل کو کر وزیر اے خوش نظر

کچھ طلسم و مکر و جادو یا دغا * کب اثر کرتا ہی پر اہل دل
جوہر میں کب تک رہیگا پای بند * اختیار اپنا بھول ای خود پسند
مثل اس ابلیس کے ای زشت خو * حق سے تجھکو جنگ ہی اور گفتگو
باپ سے تو سیکھ آداب ای پسر * ربنا کہہ با ظلمنا بیشتر
خانگاون کو عشق جیون کشتی ہی جان * اسمین آفت کم خلاص اکثر ہی مان
زیرکی کو بیچ لے حیرت کو مول * زیرکی کو چھوڑ تو سے اور کچھ نا بول
نفس زیرک کسطرح کنعان کو * نوح کے طوفان میں ڈالا دیکھ تو
زیرکی دیتی ہی مغروری تجھے * ابلہی لے تا کہ دل ثابت رہے
ابلہی بے مغز ہی مانند پوست * ابلہی دو ہی کہ ہو شیدای دوست
اسطرف سے عقل تیری جاے جب * عقل عرفانی تجھے پھر دیوے رب
عقل کامل جوش ہے تجھکو ادھر * تو ہی تن اور عقل ہی مانند سر
جو کہ بے سر کے ہلاک دم ہی جان * جنبش اسکی جنبش دم ہی تو مان
عالم و ذہن کو بد گہر سیکھے اگر * راہ زن کے ہات ہی گویا تبر
احمقان جب دولت منصب پہ آئین * طاقتان کو شیشہ بر عمر اپنا چھپائین
جب ہوا احمق رئیس و مالدار * مصر سے سر آرتا ہو اسکا کاروبار
مستحقون پر نکرے وہ کرم * غیر مستحق کو دیوے درم
شاہ کو لاوے پیادون کے مقام * قابلون کو کرے شاہان مرام

راستان اور صالحان ہوویں ذلیل * اور ہوں منکر و مکار و بخیل
پس تجھے ای بادشاہ دادگر * چھپا واجب ہی رہزن سے تر
فرض ہی تمکو غزا ای مومنان * تا کہ لیویں چھین مجنون سے سنار

تفسیر سورہ یا ایہا المزمل

حکم مزمل میں فرمایا خدا * مصطفی کمل سے اپنے باہر آ
باہر آ کمل سے اب سرور اں * یہہ جہاں ہی جسم تو جان جہان
تو نہو پنہان بہ ننگ مدعی * تا نہیں رکھتا ہی تو شمع وحی
ان قم اللیل تو ای شمع منیر * شمع کو تو جاگنا ہی ناگزیر
گر نہو ظاہر تیرا نور جمال * روز بھی ہو جایگا شب کے مثال
گر نہو تیری پناہ ار جمند * شیر ہو خرگوش کے پھندے میں بند
نوح ہی تو دوسرا ای مصطفی * پس تو اس دریا میں اب کشتی چلا
رہ شناس یک چاہیے ای بحر اور * خاص اس دریا میں رہبر ہی ضرور
دیکھ اٹھ یہہ کاروان حیران ہی * ہر طرف یک غول کشتیبان ہی
خضر تو اس وقت کا ہی دادرس * ہر کسی مظلوم کا فریاد رس
مثل روح اللہ کے تنہائی نکر * جب کہ تو اس وقت کا ہی دادگر
روبرو اس جمع کے ای شمع دین * ترک خلوت کر دیکھا را د یقین
وقت خلوت یہہ نہیں مجلس میں آ * ہی تو اس اوج ہدایت کا ہما

بدر جب صدر فلک پر ہو رواں * کب سگوں کے بھونکنے سے ہو نہاں

یہہ سگان شوم اپ نیاکو خصال * دیکھہ تیرا ہونکتے بدر جمال

ننگ سے کتونکے پنہاں مت ہو تو * گرچہ بھونکیں کتے ہم آ نصتوا

لے گیا اندھے کو جو نابیس کام * حق کیا ہے اسپہ دوزخ کو حرام

لے چل اس دنیا سے تو ای شہسوار * جوق اندھوں کی قطار اندر قطار

کام ہادی کا یہہ ہے ای رہنما * خاتم آخر زماں تجھہ سے ملا

ماتم اس ایام کا ہو تجھہ سے دور * ذات سے تیرے ہے عالم کو سرور

لے چل آگے ای امام المرسلین * اس جہاں اندھوں کو بالیقین

اب تیرے جانب سے جس دن ہیں گرد * اندکا میں کا تو نگہ سر توشا دره

جب تو اسرافیل ہی اسوقت کا * حشر کے آگے قیامت کر دکھا

جو قیامت کا کرے تجھہ سے سوال * کہہ قیامت میں ہوں بتلا دے مثال

جو نہیں ہے اہل ان اذکار کا * بس جواب احمق کا خاموشی بھلا

جب جواب احمقاں ہی خامشی * کیا غرور اتنی تجھے محنت کشی

بیان اس حدیث شریف کا ان اللہ تعالی خلق الملائکۃ والبہائم وبنی آدم یعنی
پیدا کیا اللہ تعالی نے ملایک اور جانور اور بنی آدم کو

ہے حدیث اندر کہ عالم میں خدا * تین فرقہ خلق کو پیدا کیا

پاک ملایک ہیں ہر پاعقال وجود * وی نہین کچھ جانتے غیر از سجود
آنکو نا شہوت ہی نا حرص و ہوا * نور مطلق محو عشق کبریا
دوسرا فرقہ ہی دانش سے تہی * گھاس کھا پیدا کیا ہی فربہی
غیر دانے گھاس کے یہہ جانور * ہیں شقاوت اور شرف سے بیخبر
تیسرا ہی آدمی زادہ بشر * جون ملک آدہا اور آدہا ہی خر
وصف حیوانی ہی مایل خاک پر * وصف ملکی سے لے آرسے افلاک پر
وہ دو قوم اول کے ہیں آرام مین * یہہ بشر حیران ہی اپنے کام مین
یہہ بشر پہر کہ ہووے ہیں تین طور * صورت آدم ولے سیرت مین اور
یک جماعت محو مطلق ہو رہے * شان عیسی جا ملایک سے ملے
صورت آدم کی ولے مثل ملک * پاک شہوت سے ہیں وی بے شبہہ و شک
اسقدر زہد و ریاضت مین ہیں شاد * تو کہے گو یا نہین آدم نژاد
قسم دیگر مثل حیوانات کے * شہوت و حرص و ہوا مین گہر رہے
محض خشم و شہوت مطلق ہیں وہ * خود خرد نکے ساتھہ جا ملحق ہیں وہ
حیلہ و مکر و دغا جو ان سے ہو * ویسا حیوان سے نہو تم بوجہہ لو
سیکہتے ہیں یہہ قوم علم ہندسہ * ہیئت و طب و نجوم و فلسفہ
علم حق کے راہ کا اور دین کا * پاس انکے معتبر کمتر ہوا
جبکہ استعداد حیوان کو نہین * حظ حیوانی کا اسکو ہی یقین

لیک یہہ انسان حیوانی صفت * بہہ کے شہوت میں گنوائی معرفت
جبکہ ہیں انسانیت سے بیخبر * جو غذا یہہ کہا دین سو ہی مغز خر
جس غذا سے عقل ہوتی تیز تر * وہ غذا دے عقل کو انکے ضرر
انکو جانب شر کے لیجاتی ضرور * ہوتا نادانمین حیانات و شرور
تیسری جو قسم ہے انسان کی * کشمکش میں رات دن حیران رہی
ایک جانب ہی کہ جاوے عرش پر * یک طرف اسفل کے مایل مثل خر

چالش عقل ناقص کی مانند کشاکش مجنون کے ای ماتھہ
ناقہ کے کہ میل مجنون کی طرف لیلی کے اور ناقہ کی طرف
کرے کے میل مجنون بسوی حرہ و میل ناقہ بسوی کرہ

ایکدن مجنون نہایت ہو بیقرار * جانب لیلی ہوا ناقہ سوار
ہانکتا ناقے کو لیلی کے طرف * وہ طرف بچے کے ہوتی منحرف
وہ ادہر کو زور کرتے یہہ ادہر * کشمکش دونومین تھی بایکدیگر
ایک تھا دیگر کا گویا راہزن * جان ہے گمراہ جو محکوم تن
جان کو ہی عرش پر جانیکا شوق * تن کو ہی لذات نفسانی میں ذوق
عشق مولا کا نہیں لیلی سے کم * عشق میں مولا کے ہو ثابت قدم
گر ہو آپس میں یہ دونکا تو شکار * بعد پہری دیکہہ ہیں وہ خوار زار
نار نیفن جو تیرا دل سے گئیں * دیکہہ تجھو رستے دن میں دور ہیں ہیں

ہے یہی عالم کے ہر ہر جز کا حال * اول و آخر ہی پوچ و پایال
فضل مردوں کو نہیں عورات پر * از رہ قوت ہو یا کسب ہنر
بلکہ ہے از روی دانش ای امین * زن سے دونا مرد ہی انجام بین
ہیں جہان میں غیب کے آواز دو * کونسی آواز کا طالب ہے تو
یک صدا سے اتقیا ہیں فیضیاب * دوسرے سے اشقیا ہوویں خراب
کافروں کو کفر میں ہوئیگا غلو * مومنوں سے آتی ہے ایمان کی بو
اہل دنیا اور دنیا سے نہ مل * بیوفائی میں ہیں دونو ایکدل
وہ جہان اور اس جہان کے ساکنان * باوفا ہیں اور وفا میں کاملان
اول و آخر سمجھ کے کام کر * مثل شیطان کے نہو تو کور دکر
مصطفی فرمائے احمق ہے عدو * بلکہ رہزن اس سے ہرگز مل نہ تو
مرد عاقل دوست میرا ہے تو لے * دوستی کر اس سے جو عاقل رہے
عقل ایمانی ہے مثل بادشاہ * شہر کو دیکے رکھے ہر دم نگاہ
گر سپہ سالار لشکر کا نہیں * جسم بے سر کے سمجھ لشکر کے تئیں
تن بغیر از سر کے زندہ کب رہے * عقل ایمانی کو ای جان سیکھ لے

حکایت بایزید کی جو بیخودی میں اپنے کو حق کہا اور
دوسرا احوال جو اسکی بعد گذرا

بایزید اپنے مریدوں پاس جا * یوں کہا آ ہوش تو میں ہوں خدا

بیخودی میں بولے یوں وہ ذوفنون * لا الٰہ الا انا ہا تعبدون
یعنی میں حق ہوں کرو سجدہ مجھے * وہ مریدان سنکے حیران ہو رہے
جب کہا وہ حال اور آئی خبر * سب نے دی اس حال کی انکو خبر
بس کہا تھا یہ جائز نہیں * کب روا رکھتے ہیں اسکو شرع دین
حق منزہ تن سے ہی مجکو بدن * ماریو پھر گر کہوں ایسا سخن
پھر کہوں تو کاٹیو میرا گلا * قول میرا تم سے واجب ہو گیا
بیخودی سے پھر ہوئے جب مست وہ * پھر کئے آغاز اکلی گفت و گو
عقل کو حیرت کرے زیر و زبر * بول اٹھے آگے سے بھی سخت تر
جب نہیں جبے میں ہے غیر خدا * تو کہاں ارض و سما میں ڈھونڈھتا
وہ مریدان تھا دیوانے ہائے * تیغ و خنجر سے لگے سب مارنے
جن نے ماری تیغ انکی سر اوپر * مرگیا وہ بھوت اسکا فر سر
جو چلایا انکی تھا گردن پر وار * کٹ گئی گردن مرا ہو خوار زار
جسنے خنجر سے کیا سینے پر ضرب * مرگیا وہ آپہی با رنج و کرب
تھا نہیں انکے بدن پر یک نشان * خود مریدان ہو رہے لوہو لہان
جب کو تھا احوال سے انکے خبر * وہ نہیں جرات کیا اس کام پر
شب گذر کر جب ہوا روز آشکار * گھر بگھر روسکے زار و نزار
روبرو انکے ہزاروں مرد و زن * جمع ہو بولے کہ ای شاہ زمن

گر تمہارا ین تن انسان تھا * خنجر و شمشیر سے ہوتا فنا
بیخودی سے جب ہوا ہو خود دوچار * کیوں نہ ہو با خود خودی سے اپنے خوار
بیخودوں پر مارتا ہے جب تو تیغ * مارتا ہے آپ کو تو بیدریغ
جب کہ بیخود مرگ سے ایمن ہوا * اپنی میں تا ابد ساکن ہوا
پس وہ آئینہ ہے نقش اُس کا فنا * نقش تیرا تو خود اُس میں دیکھتا
پس تو آئینے کو ماریگا اگر * مارتا تو آپ اپنے نقش پر
جب تو آئینے پہ تھوکے ای فلان * تو تیرے پر تھوکتا ہے بے گمان
نیک سے یا بد ہر دو تیرا ہے ظہور * جب تو دیکھا اُس میں ظلمت یا کہ نور
وہ نہ ہے تا وہ وہ سادہ ہے نشان * تجھکو تو ہے دیکھتا اُس میں عیان
جب یہاں پہنچا قلم گو نگا ہوا * جب یہاں آیا قلم کا سر کٹا
جب یہاں تک بات کا پہنچا قدم * لب ہوئے خاموش اور ٹوٹا قلم
گر جو قرآن ایسا سے پیغمبر کے تھا * جو کہ حق سے نہیں کافر بنا

بیان یہہ کہ عقل کامل رہبر ہے وہم ابتر کی

اور شہوت و حرص ضلالت ہے عقل کی

پھر عاقل ہو جائے سب مکر و کید * وہ نہیں مرشد جو ہو ڈاڑھی سفید
کیوں کہ تھا ابلیس بوڑھا اور بڑا * لیک جب بے عقل تھا راندا گیا
جو ہوا تقلید کے پردے پار * آپ ہی حقیقت آشکار

قاضیان جو ہیں چشم ظاہر بین * ظاہر احوال پر فتوی دیئے
وے منافق ہیں جو ظاہر بین رہے * قتل مومن کا پنہانی کیئے
سعی کرتا ہو تو پاہر عقل دین * اور مثل عقل کل ہو غیب بین
عقل وہ تیری جو ہو روشن ضمیر * قافلے کا اسکو بولا جای امیر
جسکو آدہی عقل ہو وہ بھی بھلا * کیونکہ وہ عاقل کو بہتر جانتا
خر ہی وہ جو عقل سے بالکل ہی دور * عاقلون سے وہ رہے دایم نفور
ہی تواضع اسکو نادانون کے سات * وہ کرے دانا سے مغروری کی بات
پہر تکبر احمقون سے تھا بھلا * ای گدھے سے راہ کیون اتنے چلا
ناک سے تو سونگھ خوشبو پھول کی * سونگھنے کو نے تری مقعد بنی
عزم کر دریا کا چھوڑ یہ آب گیر * ہان نہو گرداب غفلت مین اسیر
ضد شہوت عقل ہی ای بھولیان * بند شہوت مین ہیں رہتے جاہلان
دشمن ہی فرعون عالم سوز کو * عقل ہی موسی جان افروز کو
جیسکے ہیں اطوار گرگ و خوک سے * بدگمانی وہ ہر رگون سے کرے
جب تجہے ہووے کبہی دوار سر * اس تجہے پہرتا نظر آتا ہی گہر
جب کبہون کشتی پر تو ہوتا سوار * دوڑتا آتا نظر دریا کنار
جب کبہی تو تنگدل غم سے رہے * تنگ تر دکھلائی دے عالم تجہے
جب رہا تو خوش بکام دوستان * دیکھتا آباد ہی سارا جہان

دیکھ تجھ مین مجھ سے یکدم ای عزیز * غیب کی تا تجھکو حاصل ہو تمیز
تاکہ تو ہووے یہ اپنا ننگ و نام * عشق اندر عشق دیکھے والسلام
اس بدن سے تو لے جب پاوے نجات * سب ترا تن چشم ہو با نور ذات
راست فرمائے رسول انس و جان * مو بمو ہین چشم یا مر عارفان
چشم روشن جسم کو اول تھے * باپ مین بچہ ہی مثل گوشت کے
چشم روشن ہین نہین حربی کے سات * خواب مین بے چشم دیکھے کائنات
کب ملاقہ نور کو حربی سے تھا * نسبت اسکو خالق مطابق دیا
نسبت ان جسمونکی انکی اصل کو * سب کم و بے کیف ہی خود او جہاو
خاک سے پیدا ہوا ہی آدمی * کب اسے ابا باپ سے نسبت ہی
گر ہی نسبت ہی وہ بیچون و مثال * عقل سے معلوم کرنا ہی محال
گر ستون کے دیدۂ دل وا تھے * پس وہ کیون رویا نبی کے ہجر سے
منکر ہوتے گر نہوتے دیدہ ور * کیون گواہی نا ہین دیتے حجر

بیان ریاضت یعنی نفس تورنے اور حسد چھوڑنیکا

شاہ کو لازم ہی سیکھے خوی حق * قہر پر تا ہووے رحمت کو سبق
تا غضب غالب نہو شیطان مثال * ہووے حق غربا کا جس سے پایمال
پر مخنث سا نہو یا لکل حلیم * تا نہووین اقویگی مین مستقیم
ہو مراقب گر تجھے دل چاہیے * تا تجھے ہر کام مین نیکی ملے

گر زیادہ اس سے ہمت ہی تجھے * کام تیرا اس سے پھر آگے بڑھے
گرچہ تو ناداں میں سب بے نور تھا * صیقل اس سے نور کو بخشی جلا
عقل کا صیقل دیا حق نے تجھے * عقل سے ناد کو تو روشن کرے
کب تلک تو بھاگتا ای بے شعور * نور سے جیوں بھاگتا ہے موش کور
بھاگنے سے کر تو آگے احتراز * فضل سے حق کے در توبہ ہی باز
توبہ کے ابتک ہیں دروازے کھلے * کام اپنے عاقبت کا سوچ لے
مژدہ کب بے کام کرنے کے ملا * لیس للانسان الا ما سعیٰ
جسنے کی کوشش سو اجرت پائیگا * جسنے کوشش کی نہ وہ پچھتائیگا
ہر گھڑی گھٹتا ہی یہہ تیرا بدن * جتنا تانیگا بڑھیگا پیراہن
ہی تو نسل بادشاہ نامدار * پارہ دوزی سے نہیں کیوں تجھکو عار
کیا نہیں کچھ شرم تجھکو ای دلی * چھوڑ دے یہہ پیشہ پارہ دوزی
کافران ہیں جنس شیطان شوم * وہ گئے شیطان سے حاصل علوم
ہے ہزاراں خوبی پیدا میں نہاں * عقل سے مہجور دل سے بدگمان
کیونکہ ہر بدبخت موذی بد دماغ * غیر کا چاہے نہیں روشن چراغ
سیکھہ ان لوگوں سے یہہ کینہ حسد * خلق کو چاہے نہیں مالک احد
سیکھہ ای مجہول علم معرفت * فضل سے اور انکے بیمار شکست
مرض کی یعنی حسد کی تو دوا * مانگ ای حاسد کہ تا دیوے خدا

وہ شراب حق عجب تریاک ہی * مست اسکا دو جہان سے پاک ہی
عقل کو ہی وہ شراب معرفت * دولت جاوید ہی اسکی صفت
بادۂ دنیا سے مت ہو مست تو * مست حق عینی وخراب مست جو
جو پیا یک جرعہ دنیا کی شراب * ایکدم شادان ہی وہ خانہ خراب
بعد یک ساعت کے ہی وہ زہرمار * جان کو اسکے کریگی خوار و زار
خضر نے کشتی کو توڑا اسی لئے * تا کہ کشتی ظالمون سے بچ رہے
پس ریاضت سے تو اپنے تن کو توڑ * لے فقیری کر کشی سے منہہ کو موڑ
واسطی گردن کشون کے ہی قہر * عاجز و بیچارہ ہووے باخطر
جسکو ہی مغروری ما و منی * سرنگون آخر گریگا وہ دنی
جسقدر ہوگا تکبر مین غلو * اسقدر ہو عاقبت پامال تو
پس غریبون کو نہ دے آزار تان * قہر سے حق کے نہو تا خوار تان
آدمی نامرد وقت کارزار * خوف سے کرتا ہزیمت اختیار
وہ جوان مردان بھی ڈر سے جائینگے * دشمنون کے فوج پر حملہ کرے
قہر جب کرتی ہی ماںچہ آپ پر * وہ پکڑتا دوڑ کے ماں کی کمر
مان اگر مارے تو پھر روتا ہوا * دوڑ کر لیتا اسی سے آسرا
غیر سے ہرگز نہین چاہتا مدد * خوب ہوا انجام اسکا یا کہ بد
پس خدا سے کر تو اپنی التجا * غیر سے ہرگز نہ مانگ اسکے سوا

ہی کرم فرما خداوند کریم * ہمت شاہان کہان پاوے لئیم
غیر کو حق کے کیا ہون بھول میں * تار ہون اللہ کا مقبول میں
جسکو عین لطف سمجھے ہیں عوام * عاشقون پر قہر ہی وہ لاکلام

روح حیوانی وعقل جزوی خیال ظاہر ہی

اور روح وحی پہل کامل مخفی ہی

عقل جزوی روح حیوانی تیری * اور خیال ووہم تیرا ہی اخی
یہہ ترے آثار سارے ہیں عیان * عقل کل روح وحی اسمین نہان
جسطرح ہی دودہ مین روغن خفی * عقل کل اور روح باقی مختفی
سالہا جون دودہ مین پیدا وفاش * روغن جان اسمین ہی فانی ولاش
جب ملے راہبر کوئی صاحب کمال * دودہ سے بتلاوے روغن کو نکال
جب تلک پیدا ہووے راہبر * تب تلک ظاہر نہین اسکا اثر
جسکو تو موجود دیکھے سو فنا * جو نہین دیکھے اسی کو ہی بقا
جب کہ تجھے راہبر مل جایگا * تب تجھے تو کون ہی بتلایگا
سر حق کو جاننا آسان نہین * آپکو پہچاننا آسان نہین
انبیا اور اولیا کا ہو نفر * بعدہ تو دیکھے تیرا اثر

نقل اس شاہزادے کے جسنے بعد ترک

مجازی کے دولت حقیقی پائی

تھا کہین یک بادشاہ کامگار * باطن و ظاہر ہنر مین استوار
اسکا یک فرزند تھا روشن جبین * حسن اسکا رشک حسن حور عین
خواب مین اس شہ نے دیکھا ناگہان * مرگیا فرزند اسکا رایگان
جب ہوا بیدار پائی یک نوید * پہل دیا گویا اسے شاخ امید
دل مین یون سمجھا کہ شادی کا سبب * تھا وہی غم جو دکھایا مجھکو رب
خواب مین خندہ اگر تم دیکھیو * اسکے تئین ماتم کہا تعبیر گو
پس کہا شہ جب کہ وہ گذرا الم * چاہئے شادی کرین لڑکے کی ہم
زاہد یک صالح جوان پاک تھا * اسکی لڑکی نامزد اس سے کیا
جب کیا زاہد سے اسکی دوستی * غور نئین اس شہ کے پائین اگہی
مادر شہزادہ سنکر یہ خبر * شاہ سے بولی کہ ای والا گہر
شرط خویشی کی نہین لایا بجا * جا گدا کے گھر مین تو خویشی کیا
وہ گدا ہم بادشاہ نامور * تو بجائی سے کیا ایسا مگر
شہ کہا مت بول تو اسکو گدا * جو کہ ہی صالح وہی ہی بادشاہ
جو امیران ہین اسیر حرص و آز * ہین فقیران سربسر بے برگ و ساز
بندۂ شہوت ہو گر شاہ امیر * ہی حقیقت مین وہی بدتر فقیر
لیک برعکس اسکو سلطان بولتے * جسطرح کافور زنگی کو کہے
بادشہ کہنا نہین اسکو حلال * جو رہا پابند حب جاہ و مال

بس کیا شادی پڑھی ہی جاوے * مشتری کو ہمقران اس ماہ سے
حسن میں تھی ایک قیامت وہ پری * حور بھی کرتی تھی اسکی چاکری
چہرہ اسکا آفتاب صبح گاہ * پھر ملاحت سے نمک مانگے پناہ
حسن اسکا پاک پاک آفاق تھی * پھر شرافت میں بھی اپنے طاق تھی
شاہزادہ دیکھ ایک بو رہی حیرتیاں * عشق میں اسکے لگا کرنے وہ میل
شاہزادہ چھوڑ دیسی حور کو * لگ رہا جا ایک شب دیجور کو
وہ نہیں زن ماکہ تھی ایک بھوتنی * شاہزادہ کی کرے تھی رہزنی
بھوتنی جادوگری میں طاق تھی * زن نہیں ایک قحبۂ آفاق تھی
بھوتنی قحبہ کی صحبت کے سبب * شاہزادہ ہو رہا تھا جاں بلب
ایک برس تک شاہزادہ بیخبر * پاؤں پر اسکے ملے تھا اپنا سر
شاہ پر عالم شب دیجور تھا * ایک شہزادہ نہایت مسرور تھا
شاہ دور سا دیکھ کر بیٹے کا حال * باپ پر پڑتا تھا بیٹا بے ملال
شاہ بیچارہ ہوا اس نادان کے سات * روز شب دیتا تھا قربان و زکوة
رات دن فریاد آہ و زاری کی * حق نے تب اسکے دعا مقبول کی
ایک جادوگر بڑا استاد کار * شاہزادے کا کہیں سن اشتہار
چل کے آیا دور سے شہ کے حضور * شاہزادے سے کیا وہ سحر دور
جب ہوا مسرنج و بیماری سے چاق * اس بڑھی قحبہ کو دی اسنے طلاق

بھوتنی غصے سے کہا کر پیچ و تاب * مر کے دوزخ کو گئی پئی عذاب

تب ملا وہ جا عروس ناز سے * دل لگا یا اُس مہ ممتاز سے

بعد وہ باپ کے خدمت میں جا * معذرت چاہ زمین بوسی کیا

شہ نے بعد یک سال کے پوچھا کہاں * وہ تیری معشوقۂ دیرین کہاں

شاہزادے نے کہا اُنکار سے * میں ہوا بیزار اس مردار سے

اب مجھے بخشا خدا اور سے ور * ہو گیا ہوں اُس بلا سے بد سے دور

اب مجھے بخشا خدا آب حیات * اس پری قحبہ سے میں پا یا نجات

جب ہوا مومن طریقت آشنا * نور پایا ترک ظلمت کو کیا

ای ہمہ پیشات وہ شہزادہ ہی تو * بھوتنی دنیا نہ مل اُس سے کبھو

بھوتنی دنیا ہی جادو گر جنجال * مرد کو جادو سے کرتی پائمال

رنگ و بو بنا کے وہ قحبای پیر * مکر سے کرتی ہی مردوں کو اسیر

اپنی جادو میں بہت ہوشیار ہی * عقل اُسکے مکر سے لاچار ہی

عقل اس مشکل کو حل کرتی اگر * انبیا کو حق نکرتا راہبر

ڈھونڈے کوئی راہ بر عقدہ کشا * راز دان یفعل اللہ ما یشا

جب تلک تو ہی اسیر پیر زال * وہ عروس دین تجھے ملنا محال

پس وصال دین ہی دنیا کا فراق * جان ہی بیمار جب تک تن ہی چاق

شب تجھے دنیا کے دوری سخت ہی * دین سے جو دور ہی بد بخت ہی

تو نہین دنیا سے ہو سکتا عبور * جب ہی گر ہو خدا سے اپنے دور
آنکھ دم دیکھے اگر نور خدا * جان و تن کو آگ دیوے ہی لگا
یہہ جہان دیکھیگا تو گھر سے باہر * جب تو دیکھے قرب حق کا کر و فر
چھوڑ کر ہستی کو اپنے بھول جا * تب تجھے ہات آیگی حق کی بقا
جب تو اس رخسار کی دیکھے جھلک * پھر تجھے سجدہ کرین جن و ملک
کر طلب ہر دم فروغ حسن یار * ہان نہو قانع بچمن مستعار
مین دریا مین تو پیاسا خشک لب * دھوپ سے کرتا ہے پانی کو طلب
گر کہین تو دور سے دیکھے سراب * اس کو پانی جان کر تا اضطراب
تشنہ لب پانی مین ہے تو نا امید * آب اقرب منہ من حبل الورید
بادشاہی ہے غلامی دوست کی * بندگی حق کی ہے شاہی سے بھلی
دیو ہے تو گر انا خیر کہے * خود نمائی شان شیطان بوجھ لے
گر خودی کا ہے تجھے سودای خام * تو خدا سے دور تر ہے والسلام
پس نہو مغرور اپنے بود پر * ڈھونڈ لے جلدی سے کوئی راہبر
موزہ دوز سے اگر ہے تجکو عار * ہان مبادا تو نہو آگے چمار
بندگی پاپیرونکی کمتر بوجھ مت * عشق حق کے جیتو شیطان صفت
تو تکبر مین غلو اتنا نکر * یہہ تکبر ہان مین ہو زیر و زبر
جو کہ ہے انجام بین مستوار * عشق سے اسکو نہو یکدم قرار

سر مرا اپنا خاکِ پا کو نکو بنا * تا کہ چشم دل کو تیرے ہو جلا
وہ بزرگی تجھ کو بخشیگا خدا * تا کہ ہو آسمان جہان تابع ترا
حق دیا ہی خاک کے پتلے کو تاب * ہی جہان گیر میں وہ جیون آفتاب
رکھ خدا سے التجا ہر بات میں * تا نہ ہو منزل تیری درکات میں

یہہ مناجات نفس کے تنبیہ میں ہی

بول اپنے تئیں اتھا ای کردگار * معصیت سے ہم کو مت رکھ شرمسار
تجھ سوا ہم ای خدا کس پاس جاین * تو نہیں چاہتا تو ہم کس کے کہاین
اُس خودی میں ہی تجھے مستی حلال * جس میں ہی ذات صفات ذو الجلال
بندگی میں حق کے باندھ اپنی کمر * تا کہ ہو فربہ ہوے پا کر و فر
نفس ہی فرعون اُسے کر مت سرمست * تا نہ ہو مغرور وہ کافر صفت
گرچہ رووی یا پکارے زار زار * وہ نہ ہو آخر مسلمان ہوشیار
تن کو تو فربہ نکر بکری مثال * تا کہ نا ہو جای خون تیرا حلال
خواب غفلت ہی یہہ دنیا سر بسر * اس میں تو غافل نہ ہو ای بے ہنر
گھر رہا یک شہر میں ساری عمر * سو رہی پر اُس کو بھولے سر بسر
خواب میں جب شہر و صحرا دیکھتا * بوجھتا شہر قدیمی ہی میرا
شہر کا اپنے نہیں کرتا خیال * خواب میں ایسا رہے گا میرا حال
روح اپنی ہی مقام اپنے کو بھول * کیا عجب اس خواب میں ہو گر ملول

یہہ بیان آدمی کے پیدایش اور منزلون کی ابتدا کا ہے

آدمی تھے اصل میں اول جماد * پھر نباتی مین گئے اُسکے نہاد
سالہا وہ جماد تھا پا گھاس نبات * بھول بیٹھا سب جمادی پن کی بات
پھر نباتی سے ہوا حیوان جب * وہ نباتی پن بھلایا اُسکو سب
لیک تھوڑی رغبت اسکو رہ گئی * باغ و بستان کے تماشے میں کی
جسطرح بالک نے کہ دودھ کی ماں طرف * وہ نہ بوجھا میں ور رغبت یکطرف
جزو عقل اُسکو دیا وہ عقل کل * وہ مثال سایہ ہی یہہ شاخ گل
سایہ جب فانی ہو شاخ گل کے بیچ * پس کرے معلوم وہ میل سبیچ
پھر وہ حیوانی سے انسانی لیا * خلعت انسان اسے خالق دیا
اسطرح ہر ہر مراتب سے گذر * اب ہوا ہی عاقل و دانا مگر
کچھ خبر اُسکو نہ آن احوال سے * پھر بدل جانا ہے عقل و حال سے
جای جب یہہ عقل اور حرص و طلب * سو ہزاران عقل دیکھے بوالعجب
جسطرح سوئے سے پھر سے جاگے بات * آسکو اس نسیان سے پھر ہووے نجات
خواب سے پھر اسکو جب جگو پائے * پھر اسے سب تن کے کام یاد آئینگے
مرنے کے بعد جان سمند * اپنے قالب پر کرینگا ریش خند
کیا سبب میں خواب میں بدہوش تھا * اس تن فانی سے ہم آغوش تھا
کیا سبب اسکو نہیں جانا خیال * وہ مرا سر خواب تھا ور تھا خیال

زندگی اپنی خیال و خواب جان * خواب کو اُس کو نکر ہرگز بیان
ناگہان جب آ گئی صبح اجل * جاینگے یہہ سب خیالات وغل
ہنس پڑیگا یاد کر اپنا وہ غم * جب نظر آوے اُسے وہ غم بہم
خواب کے افعال تیرے سر بسر * جاگنے پر تجھکو آوینگے نظر
زندگی کے خواب مین جو کچھ کیا * حشر مین تجھکو بتاویگا خدا
خواب دنیا مین کیا جو کام تو * جاگنے پر آوینگے سب روبرو
پس تیرا خندہ ہی رونے سے بتر * اس جہان مین تو کیا ہی بد اگر
اس جہان کی گریہ وزاری تیری * جاگنے پر بوجھ ہی وہ سب خوشی
یہان پہ یوسف کو اگر مارا ہی تو * بھیڑیا بن کر اُٹھیگا روبرو
یابیاک افعال تیری گرگ ہو * پھر سے پھاڑینگے تیرے ہر عضو
قتل ناحق بعد مرنے کے تیرے * مت سمجھ گردن پہ تیری مار ہے
یہان قصاص اس قتل کا امکان ہی * وہان اگر ہو تو بلائے جان ہی
کیونکہ اس عالم کا جینا ہی اُدھار * زندگی ہی آخرت کی پایدار
حق کہا دنیا مثال لعب ہی * انتقام اُس آخرت کا صعب ہی
عیب رکھہ اپنے پہ مت رکھ دین پر * دین کا سب کام حکمت ہی مگر

بیان اس امر کا کہ جمع کے تفرقے نہین رہینگے

جب تلک تو دور خالق سے رہا * تب تلک ہی جان پر تیرے بلا

نور ربانی ہے تو ای جان جان * خلق کردہ ہے ظلمت و وہم و گمان
جب ہوا نزدیک تو دولت ملی * عشق میں حق کے نکر تو کاہلی
تخت پر جب بیٹھتا ہے بادشاہ * چو طرف گھیرے کھڑے رہتی سپاہ
نیزہ و شمشیر اور تیر و تبر * دیکھ کر بیتا ہے شبرو نکا جگر
پھر کہ جب ہوتی ہے انکو بزم خاص * کب وہاں ہووے مہابت یا قصاص
بلکہ تمام اور لطف رحمت ہے بجوش * وہاں نہیں غیر از صدای نائے نوش
رنج کب ذرہ سے پاوے آفتاب * شمع پروانہ سے کب دیکھے عذاب
فرق اٹھ جاوے اور شرک دوئی * عالم وحدت ہے وصل معنوی
ہووسے ہی وہاروں رہیں زیر و زبر میں * ایک ہو مانند شیر و انگبین

پانچواں دفتر مثنوی شریف کا

شریعت مثال شمع کے راہ بر ہے اگر شمع نہووے راہ نظر نہ آوے جبکہ تو نے راہ پائی اور چلا چلنا تیرا طریقت ہے اور منزل مقصود پہنچنا حقیقت ہے اور جب کہ ظاہر ہو وہیں حقایق شریعتیں فانی ہو وہیں جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے جو کہ منزل کو پہنچے اسکو جستجو کرنی راہ نما کی بد ہے اور جو شخص کہ مبتدی ہووے تو ترک کرنا راہ نما کا قبل پہنچنے منزل کے مذموم ہے حاصل یہہ کہ شریعت مثال علم کیمیا سیکھنے کے ہے

اور طریقت مثال استعمال کرنے دوا کے اور تانبے کے اور حقیقت
مین گویا اثر دوا کا ہی کہ وہ تانبا زر ہوتا ہی مگر کیمیاگر اپنے علم کیمیاگری مین
خوش ہین اور عامل کیمیا کے اپنے عمل پر مسرور ہین اور حقیقت
جاننے والی اپنے سونا ہونے اور عمل کیمیا سے فارغ ہونے پر
شادمان ہین حق جل علا شانہ فرماتا ہی کل حزب بما لدیہم فرحون یعنی
ہر فریق ساتھ اس شی کہ پاس انکے ہی خوش ہین شریعت علم
ہی اور طریقت عمل ہی اور حقیقت پہچاننا اللہ تعالی کے طریق کا
فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا یعنی جو کہ خواہش کرے
تجلی کی اپنے رب سے پس فرماؤ اسکو ای میرے حبیب کہ اختیار
کرے راہ نیک یعنی اللہ تعالی اور اسکے حبیب کے فرمان بموجب
چلنے والا نہ کبھو اسے وصال الہی حاصل نہوگا وصلی اللہ علی خیر خلقہ
محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

ای حسام الدین شہ روشن نہاد * جگ کے استادون کا توہی استاد
گر نہوتی خلق محجوب وکثیف * یا نہوتی خلق سب تنگ وضعیف
مدح تیری دیتا ہیرے داد سخن * ڈالتا کچھ اور بنیاد سخن
لیک لقمہ باز کا صعوہ نہ کھائے * اونٹ کا بوجھ گدھا کیونکر اٹھائے
مدح تیری کیا کرون قیدی سے جا * مجمع روحانیون مین ہی سروا

آدمی کے تن میں ہیں کے وصف چار * عقل کے دشمن ہیں چار و نابکار
چار مرغ اس عقل کے ہیں راہ زن * امن ان رہزن کو مت دے جان من
تو خلیل حق کا رتبہ چاہے گر * چار مرغ راہ زن کو ذبح کر
بہ صفت چار و ہیں جیوں مرغ خلیل * بسمل انکا جان کو دیوے سبیل
جبکہ ان چاروں سے تو پاوے امان * ہے خلیل تو خدا کا بیگمان
چاہئے تجھکو اگر عمر ابد * ذبح کر یہہ چار مرغ خوی بد
پھر انہیں دوسری طرح سے زندہ کر * تا نہ پہنچے بعد ان سے ضرر
وہ ہیں بط طاؤس اور زاغ خروس * ہیں گویا یہہ چار خواہش در نفوس
حرص بط ہے خواہش شہوت خروس * جاہ جیوں طاؤس و زاغ ہے چاپلوس
ہے بطنچ کو صبح سے لے تا شب * حرص نان و آب والے کی طلب
چونچ سے بط خشک و تر میں بالیقین * حرص سے کھووے خزانہ در زمین
وہم ہر اسکو ہے جستجو * ذکر اسکا ہے کلوا و اشربوا
مثل یغماچی کے وہ غارت کرے * جلد جلد اپنا نکو اپنے بھرے
حرص میں روٹی کے تو ہو مت اسیر * حق کہا بندو نکو فاتکوا کثیر
جانتا ہے طفل یکروزہ طریق * تا نہ روؤں میں ہو دایہ شفیق
تا نہ روی طفل کر بار دگر * کب پلاوے دودہ دایہ ای پسر
نان کا عاشق ہو تو اسقدر * جای تیری آبرو تا نان پر

تازگی تن کی سدا جان ہی * جان کا گھٹنا ترا نقصان ہی
تن گھٹا اپنا تو در راہ خدا * اسکی مولا سے جزا تو پایگا
یون تجھے شیطان ڈراوے ہر زمان * اپنے تن کو مت گھٹا تو رایگان
کیون کے گر گھٹ جاے تن پچھتایگا * ہو پشیمان بعد مر جایگا
مکر سے دیتا ہی یون تجھکو دغا * جیون فریب آدم کو دانہ سے دیا
غفلتان کو کر غفلتان سے غافلان کے یار * مشورت سے کرتو اپنا کاروبار
یہہ جہان یکدم ہی جا اس سے گذر * مکر سے شیطان کے پرہیز کر
قبلہ جانا کو کیا ہی جب نہان * اپنے اپنے طرف ہی ہریک روان
ہی کوئی جویاے عزت در جہان * اور کوئی فکر معیشت مین روان
جانب شہوت کسیکا ہی نیاز * کوئی ہی گانٹ لب عمر دراز
کر تصدق یہہ خدایق ان پسر * مثل پروانے کے یک یک شمع پر
خشر مین ظاہر ہو جب نور خدا * خوب ہو معلوم وہ کیا شمع تھا
تجھکو یک روتی پر اتنی آس ہی * نعمت الوان خدا کے پاس ہی
عاشقون پر وقف ہین وہ نعمتین * جسکے شاہنشاہ کا سب لیس ہین
گر تجھے پھر شمع روکا ہو خیال * وہ حقیقت مین ہی یک ذرہ مثال
کھاوے جب ذرہ سے تو اتنا فریب * کیسے ہو پھر شمس سے تجھکو شکیب
ہووے جب قطرہ لیے اتنا ناصبور * پھر سمجھ کیسا ہو وہ دریای نور

کیا کرے ہی جاہ و منصب کی ہوس * سلطنت دنیا کی ہی خاشاک و خس
گر تجھے ہی آرزو عمر دراز * یہہ جہان یک آن ہی بے برگ ساز
زندگی پر کر نہ اتنا جد و کد * بندگی میں حق کے ہی عمر ابد
حرص ست کا حال ہی یہہ جان لے * سب یہہ قول اسکا خلیل اللہ سے

ذکر اس طاوس طبع کا جو جاہ و حشمت کا
طالب اور قتل اسکا واجب ہی

اب سنو احوال اس طاؤس کا * جو ہی طالب ننگ اور ناموس کا
آرزو کرتا ہی خلق آویں بدام * تا کریں مل کر کے اسکا احترام
بی خبر جیون دام کرتا ہی شکار * دام کو معلوم کیا مقصود کار
عمر سب اسباب میں کھوئی تری * تا لے تجھکو جہان پر سروری
عمر گذری اب ہیں باقی چند روز * تو ہی صید خلق میں مائل ہنوز
جب اجل آوے تو خالی ہات سے * جائیگا افسوس اپنے ساتھ لے
تو عجب صیاد ہی ای کج امید * خود تو اپنا آپ ہی کرتا ہی صید
صید کے لایق ہی شاہ عشق داس * پر وہ کب آتا ہی در دام مگس
جان فدا کر عاشقی کے کام میں * دام بنا چھوڑ جا اس دام میں
عشق یوں کہتا ہی آہستہ مجھے * صید ہوتا نیک ہی صیاد سے
اپنے گھر کو چھوڑ پھرتے در بدر آ * ہو پتنگا الفت کر شمع کا

تاکہ پاوے چاشنی زندگی * سلطنت دیکھے یہان فرخندگی
اِس جہانکا سب مخالف کام ہی * مفلسونکا بادشہ یہان نام ہی
حرص کا گردن مین اُنکے دام سخت * پھر کہاوین مالکان تاج و تخت
گور کافر جیسے ظاہر پر نگار * قہر حق سے ہی عذاب اندر ہزار
طبع اُنکی ہی ہمرا ہمر کج ہنر * مثل نخل موم کے بے برگ و بر

بیان اسکا اللہ تعالی جل علا شانہ نے لطف اور قہر اپنا
یک دوسرے مین نہان فرمایا ہی تاکہ اہل تمیز جلا ہووین

تھے کسی یک جا سے دو درویش مل * ایک نے آخر سے پوچھا راز دل
کیسی دیکھی وہ تجلی ای فقیر * حضرت حق کی تو کچھ بتلا نظیر
وہ کہا بیچون ہی ذات ذوالجلال * پر کہون یک مختصر تجھکو مثال
آگ روشن اُسکے ہی بائین طرف * نہر کوثر ہی روان دہنے طرف
ایک فرقہ اُسطرف ہی حیرہ دست * اِسطرف ہی یک فرقہ شاد و مست
ایک لعب بازگونہ سخت تھا * نیک بخت و ہر شقی کے زیر و پا
بیچ مین اس آگ کے جو جا پڑا * وہ نکالا اپنا سر پانی سے جا
آب مین جاکر جو ہوتا تھا نہان * آگ مین نظر آئی دیتا تھا عیان
جو گیا دہنے سے ور آب زلال * آگ مین سے سر نکالا از شمال
تو شمالے آگ مین جاکر گرا * دست چپ سے سر کے تین باہر گیا

کم کسی پہ یہ بھید تھا عیان * اسلئے آتش سے ڈرتے تھے جہان
جسکو تھی توفیق دولت کی رفیق * چھوڑ پانی کو لیا نار حریق
خلق عیش نقد کو مقصود کر * ہو رہی بازی سے حق کے بیخبر
سو ہزاران خلق عشرت کے لئے * آگ سے کر خوف پانی مین گرے
اس لئے دوزخ کیا ہے اپنا مقر * جای عبرت ہے سمجھ لے ای پسر
آگ و پانی ہے پیام ای بوالفضول * مین نہ آتش مانتا ہون آب قبول
ہی نظر بندی یہان ای بے بصر * تجھ مین آنکھیں نہین ہرگز فرد
جیون خیال حق اگر دانش رکھے * مثل پروانہ کے زر مت آگیے
خام ہے آتش کہان آب ہی * رونق دین دولت ایمان ہی
یہان رکھ بازی عجب رب جلیل * تا کہ دیکھے کون ہی آل خلیل
آگ یہان ہے شکل ہی پانی کے سات * آگ مین ہے چشمۂ آب حیات
جب کوئی ساحر نظر بندی کرے * گھر مین ہون معلوم بچھو بھرے
پر ساحر جب کہ ہووے اس قدر * کر ہو سحر آفرین کا کس قدر
پھر حق کر دکھلاب یقین * حق کہا واللہ خیر الماکرین
مقصد فرعون تھی دریای نیل * آتش نمرود مطلوب خلیل
نیل سے فرعون دوزخ کو گیا * نار تھا گلزار ابراہیم کا
دوزخین تھا نار تھا ماء معین * کر سے تھی نیل آب آتشین

مصطفیٰ فرماے ہم کو اسے * عقل بہتر ہے نماز و صوم سے
عقل جوہر ہے عبادت عرض ہے * عقل کی تکمیل کو وہ فرض ہے
تا عبادت سے جلا ہو عقل کو * وے عبادت سے چلا تو عقل کو
عقل کا آئینہ اپنے صاف کر * تا جمال دل ہو اس میں جلوہ گر
جو کہ ہووے عقل سے بالکل بری * نفع کیا بخشے اسے صیقل گری

بیان معقول کا جو اصل پہل ایش میں انکی تفاوت ہے

عقل کے بھی ہیں مراتب ایجوان * فرق اس میں ہے زمین تا آسمان
ایک ہووے عقل مثل آفتاب * اس سے کمتر ہے سہا شمع و شہاب
خلق کے عقلاں ہیں عکس اس عقل سے * وہ ہے جیوں بو یہ مثال پھول کے
عقل کل آور نفس کل مرد خدا * عرش کرسی تو نہ جان اس سے جدا
مظہر حق ذات پاک اس مرد کی * تجھ کو کون اسکے خبر دے آگہی
عقل جزوی عقل کو بدنام کی * حب دنیا مرد کو ناکام کی
عقل کامل بندگی سے لے شرف * عقل جزوی کیر سے پائی شرف
بندگی کر بندگی میں ہے حصول * تو خداوندی نکر ای بوالفضول
بندگی میں ہے ابد کی زندگی * بندگی کر بندگی کو بندگی
ہوں غلام اسکا نہ پیچھے جو وجود * جز بغیر اس شاہ صاحب فضل وجود
میں ہوں بندہ اس صفت پر تاب کا * جو بچا ہے ہے بغیر از کیمیا

کر اپنا کبر حق مین محو کر * دیکھہ مکر اس کا اور اپنا سہو کر
کبر اپنا جب فنا سمین کیا * بس تجھے بات آ لگی دایم بقا
حرص سے ردتی کے بدہی حرص جاہ * اس تکبر سے خداوند اپناہ
ذلت آدم سہی شہوت نان کی * جاہ منصب تہی طلب شیطان کی
لاجرم آدم کئے توبہ وہین * کبر سے توبہ کیا نہ وہ لعین
ہی طلب شہوت کی تہوڑی سی خطا * جاہ و منصب کی طلب ہی بدبلا
دوزخی ہی خام طبع دنیا و قہر * شان طاؤسی ہی اس سے شوم تر
شیطنت گردن کشی ہی در لعنت * مستحق لعنت کے ہوے وہ صفت
مو خورنده جمع ہووین خوان پر * پر نہووین جمع دو مست تخت پر
بہت تکبر شیوہ شیطان ہے * دور کر دیوے تجہے اللہ سے
بندگی گر چاہتے کر عجز و نیاز * ہی خدا سب دل مین عاجز نواز
راہ مین حق کے کر اپنے کو فنا * تا کہ پہونچے رحمت حق سے خدا
شان و شوکت چہوڑ کر انسان ہی * یہ تکبر شیوہ شیطان ہے
خدائیان دعوی بوجہا ہی جان * مرد حق گر ہی تو خدا اپنی پچہان
چاہئے جب خدا اپنی اس سے دور کر * تا طرف پہونچے ہو تیرا گذر
منطق و حکمت مین کہوی عمر سب * معرفت کچھہ تو خدا کے کر طلب
جس قدر علم و ہنر ہو نفع کیا * باخبر خالق سے رہ مرد خدا

فلسفی کو ہی وسایط مین غلو * اس پہ لاوے ہی دلایل ہو بہو
بند مصنوعات مین صانع کو بھول * ہی قیاس اپنے کے تابع بوالفضول
الغرض شہوت مین عفت ہی نہان * گر نہ ہو شہوت تو پھر پاکی کہان
تھی کسی مین ہوا اگر شہوت نہین * مردگون پر بھی غزا ہووے کہین
حق کہا قرآن مین اول کلوا * بعدہ فرمایا وہ لا تسرفوا
حاصل ابیات کا ای مرد دین * چھوڑنا شہوت کتین پاکی نہین
سات شہوت کے رکھے پاکی اگر * وہ تجھے عفت کا بخشے گی ثمر
شادی و غم عاشقون کا ہی خدا * غیر حق کے ہی سبب انکے پاس لا
عشق کا شعلہ جہان ہو مشتعل * غیر اس معشوق کے سب جای جل
غیر حق پر جب چلا یا تیغ لا * دیکھ تو پھر بعد اس کے کیا رہا
سب فنا ہو کرکے الا اللہ رہا * شاد ہوا ای عشق شرکت سے بچا
اول آخر ظاہر و باطن وہی * کیا دخل پھر اسمین ہو شرک دوئی
جانے یہہ وہ جو کہ اسمین گم ہوا * جان جان کے ہاتھ سے ساغر پیا
غیر عکس یار حس بیکار ہی * تن بغیر از جان کے مردار ہی
عمر کو دیکھا نہ چون عبدالعزیز * جانتے ہی حجاج کو عادل عزیز
گر بہم دو ضد ہون تو پہچانے تب * قدر مرہم جانے کھاوے زخم جب
ہی مقدم اسلئے دنیا سے لعنت * تا کہ جانے رتبۂ ملک است

جب جہان سے آخرت کو جائیگا * کاروبار اپنا تجھے یاد آویگا
پس رکھے مین خاک جہانے تھا دہان * چھوڑ کے یہہ پاک منزل رایگان
ای دریغا کاشکے مرتا شتاب * تا کہ مین دنیا مین کم پاتا عذاب
خواہشین تجھہ مین ہین جیون خفتہ سگان * درمیان انکے ہین خیر و شر نہان
جب کہین مردار کی پاوین ہین بو * ہوکے چوکنے کرین ہین جست جو
جب کسی کو دیکھتے ہین ہو مردار خر * جاگ پڑتین سوسے تے پہونچ دوڑ کر
گہی ہوئی ہین حرص مین پھر آوین غیب سے * تا خت لاوین ہمہ نکالین جیب سے
ایسے سو سگ ہووے ہین اس تن مین یار * پر ہین مخفی جب نہین کوئی شکار
یہہ سگان جو طالب مردار ہین * عجب کے گویا تیرے ہتیار ہین
یہہ تیرا عجب و تکبر ای دنی * سانپ سا کاٹے ہو جب جان کندنی
جب یاد تجھہ بدی یہہ عجب و کبر * تو ترنا بہتر ای ایسے پر و بال
آفت جان ہی فضیات خام کو * جو چگے دانہ نہ دیکھے دام کو
عقل و ہنر جو ہو جیون آفتاب * تا تجھے بتا سکے راہ صواب

صفت اس سے خود ونکی جو فانی ہین
درمیان بقاے حق تعالی کے

جس فنا کو فقر کا زیور اہے ہو * جیون محمد مصطفی سے مباہی ہو
فقر فخری کا فنا زیور اہی * شمع کے شعلہ سا وہ بے سایہ اہی

سوم صاحب کا بدن گل جائیگا * شمع ساجان اسکا رونق پاویگا
مثل جسم انبیا اور اولیا * صورت اسکی پائیگا اوصاف لا
اسکی جان بی تن کے کروفر کرے * بارش شبنم ہو جیون بے ابر کے
فقر فخری اس لئے ایا سنا * بھاگ طاعون سے حاصل ہو غنا
ہون خزاینین جیون خرابی مین نہان * پاوے حرص شہریون سے تا امان
لیک وہان خود کو سنبہالا چاہئے * تا نہووے خرچ اس اظہار سے
کیونکہ تو بھی لقمہ ہی اور لقمہ خوار * ہو گیا ماکول اکال ہوشیار

بیان اسکا کہ سوای حق تعالی کے کل عالم آکل وماکول یعنی ایک دوسریکا غذا ہی

ایک شکرا گہات مین تیتر کو لے * چہپ رہا تہا تا شکار اسکو کرے
ناگہان بلی کو تک فرصت ملی * جلد جا شکرے کو بلی داب لی
چونکہ وہ نادان غذای غیر تہا * آپکو بہولا گیا بہر غذا
چور چوری کے طرف مشغول تہا * شحنہ نے دیکہہ اسکے باندہے دست پا
آکل وماکول کب ایمن رہے * ایک آخر کی کمین داری کرے
آکل وماکول ہی یہہ سب جہان * ایک دیگر کی کرے صیادیان
بھاگ اس دنیا سے تو ای بینوا * جانب حق تا تجہے ہو آسرا
گر نہ تو درگاہ حق مین جاسکا * آسرا لے اولیا اللہ کا

ہات دے نتو سب کو غیر پیر * ہات کا آپ کے خدا ہی دستگیر
عقل کل کو عقل سے نزدیک کر * ہاوے تب تو خصلت بد سے حذر
ہی جہان دانہ و پیچ ہی دام بھی * جو تو ترہو نکو اگر ہی آگہی

صفت زاغ طبیعت یعنی کوے کی

جو عمر دراز چاہتا ہی

ہی تجھے دن رات کو یکی مثال * آرزو جینے کی دائین بادو مال
مانگتا ہی وہ مثال ابلیس کے * تا قیامت زندگی اللہ سے
زندگی تن کی وبال جان ہی * موت ہی حق سے اگر ہجران ہی
ہی بھلا جینا و مرنا حق کے سات * غیر حق کے آگ ہی آب حیات
غیر حق کے حق سے تو مانگے اگر * نفع سمجھے تو و لیکن ہی ضرر
گر نجس کھاوے نہین مردار زاغ * کیون نہ چاہے نجس خواری سے فراغ
دور حق سے ہو جو چاہے زندگی * حق کے در گھر سے وہ ہیگا لعنتی
قرب حق ہی زندگانی کا ثمر * زاغ چاہے کھاوے سرگین عمر بھر
دیدۂ دل کھول تک دیکھا یجوان * ہر دم یک تازہ نظر دے جہان
جب سے تو یہہ صورت ہستی لیا * بار تھا یا آب و آتش خاک تھا
گر اسی حالت مین رہتا تو مدام * پس تجھے کس طور ملتا یہہ مقام
گر تجھی یک حال پر رکھتا خدا * کیسے تو یہہ مرتبہ پھر دیکھتا

جب کہ بدلی ہستی اول تیری * اس سے بہتر اور ایک ہستی ملی
سو ہزار اس طور سے بدلے لباس * دوسرا بہتر تھا اول سے لباس
واسطے ہون جسقدر تجھ مین زیاد * اسقدر کم ہو خدا سے اتحاد
پھر بقا پایا فنا سے ابتدا * پس فنا سے کیون تو روگردان ہوا
دوسرا پہلے سے جب ہی خوبتر * پس فنا سے تن سے تو ہرگز نہ ڈر
سو ہزاران حشر کو دیکھا ہی تو * تاکہ تو ہستی طرف لایا ہی رو
تھا جماد اول سو پھر پاکر نما * پھر نباتی سے بدل انسان بنا
تو نے لی پھر دانش عقل و تمیز * اور ہین آگے منازل ای عزیز
تا لب دریا قدم کے ہین نشان * جب گیا دریا مین گم ہون وہ نشان
وہان نہین ظاہر نشان پنہان تمام * اس منازل کا نشان باقی نہ نام
جہان تجھی لیتا ہی خلعت نو بنو * تو پرانی تن کو کیون کرتا رفو
جو نیا دیکھا پرانا چھوڑتا * آہ تو عاشق پہ اپنے کار ہا
اہل دنیا کور باطن ہین تمام * اس لیئے رکھین پرانے تن سے کام
تو بقا چاہے ہی اس تن کے لئے * چون سیہ روی سے زنگی خوش رہے
اس لئے ہی وہ سیہ روئی سے شاد * اصل مین اپنے ہی خود زنگی نہاد
گرچہ ہوے خوب صورت رو سیاہ * وہ سیہ روئی سے مانگے گا پناہ
اس بدن سے ہی تجھے بیشک عذاب * مرغ جان تیرا ہی اس تن مین خراب

روح تیری باز ہے تن زاغ ہے * روح کو تن سے جگر پر داغ ہے
وہ رہی زاغوں میں ہو کر خوار زار * جیسے تیغی بو بکر کے اندر سبزوار
یہ جہان ہے سبزوار و پر گزند * مرد حق اسمیں نہو کیوں مستمند
سبزوار اندر رکھا ہے مرد خدا * ضایع و ناچیز کب تک ہوویگا
اس لئے فرماتے ہیں حق کے حبیب * اس جہان میں سب مسلمان ہیں غریب
صاحب دل جانتے ہیں اس بات کو * بیخبر اس بات سے واللہ تو
صاحب دل ہو کر دل ہو را ہبر * کام کیا دیگا تیرے مال و زر
اپنے دلکو جو نکہ دل جانتے ہی تو * اہل دل کی چھوڑ دی ہے جستجو
اہل دل آئینہ شش پہلو ہے * حق اسی شش پہلو سے سب دیکھے ہے
دل وہی جسمیں زمین و آسمان * گر سما ئیں سو تو جھٹ ہو وین نہان
دل ہی جیون بو بکر تن جیون سبزوار * کیسی ہو بو بکر کو اسمیں قرار
ان دلونکو دل نجان ای بیباک تو * سبزوار اندر کہاں بو بکر ہو
حق کو کب یہ مال و زر مرغوب ہے * دل کا آئینہ اسے مطلوب ہے
دل اگر راضی ہو حق راضی رہا * دل کو تجھ سے حق تعالی چاہتا
حق کہا میری نظر ہے دل پہ آ * تحفۂ دل لا کے میرے کر نذر
دل تجھے چاہا تو چاہیگا خدا * دل کے خدمت میں تو جنت پایگا
دل تجھے ماں باپ سے بہتر ہے دوست * دل ہے تیرا مغز باقی تمام پوست

قطب عالم ہی دل روشن بصر * جان جان جان جان دل ہی مگر
اس دل پر نور کو چاہتا ہی رب * دل طلب کر دل طلب کر دل طلب
تو اگر ڈھونڈے تمامی سبزہ زار * ایک دل ایسا نپاوے زینہار
ایسے دل کی دشمنی میثاق سے * سبزہ زار طبع کو ہی ارث سے
تو بجاست پر ہی عاشق مثل زاغ * مثل سے کب ہو تیرا تازہ دماغ

صفت مرغ طبیعت کی جو شہوت ہی

اور قتل اسکا واجب ہی

مرغ سا کب تھا بھلا ای شہوتی * آتش شہوت سے ہوتا ہی منی
مرغ شہوت اس لئے مارے خیال * تا نہو شہوت طرف اُنکو دیال
مرغ شہوت ہی نہایت شہوتی * مثل اس زہر ہلاہل می سے بھی
نساں کے خاطر نہوتی گر منی * آدم اپنے کو کئیے ہوتی دہنی
جب کیا آدم سے شیطان دشمنی * عرض یوں حق سے کیا وہ لعنتی
آدمی کے رہزنی کے واسطے * کچھ مدد چاہوں ہوں میں درگاہ سے
حق دیا اُسکو زر و مال منال * جامہ ابریشم و پشمین و شال
چرب و شیرین و شراب لعل رنگ * لعل و الماس جواہر بیدرنگ
لیکے یہ سب پھر کہا پروردگار * بس نہیں یہ مجکو اسباب شکار
اور کچھ دے تا کہ اسکے دام سے * مرد کو نامرد سے کر دوں جلد سے

پھر دیا حق بانگ و بوزہ اور شراب * ڈھولک و طنبورہ و چنگ و رباب
مسکرانا کچھ ہوا کچھ نیم شاد * پھر کہا کچھ اور ہو اس سے زیاد
پس دکھایا حق نے اسکو حسن زن * جسکے انکھ ہین نرگسین تھے ہین پرفتن
وہ خم گیسو جو انکی دام ہین * عاشقان جس دام مین ناکام ہین
وہ کمان ابرو اور وہ مژگان کی تیر * جسکے ہین مارے پڑے برنا و پیر
پھر صفا عارض و ناز و ادا * اور لب یاقوت خال دلربا
وہ قد و قامت خرام دلبری * دیکھ شرماوے جسے کبک دری
جس پہ آ ماہون لگا تب کو دینے * پس کہا مقصود حاصل ہے مجھے
آدمی سجدہ نماز پاک سے ایا * دام شیطان مین تو وہ پس مبتلا
دام شہوت ہے بلای ہوشمند * نفس کے خاطر جو شہوت مین ہو بند
دام شیطان شہوت بدکار ہے * بند شہوت کا نہایت خوار ہے
زہر قاتل بوجھ شہوت اے جوان * پیروی کرتے ہین اسکی جاہلان
چھوڑ دو ستور آ اپنا یہ آب و طعام * تا تجھے ہو حوض کوثر پہ مقام
تو کیا گر سعی حق کے کام مین * جیسے دولت آوے تیرے دام مین
حسن صورت پر تو مت مغرور رہو * دام سے شیطان کے تم دور رہو
اس عدم مین شمس کوکب پایگا * وہان ہی خورشید خاور جیون مہا

مثال عالم ہستی نیست نما اور عالم نیستی ہست نما کی

طرفہ بازی ہی خدای پاک کی * کچھ نہیں طاقت یہان ادراک کی
نیست کو موجود سا بتلا دیا * ہست کو معدوم سا مخفی کیا
خاک نظر آوے ہوا پر اسے خیال * اور ہوا بوجھی نجاوے جز دلیاں
کف نظر آوے اور دریا ہی نہان * کف بجز دریا کے پیدا ہو کہان
سمجھے کب دریا کو تو غیر از دلیاں * وہ تحقق جیون فکر ظاہر قال وقیاں
تو نفی کو جانتا اثبات ہی * یہہ نہیں ہے دیدہ(۱) پر گویا گھات ہی
تاہم سمجھ کر دیکھ اے شوریدہ حال * ہی حقیقت باطن اور ظاہر خیال
آفرین اے استاد سحر باف * درد کو دکھلا دیا مانند صاف
ساحران مہتاب کا بتلا نمود * تاجرون سے بیچ کے لیجاوین سود
پان سے گز ناپ اس کی چاندنی * ساحرون نے بیچ کے کی پرفنی
ماہ کی پرتو سے مہتابی ردا * بیچ کر لیوین بیش مایہ عمر کا
یہہ جہان چادر ہم ان تاجر سے بیش * ناپ کے مہتاب کو جو مول لیوے
ایسے بیہودون سے جب سودا کیا * لیوین نقد عمر اور دیوین دغا
لے چکے جب عمر کا نقد ایعزیز * ہات نہ چادر نہ زر نہ یک پشیز
اس لئے فرمائے پیغمبر شفیق * جز عمل کوئی نہیں تیرا رفیق
گر عمل ہی نیک تو پاوے نجات * بد عمل کے سانپ ہون تربت کے سات
پس عمل سے پھیر کیونکر بات آے * پھیر سے شاید کہ تو توفیق پاے

فیض صحبت سے قنبری پائیگا * نہ زبان نہ بات کچھ کام آئیگا
عقل نور جان ہی انسان کے لیئے * یہہ نہو حاصل کتاب و قال سے
تن کو پیس آسیا سا ای صاحب جمال * تا کہ حاصل ہو تجھے نور کمال
پس تکبر چھوڑ خواری کر قبول * علم دین سیکھ اور نہو تو بوالفضول
دفع شر کے واسطے ہی شرع دین * شرع شیطان کو کرے عاجز یقین
مصطفی بولے کہ جو ہین شیطان انس * سچ ہون شیطان ہین ایک جنس
آدمی جو سرکشی حق سے کیا * حاسدی سے وہ بھی شیطان ہو گیا
دیو جب گمراہ کرنے سے تھکے * تب مریدون فاسقون سے ہیگا لے
یعنی تم سب جو ہو میرے دوستو * کچھ مدد اس کام مین میرے کرو
فاسقون سے ار کوئی گمراہ ہوا * دیو خوش ہو کر کے اسنے پھولتا
جسکے تین استاد سکھلاوے ادب * یہ ہین وہ دونون حسد سے دانت تب
پس جسے دیکھے نبی کے شرع پر * وہ حسد خوئی اسکا ہو نفر
جس کو تین دیکھے خلاف شرع دین * وہ یقین ہین نائب دیو لعین
گر شہ ہو وین ما باپ تیرے ای فلان * وہ تیرے دشمن ہین انسے لے امان
سیکھ یہہ سخن خابل الله سے * ماپ سے بہتر اور دیہلے ہووے
لا و الا الله کی کر پیروی * چھوڑ غیر حق کو ای مرد زکی

حکایت عاشق و معشوق کی

ایک عاشق اپنے جا معشوق پاس * خدمتین اپنی بتاتا ہین بے قیاس
مین فلانے جنگ مین تیرے لیئے * ہو گیا زخمی تفنگ و تیر سے
مین تیرے خاطر فلانے کام مین * رنج و محنت کے اٹھا دام مین
سنکے پھر معشوق یون کہنے لگا * کرچکا سب کچھ پر ابتک نہ مرا
سچ تو میرا عاشق دمساز ہے * گر میرے آگے مرے جانباز ہے
پس وہین لیتا گیا پرواز جان * طالب خندان و جان شادمان
وہ ہنسی اس پہ رہی وقت ابد * عارفون کو اس لیئے ہی جد وکد
احمقون نے مین دنیا جب کیا * یہہ مراتب ان سے پوشیدہ رہا
نان کم کھاتا چلا ہو عقل کو * خوب پر ہاتھ تو کلوا ولا تسرفوا
ہائین بہت مکار جاہل صوف پوش * کچھ نہین جز دلق انمین عقل و ہوش
ہاتھ مین لیکر عصا موسے مثال * پھونکتے مانند عیسے کے جہل
سر ہلا دین چند باتین سیکھ کر * ایک معنی سے نہین رکھتے خبر
سیکھ کے درویشی کی باتین دو چار * منبر و محفل کو بتا دین سنوار
حیف ہے گر ان سے پوچھین صادقان * کس طرح دیوینگے اپنا امتحان
یہہ بنا سوانگ سب زر کے لیئے * ایسے مال و زر پہ لعنت کیجئے
رزق اپنا مانگو اللہ پاس * عمر و بکر و زید سے رکھو نہ آس
مانگنے سے متی خدا سے ای پسر * نفع کیا وے ترشہ مانگ و جمر

دولت اور یاری خدا سے کر طلب * کیا مدد دیوینگے اہل دہر اب

کام رکھ اللہ سے باقی کو چھوڑ * تجھ کو جاتا ہی سبھوں سے منھ کو موڑ

آج کر زیادہ خالق سے تیرے * تا تجھے حق وارث دولت کرے

یار تیرا تجھ سے جب دشمن ہوا * کبر و کینہ اس کا ظاہر ہو گیا

تو نکر اس کبر و کینہ سے فغان * بلکہ کر شکر خدا رہ شادمان

کیونکہ اس کے دام سے تو بچ رہا * تا ہو پہلے سے طلبگار خدا

جب تجھے روشن ہوا اسکا دغل * مائل حق کے طرف ہو پیش از اجل

یہہ جفای خلق تجھ پر در جہان * گنج زر تیرے لئے ہیگا نہان

تجھ جو کرتے ہیں بد اخلاق و خو * تا تو آگے ہاتھ سے لاچار ہو

خلق سے خالق طرف لاوے رجوع * جانب حق صرف ہوگا وے با خشوع

لیک پھر شیطان ڈراتا ہی کہان * فقر و فاقہ سے مرے کا رائگان

بس تو پھر ہووے گرفتار سبب * خلق سے کرتا ہی پھر یاری طلب

دام میں شیطان کے مت ہو اسیر * تار سے تیرا سبب دستگیر

جو کہ جانا سب سبب کر چکا * بس نکر تکیہ تو کچھ اسباب کا

ہیں حجاب چشم کے یہہ سب سبب * ورنہ دیدار مسبب دیکھیں سب

خیر و شر کا ہے سبب سے ظہور * اسکو اسباب و سایط کیا ضرور

جب خدا چاہے کسی کو مارنے * مور لائف آورتے تو پھر جار آلگے

جب قضا آوے تو احمق ہو طبیب * جو دوا دے ہوا اثر سے اُلٹے نصیب
یہہ سبب اسباب پیش جناب احمقان * جو کہ محجوب ہوا ہے دانش کہان
عارفون یہہ راز بہتر جانتے * وہ مسبب اور سبب پہچانتے
اُنکو یہہ تن چھوڑنا آسان ہی * کیونکہ تن اُنکے لئے زندان ہی
چاہتے ہین وہ کب نکلین اِس زندان سے * باغ و بستان کے طرف جب لے چلے
مرغ جان ہو پاک تن کے قید سے * عرش پر دیکے لگا سکے پر آزے
جان کہے جب دیکھے وہ باغ و بہار * تن مین مجھکو پھر نہ لیجا کردگار
جہد کرتا یہہ طالب ہووے زیاد * تا نہو دکھ بدن سے اتحاد
جان کرے یون دیکھ جگ کو آ جاون * نعرۂ یا لیت قومی یعلمون
یعنی راحت سے یہان کے تم ہنوز * بے خبر ہوا ہے کردہ تن فروز
جان لے تن کے جیا چاہے اگر * کس کی ہو قصر فلک پر جاے پھر
لے بدن کے گر نہو جان کو حیات * فی السماء رزقکم پھر کیا ہی بات
وہ طعام اور وہ شراب خوشگوار * مانگ لے اللہ سے ای ہوشیار
صبر کر روزی پہ مثال روزہ دار * اُس خدای پاک کی کر انتظار
چور ہا بھوکا سے تو آخر کھا ئیگا * نعمت و دولت خدا سے پائیگا
اس مقام و رنج و محنت سے اُسے * باغ جنت کے طرف لیجاوینگے
چھوڑ یہہ آتش کدہ تو پائیگا * مقعد صدق اور دیدار خدا

بیان حدیث شریف کا بیچ احوال قیامت کے

ہی حدیث مصطفیٰ سے یہ سخن * حشر میں پھر جی اٹھے ہر ایک تن
صور محشر حکم ہی اللہ کا * حکم حق سے جان تن میں آئیگا
جان جب نہیں آوے پھر ہر ایک کے * جیسے دم جیون ہوش آ تن جی اٹھے
صبح ہر ہی حشر صغریٰ بسر * حشر اکبر ہی قیامت کی فجر
خواب و بیداری ہماری اے جوان * مرگ و محشر پر ہیں دو شاہد عیان
حشر اصغر حشر اکبر کا دکھاوے * مرگ اصغر مرگ اکبر کے بجاے
جب اٹھیگا حشر میں تو جاگ کر * تیرے آگے آوینگے سب خیر و شر
نامۂ اعمال دین بندہ کے ہات * ذرہ ذرہ درج ہوں اس میں صفات
گر ہو کچھ خیر تا اس میں نشان * غیر ایذائے دل صاحب دلان
پس اسے کھینچینگے شو ایکے طرف * جرم ظاہر غدر با لکل ہر طرف
جابجا ٹھیریگا وہ پھر منتظر * حق کو دیکھے آس سے منہ پھیر کر
اسکو تب فرماوے حق نیکی سے دور * تو کیا ہی سراسر فسق و فجور
یہ عمل سب مرتب تیرا دیا * پھر تو کیسے چاہے نیکی کی جزا
پس کہے بندہ کہ یا بار الہ * جو کیا تو اس سے پھر کر ہی گناہ
دیکھتا ہوں اس لئے تیری جناب * تا رہوں محض کرم سے کامیاب
جب ہوا اپنے خطا پر معترف * حق اسے رحمت سے پھر دیوے شرف

تو ہے یک کپڑا نجاست سے بھرا * طمطراق اتنا جہان میں کیون کیا
تو نی تجھکو نہ لایق نہین * یاد رکھ وہ اپنے کہنہ پوستین
تو نی تھا پس مین کو جھوڑ دے * ای ایازوہ پوستین اپنا اوڑ دے

قصہ ایاز کا بطریق تمثیل کے

تھے ایاز از بسکہ زیرک حق شناس * پوستین و دلق رکھتے اپنے پاس
مستقیم حجرہ بنا کر کے جدا * پوستین و دلق کو وہان پر رکھا
شاہ کے خدمت سے جب پاتا خلاص * دیکھتا جا اپنا وہ پیرایہ خاص
نفس تا مغرور دولت سے نہو * دائم اسپر تھی نظر اس مرد کو
لوگون نے محمود کو دی یون خبر * اسنے حجرے مین رکھا ہے سیم و زر
ہی نجانے دیکھ کو وہ وہان * در پر رہتا ہے پڑا قفل گران
کہا اس سے سخن ہی یہہ عجب * جو ایسی سے کیا زر کی طلب
باوجود اس فضل اور احسان کے * مجھسے اتنا مال و زر پنہان کرے
یک بڑے سردار کو بولا کے جا * جس قدر ہو مال و زر سب دے لٹا
اوٹ لے تو توڑ کر حجرے کا در * بھید اسکا ہمنشین پر فاش کر
مین کرون رحمت سے اس پر بہہ کرم * وہ رکھے مجھسے چھپا دام و درم
جو کہ پایا عاشقی سے زندگی * پاس اسکے کفر ہے جز بندگی
وقت ادھی رات کے سردار نے * کئی پہلوانوکو اپنے ساتھ لے

یون کہا ہی حکم سلطانی امین * ہر یک ہم ہمیان زر کی اوتہ لین
دوسرا بولا کہ ہی ہی کیا ہی زر * لو تم یاقوت اور لعل و گہر
ہی غلام خاص وہ سلطان کا * لعل و گوہر سے ہی سب جبر آ بہرا
ایک بولا ہی تیرا باطل خیال * وہ غلام از بسکہ ہی نیکو خصال
وہ ہی یک دریای عقل و معرفت * تم نہین پہچانتے ہو اسکی گت
رات دن حجرے مین جاتا وہ ہی ہین * تا کہ دیکھے اپنے چارق پوستین
کیونکہ دنیا جائے غفلت ہی بری * مستی و پندار مین سب سے بری
عزت اس دنیا کی ہی کفر و حرام * دین اگر چاہے تو کر ذلت مقام
پھر چاہے ہی ہمیشہ جاہ و مال * گہور کو گہورے سے حاصل ہی کمال
پیشوا اس راہ کا ابلیس تھا * اسنے پہلے جاہ کی خواہش کیا
عاجزی سے یون کہے آدم پکار * خاک ہون مین خاک ای پروردگار
جب ایاز اپنا نہین بھولا نیاز * عاقبت محمود ہی بیشک ایاز
شاہ بہتر جانتا تھا اسکی خو * واسطے اورون کے تھی یہ جستجو
گرچہ اسکو لوٹنے بھیجا تھا مال * لیک تھا محمود کے دل پر ملال
دکھ دیتا تھا تسلی بار بار * اسکو ہی از بسکہ تمکین و قرار
گرچہ ہو ما دون مین تیغ امتحان * پر ایاز اس سے نہو نا مہربان
وہ کہیگا مارتا ہون مجھکو مین * وہان مین ہم ہر دو باہم ایک ہین

حکایت مجنونکی

جب ہوا لیلی سے مجنون دور تر * ہجر سے جلنے لگا اوسکا جگر
ناگہان بیمار جب وہ ہو گیا * پس طبیب آیا کرنا دیوے دوا
نبض دیکہا اور کہا مجنون کو آج * فصد سے بہتر نہین ہی اور علاج
تب کہا مجنون کر ای مرد حکیم * فصد سے ہرگز نہین ہی مجکو بیم
ایک ہون لیلی سے پر ہرتا قدم * ہون صدف مین جس طرح موتی بہم
ہان رگ رگ مین میرے لیلی بہری * جلوہ گر شیشے مین ہو جیسے پری
خوف ہی گر مجکو تو نشتر کرے * تا تن لیلی پہ ناگہ نہ لگے

حکایت

یون کہا معشوق نے عاشق سے کے ہات * آزمانیکے لئے خلوت مین بات
دوست تو رکہے مجہے یا آپکو * ای مہ نے یہ سخن سچ بول تو
وہ کہا مین تجہہ مین ایسا ہون فنا * جلوہ گر ہی تو ہی سر سے تا بپا
نام کے غیر از نہین ہستی مجہے * جسم مین میرے سرا سر تو ہی
ہو نہان ہر ذرہ جب ہو لعل خوشاب * ہی سراپا اوسمین نور آفتاب

باقی قصۂ ایاز کا

پس گیا سردار اوس حجرے اوپر * وہان تہا اوسپر لگا مضبوط تہو
بچان سے زر کے نہین کی احتیاط * بلکہ اوس اسرار کی تہی احتیاط

صاحب ہمت کرے جان کو جتن * جیون لٹیہان لعل و مرجان کو معدن
احمقون کو مال بہتر ہی نہ جان * جان پر قربان کرین زر کو مہان
سخت محنت سے کیا جوہریکو باز * لوٹ کے اپنا وہین تا مال ایاز
ڈھونڈتے جا حجرے مین وی سب حاسدین * تہا وہان کہنہ دلق اور پوستین
اوٹھے حسرت سے لگے تب کانپنے * ہو پشیمان شاہ سے کہنے لگے
اب ہمارا خون ہی تجھہ پر حلال * گر جو بخشے ہی تیرا افضال و نوال
خون اگر بخشا تو تازہ جان ہین * ورنہیں تو شاہ پر قربان ہین
شہ کہا مختار ہی اسکا ایاز * خواہ مارے خواہ کرے سرفراز
گرچہ ہین ہم نفس واحد جان سے * پر جدے ہین نفع او نقصان سے
پس ایاز آ شہ کے خدمت مین کہا * باوجود شہ کے بندہ ہی فنا
پوست اور چارق رکہنا مین اگر * کاہیکو کرتے ملامت اسقدر
راہ مین حق کے ایک تن کا ہی حجاب * چہوڑ غیر حق کو سے راہ صواب
یہہ تعلق ہی حجاب راہ کا * جب ہو طالب کوئی اس درگاہ کا
پرورش تن کی تجہے ہی سد راہ * رکہہ اسے مقصود پر اپنی نگاہ
پہنچین ہی ایک دم مین عارف شاہ تک * زاہد یک ماہ اور یکدن رات تک
قدر ہر روز کی عمر مرد کار * ہی جہانکے سال سے پانچ ہزار
عشق ہی وصف خدائے لم یزل * عشق مین ہی خوف عارف کا محل

عشق کے اوصاف گر لکھئے مدام * سو قیامت ہو نہو پر وہ تمام
خلایقین پہونچیین نہ گرد عشق کے * آسمان اب فرش در دعشق سے
عشق مین دعوا تیرا ہی سب دروغ * نفع کیا دے یہہ دروغ بے فروغ
حشر مین ظاہر ہو سبکا کاروبار * خایفین اسوقت ہووین شرمسار
دست و پا تیرے شہادت دین وہان * فعل کا تیرے بتاوینگے نشان
بلکہ ہر ہر عضو اس تن کا تیرے * فعل تیرا حضرت حق سے کہے
عمر سب عصیان مین اپنی کھو دیا * اب بھی توبہ کر کہ تا بخشے خدا
دم غنیمت ہی اگر گذری عمر * دم غنیمت بوجھ اس دم توبہ کر
سب گنہ ہون عمر ماضی کے ثواب * تجھکو جب بخشے خدا سے مستطاب

حکایت نصوح دلاک کی جو توبہ نصوح کیا

ایک حمامی تھا نام اسکا نصوح * رنڈیونسے ہوتا تھا اسکو فتوح
رنڈیونکی ایسی اسکی شکل تھی * آپکو وہ تھا چھپائے شہوتی
تھا اسی حمام مین وہ نابکار * رنڈیونکا روز و شب خدمتگذار
تھا دغابازی مین بس چالاک وہ * فسق مین مشغول تھا ناپاک وہ
ایک دن جا ایک عارف سے کہا * کیجئی کچھ واسطے میرے دعا
بادہ حق سے جو کوئی سرشار ہو * بھید سب کا جان کر ستار ہو
خلق کا عیب کو کرے ہی رازدار * مہر کرتا منہ پر اسکے کردگار

سکرا کرکے کہا عارف آے * اپنے تو افعال بد کو چھوڑ دے
دے تجھے توفیق توبہ کی خدا * بار دیگر تا نہ پاوے تو دغا
وہ دعا عارف کی ہوگئی کارگر * اسنے توبہ کی اور پایا اجر پھر
سب تیرے دشمن ہیں جز رب العلا * دوست کا کب تجھکو ہی شکوہ روا
عہد میثاق اور توبہ توڑے گر * موجب لعنت ہو آخر سر بسر

فائدہ در بیان صبر اور توکل کے
اور نقصان تعجیل اور حرص میں

لطف رحمانی ہی صبر واجتناب * مکر شیطانی ہی تعجیل و شتاب
سب کو حق دیتا ہی روزی فضل سے * جسکا عہدہ روبرو اسکے رکھے
جس طرح سے ہی تو عاشق رزق پر * رزق بھی تجھ پہ ہی عاشق سر بسر
تو اگر دوڑا جہاں میں جائیگا * رزق در سے تیرے پھر کر آئیگا
گر نہ دوڑے رزق گھر میں پائیگا * دوڑنے سے درد سر پہنچائیگا
رزق تیرا جو ازل سے ہو نصیب * بیٹھی تو جس جا پہنچاوے حبیب
وصف حیوانی ہی رنڈیوں میں زیادہ * رنگ وبو سے اس لیئے ہوتیں ہیں شاد
جسنے کھائی گھاس سو قربان ہوا * جو کہ پایا نور حق قرآن ہوا
تو قناعت سے نہو ہرگز خراب * حرص سے حاصل نہو دے فتح باب

بیان اسکا کہ بیزوی اور تقلیل نفس کی لازم ہی

ہے مقام کو برا رہ میں خیال * راہ زن آسکا ہی شیطان دغال
تجھکو پہنچی ہو علی سے ذو الفقار * پر کہان بازوی شیر کردگار
گر مخنث آیگے لشکر کے چلے * اُسکی آلت خودگواہ کذب ہی
جسکے دلمیں ہووے نامردی بھری * ویسی داڑھی مونچھ پر ہووے ہنسی
نفس کے افسون سے تو مست ہو خراب * مل کسی کامل سے ہو جا کامیاب
ہی فسون کامل کا مثل شہد و شیر * اسکے گرد ہاکے تین کرئے عبیر
دے دغا رو پر لئے گئی خرکو گھر * جانے دے پر تو نہو جا بار خر
گھر پکڑ ایجاد سے بیٹھن صبر ہنگ خر * تو ہی آدم کہانہ غم تو ای پسر
نور سے تیرے ہے روشن آسمان * یہہ خرونکی جانہین تیرا مکان
ہے خرونکی جای یہہ دنیا تمام * تو ہے تیرا عیسی یہہ تیرا مقام
چرخ اور انجم سے بھی ہی تو برا * مطلبت سے تو ہی آخر میں برآ
میر آخر ہی جدا ہی اور خر * جو کہے خر میر آخر کو ہی خر

ذکرا سکا کہ وہم طبع اور خیال بد

من موم اور صحبت یار بد کی بد ہی

قسم ہی پروردگار پاک کی * یار بد سے سانپ کی صحبت بھلی
بیچ اس امت کے مسخ تن نہیں * مسخ دل ہو جای ایمان با یقین
تو خیال بد میں اتنا کر نہ کد * نیکوونکو ساتھہ مت رکھہ ظن بد

مت رکھ اخوان صفا سے بدظنی * گرچہ آنسے ہو بظاہر کچھ بدی
اس خیال اور وہم بد میں پڑ کے تو * دوستونکو اپنے جانے ہی عدو
عالم وہم و خیال و طمع و بیم * راہ میں سالک کے ہی سد عظیم
وہم میں پڑ کر خلیل اللہ کا * غار ربی ماہ و خور کہیں کہا
وہم سے ایسے رسول سرفراز * چوکے ویسے اپنا رب کا امتیاز
رہزنی سے اس خیال اور وہم کے * اہل دین میں فرقہ بہتر ہو گئے
حرص کور و احمق و نادان کرے * احمقوں پر موت کو آسان کرے
ان حرصوں پہ سہل ہے گر جائے جان * جب نہیں ہے آب جان جاودان
جان ہو جاوید جسکی ہے شقی * جرات اسکی ہے اجل پر احمقی
جہد کرتا جان تیرا جاوید ہو * موت کے دن تا ترا توشہ ہو دو
سمجھو کہ خاصان خدا کی ہے غذا * جس سے تو بیزار رہتا ہے سدا
گر نہو وے نور دل وہ دل نہیں * جان نہو تو تن بغیر از گل نہیں
جو کہ کعبہ دیکھا ہووے اندر شہر * بحر جو دیکھا ہووے بے اختیار
نفس کے کہنے سے تو عاجز رہا * تس پہ دعوا ہے کہوں شیر خدا

بیان مسئلہ جبر اور قدر کا

تجھکو اے جبری میں ہیگا سازوار * تا لہ بالکل بھولے اپنا اختیار
عالم امکان میں ہر ہر چیز کا * بیگمان مختار مطلق ہی خدا

لیک تو مجبور مطلق بھی نہین * تاکہ تو ماننا ہے جبری سب کہین
اختیار حق سے ہو گر اختیار * کیا سبب غصہ ہے تجھ مین آشکار
امر و نہین و مہر و انعام و عتاب * پھر بجبر مختار کے کب ہو صواب
قدریون کو ہے نظر اس گرد پر * اس لئے کہا دین ہے وہ اہل قدر
جبر ئے ہین اس نظر کے منکرین * اس لئے مجبور کہا دین یقین
جبر یا بین بیشک زبون ہین قدر سے * منکر حس اپنے ہین وے جبر سے
منکر حس ہین نہین اہل قدر * بلکہ فعل حق سے ہین وے بے خبر
فعل حق سے ہے نہ انکو آگہی * حس بشری فعل حق کب پاویگی
ہے غرض تکرار اس دو قوم کا * حشر تک قایم رہے یہہ ماجرا
ہووے آپس مین اگر معقول دو * مات ہوجاتے بہتر کا ہیاو

فایدہ عشق اور بقا سے روح اور فنا سے تن کا

عشق مردہ کا نہووے پایدار * عشق حی جان فزا کر اختیار
روح لے قالب کرے تا کروفر * قالب بے روح ہے مثل حجر
ہے یہہ عالم مردہ زندہ وہ جہان * ذرہ ذرہ نکتہ دان و زندگان
مردہ جگ سے کب انہین آرام ہے * یہہ علف تو لایق انعام ہے
گلشن فردوس ہو جسکا وطن * یہہ جہان پاس آسکے ہے جیون گلخن
جای روح پاک غایب ہے * جای روح ہر نجس سجین ہے

چاہے باران گلشن و نسرین اب * کرم کی جا تو دہ سرگین اب
خاصگان کو حق کے ہی جام طہور * ہی جہان شورابہ مرغان کور
ہی شبستان خدا جیون آفتاب * کب شب تاریک ہو آسکی حجاب
جب کیا عریان جہانے حق کے پاس * حق اسے دیتا ہی رحمت کا لباس
خلعت اوصاف حق وہ پہن کر * فار دنیا سے اڑ سے افلاک پر
خاک مین تھا وہ اگرچہ دردناک * خاک سے گذرے پہ ہو جاتا ہی پاک
تن ہی ایک مہمان خانہ کے مثال * پس تو مہمانون پر کر اسکو حلال
سات سال ایوب باصبر و رضا * تن کئے تھے وقف کرمان بلا
رنج سے ہرگز نہ ہو تو ترش رو * پایگا گنج شکر تب حق سے تو
شیوہ کب نازک دلون کا ہو جدال * اب یہہ خو جب کو ہو جینا کا خیال
تن فدا کرنا ہی رسم عاشقان * ہی شہیدونکو حیات جاودان
یہہ جہان اصغر ہی اور کبری نفس * دو نوشان رستم و حیدر ہی بس
یہہ بہار باغ بعد از برگ ریز * ہی تجھے روشن دلیل رستخیز
ظاہرا خاکی ہو کب مانند خاک * کب نظر آنکو آوے مثل تاک
جو نظر غیرونکے محرم پر رکھے * اسکے محرم بھائی اگے غیر سے

فائدہ مستوریت زن کا نامحرمون سے

عورتون کو غیر سے محرم نکر * مرد و زن دشمن مثل پانبہ او رشرر

حسب بہم دو ہوں بالفت یا بکین * ثالث با لخیر ہو پیدا یقین
جو کہ نامحرم سے ہووے فسق جو * قابتان بیشک ہی اپنے زن کا دو
دہن کے رہ کا گر نہیں ہی راہ زن * رنگ و بو میں رہ نہ تو باندزن

حکایت بر سبیل تمثیل کے

یوں کیا دانا سے جا یک نے سوال * باطل حق کیا ہی ای شیرین مقال
وہ کہا باطل تیرے بہہ کان ہیں * اس سے بڑھ کر چشم حق ہو وین یقین
ان نکر تجلیاں اول ہو آفنا * جو فنا دیکھا سو پھر باقی رہا
ی جہان میں نور نار و نار نور * اس لئے دنیا بنی دار الغرور
قال رہ بین کر جہ ہوتی ای جوان * فخر رازی دینیں ہوتا راز دان
ب تفکر سے ہو کشف یہہ انا * یہہ انا مکشوف ہو بعد از فنا
ا نا فانی بذات مستطاب * جیوں ستارے ہوں فنای آفتاب

مناجات بیچ درگاہ حق تعالی
جل علا شانہ کے

حی اکبر ای خدائے مستطاب * صفت تری الغیاث والغیاث
صاں خطا طر تیرے مر ناخوب ہی * اکبر تیرا صفت نا مجوب ہی
جو کر میرے گنہہ سب ای کریم * بندگوں پر لطف تیرا ہی قدیم
ال میری کیا ہی میں کیا چیز ہوں * تا طلب تیرے سے آمرزش کروں

کون ہو نہین کیا ہی تیرا مین پنا * مین پنا سب کا ہی تیرے مین فنا

مناجات عام جناب ملک العلام مین

کیا کہون تیرے سے ای صاحب کرم * کیا مجھے طاقت جو مارون ایکدم
تو عدم سے خلق کو بخشا وجود * تو کیا نابود تھا سو اسکو بود
تو کیا گستاخ تو گستاخ ہین * تو کرم سے بخش گستاخ تئین
تو نے دی ہمکو دعا کی آب و تاب * پس دعا کو کر ہمارے مستجاب
تو کیا ہی مست ہمکو ای صمد * بارنی ای شرع کب ستون کوحد
جب کہ ہون ہوشیار ہم حد مارنا * ایک کب ہوشیار ہوتا ہون شہا
بندگی تیری ہی آب زندگی * آبجو ان جہن کوہین ہی مارنی
سم سے کب فاروق کو ہی مجھے ضرر * کیونکہ ہی تریاق فاروقی شکر
ڈھونڈ وہ تریاق فاروق ای غلام * تا کہ ہو فاروق دوران والسلام

چھٹوان دفتر مثنوی شریف کا

سبحانہ ما اعظم شانہ وحبیبہ ما اکرم عرفانہ کہ جسنے تن ظاہر یکو خلعت تن باطنی کا کیا اور رستہ ضروریہ کو واسطے تقویت لطایف ستہ کے پیدا کئے جسنے اسکو جانا آپکو پہچانا جوکہ آپکو بایادہ نظر آیا تعلم عروج ونزول موجب رحمت وقبول اور تالم خروج جہول باعث

نکہت و نکول کا ہی مرشد صاحب حال محرم اسرار ذو الجلال ہی
اور جو کہ اس مین محو ہو گیا وہی صاحب کمال ہی سبحانی ما اعظم شانی
اس ہی کی شان ہی یہہ عاشق دیوانہ اپنے سے نادان ہی
و صلی اللہ علی سیدنا محمد مالک العرفان مالک الانس والجان و آلہ
و اصحابہ اولی الہدایۃ الی الایمان

ای حیات دل حسام الدین مجھے * یہہ چھٹا دفتر ہی خوش آئین مجھے
پیش کش کرتا ہون مین ای معنوی * یہہ تیرے خاطر نگارین مثنوی
شش جہت کو مثنوی سے نور دے * تجھ سے تماشہ ہو وہ یہہ نامہ رہے
عشق کو کوشش پہنچ سے کب کام ہی * اسکو جذب یار سے آرام ہی
نقال خارستان غذا سے مار ہی * بوی گل قوت دماغ یار ہی
ہی نجس جو کیڑا ہمارے پاس گر * خوک اوسکا سمجھے ہین حلوا اور شکر
یہہ جہان ہی حصر بر اسباب جنگ * ایک کو ہو ایک کی غیرت سے ننگ
یہہ جہان اس جنگ سے ہی برقرار * ہی خالف چار عنصر آشکار
خلق کی ایجاد ہی اضداد پر * اس لئے ہم ہین جھگڑتے سر بسر
تجھ مین ہی تو دیکھ یہہ جھگڑے بر آ * دوسرے سے بس جھگڑتے کیون ارا
وہ جہان سب باقی و آباد ہی * کیونکہ ترکیب اسکی بے اضداد ہی
ہر ستارے کا مقرر ہی مکان * پر مساوی کب مہا مین نور جان

نور نامحدود حد میں کیسے آسکے * اس مکان میں جان بیحد کیسے پاسکے

اس زمین پر سبز ہووے جو نبات * خضر سا پیتا ہے وہ آب حیات

جان جب جانان طرف کرتی گذر * عمر سے پایان سے ہوتی بہرہ ور

مرغ پرواز اڑ سکے تا آسمان * ہمت عالی برابر ان ہی جان

خیر و شر میں گر کوئی عاشق بنے * اُس کی ہمت دیکھ باقی چھوڑ دے

باز گرچہ ہو سفید و سیاہ نظیر * صید جو سکے گویا جب ہے حقیر

چغد کو گر میان ہے بازوی شاہ * باز ہے گرچہ نہ رکھے وہ کلاہ

مست ہمتی آدمی کہہ ہے قدر * ایک دست سے گیا فلک پر

حق بھی آدم کو کرمنا کہا * کب ملک کو مرتبہ ایسا ملا

جان کو حاصل ہے فضل اور آگہی * جو ہوا آگاہ تر ہے وہ قوی

جان اول مظہر درگاہ ہوا * جان جان خود مظہر اللہ ہوا

عقل و جان سے جب ملک آگاہ تھے * جسم سب وہ جان آدم کے بنے

بھید ہے یک اور پر کس سے کہوں * کون ہے جانے جو اسرار درون

اہل ظاہر کیسے سمجھے وہ نکات * وہ ہے معنی نہ فعول و فاعلات

کب دریغ ہووے نرگس سے قمر * ایک خرافت سے ہے چرکین بشر

گرچہ شکر کرتا ہوتی آرزو * حق دریغ اس سے نہیں رکھتا کبھو

معنی لیتم علی افواہہم * ہے یہی ہجان لئے ای محترم

ہو سب ایمان تا کہ یہہ ختم گران * کہول دین و ہین خاتم پیغمبران

ختمہا جو چہوڑ گزرے انبیا * مصطفی کے دین سے وہ اٹہوا دیا

سب کہلے کے قفل جو باقی رہے * بات سے انا فتحنا کے کہلے

مصطفی ہین شافع ہر دو جہان * دین یہان دین وہان دلاوین وہ جہان

پیشوا ے انبیا و مرسلین * کام آنکا رہنمائی ہی یقین

اس مبارک دم سے حل ہین ہر دو باب * دو جہان مین دعوت آنکی مستجاب

ہین اشارات محمد المراد * کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد

ہون ہزارون آن پہ صلوات و سلام * اور فرزندون پہ آنکے ہو تمام

وہ خلیفہ زادگان حسن و حسین * جو جگر گوشہ ہین آنکے نور عین

گرچہ ہون بغداد مین یا روم و رے * غیر آب و خاک آنکی نسل ہی

شاخ گل ہی جس جگہ ہو شاخ گل * ہی خم مے جس جگہ پر ہووے مل

گر ہوا خورشید مغرب سے بلند * ہی وہی خورشید اے دانش پسند

عیب چینون کو خدا یا دور کر * اپنے ستاری سے آنکو ور کر

بیان بیچ فایدہ تجرید اور کسر نفس امارہ کے

راہ مین حق کے نہین جب تک فنا * کون پہنچا تا بدرگاہ خدا

ہی تجہے معراج و تمکین نیستی * عاشقون کا مذہب و دین نیستی

عاشقی مین جب ہوا کامل ایاز * اپنے ہستی سے اٹہایا دل ایاز

بود سے جب اپنے وہ نابود تھا * انتہا نے کار خود محمود تھا
جب کیا وہ نفس کو اپنے تباہ * پوست اور چارق بنایا قبلہ گاہ
ملک و مال و دولت دنیا یقین * سالکوں کا سدرہ ہے ای امین
ظاہرا جنت ہے دنیا سر بسر * باطن اُسکا ہے جہنم سے بتر
بھر بھر دنیا کے سارے نعمتاں * زہر قاتل ہیں بحکم امتحاں
دور سے آتے ہیں نظر جیوں بحر آب * جب ہوا نزدیک تو ہے وہ سراب
رنگ و بو پر اسکے مت مغرور ہو * اس بلا سے بھاگ اے جان دور ہو
ظاہرہ ہے نام میری اور شہی * باطن اُسکا درد مرگ جان دہی
بندگی کے رہ میں قل ہندوں سا بار * مت اُسکے ہو تو کاندھی پر سوار
خلق کو حمال تو اپنا نکر * مثل مردے کے بھاتا ہوت پر
بار اپنا غیر کے سر پر نہ دے * بادشاہی سے فقیری خوش رکھے
ویسی میری سے فقیری ہے بھلی * جو غرور مال سے ہو کاہلی
ہیں جہت سردار زادے نکے ہنر * اپنے بد اطوار ہے ننگ پدر
علم و حکمت گرچہ بہتر جانتا * پر نہیں تو عیب اپنے مانتا
ہے نظر دست اور ہر یار ہت پر * پیش تجھ میں کچھ نہیں اسے ہنر
بلکہ اُسکی ہے بھی بحکم ابا ہی * بوجھتا ہی اور سے بیشی و کمی
لاج میں تدبیر سے تجھے ہوگا فلاح * کام آوے زہد و تقوا اور صلاح

جانور ہو ناہی موٹا گھانس سے * مرد ہو مغرور زجاہ و مال سے
لیک یہہ موٹا بنا کیا کام آئے * یہہ تا بہر تجہکو دوزخ مین جائے

فایدہ بیچ اختیار کرنے طریق
سنت وجماعت کے

مصطفی فرماے گر چاہے بہشت * مانگ مت کہی سے تو دنیاے زشت
گر نہین مانگا تو ضامن ہون تیرا * جنت و دیدار حق تو پائیگا
یہہ جہان ہی دام دانہ آرزو * دام مین دانہ بدل مت جا کبہو
گر کرے ایسا تو پاوے مدعا کشاد * بر خلاف اسکے کرے دیکھے فساد
ہی تردد سے تیرے سب کاروبار * یہہ تردد ہی نہ غیر از اختیار
پس قضا کا تو بہانہ کچھ نکر * فعل پر اپنے تو رکھ اپنی نظر
فعل تیرا تجھسے جو پیدا ہوا * عاقبت پکڑیگا وہ دامن ترا
دایم اپنے جرم کا رہ تو مقر * انتقام اور عقل حق سے صلح کر
وزد ایمان ہی تیرا دیو دنی * مت رکھہ اپنے چور سے تو ایمنی
رہزن ایمان ترا ہی فتنہ گر * ہان حذر کرتا نہو زیر و زبر
مرکب توبہ عجب کچھ تیز ہی * رہزن ایمان کا خون ریز ہی
کب توبہ ہو جلدی سوار * رہزن ایمان کو اپنے جلد مار
یک بالا وہ جور ہی پرشر و شور * جیون خیال ہردم ہیٹن اسکے شغل اور

رکھہ نگاہ ہر آن کام اس جور کا * تا کہ مرکب بھی نہ لیجاوے چرا
پھر اسکا کون جانے جز خدا * لے خدا کا آسرا مت کھو دغا
توں ہی یوسف دیو ہی گرگ ای جواں * دامن یعقوب کو مت چھوڑ آنجان
ترک سنت اور جماعت کو نکر * گر گیا تو خون تیرا ہے ہدر
عمر آدمی نازنینوں میں گئی * غصہ دشمن میں وہ باقی رہی
اس نے جب لے لیا سنے کا نہ * غرق ہیں بازی میں ہم ترک کرے آہ
شب کے آگے چار کریو جستجو * ضایع مت کر روز اندر گفتگو
راہ ہی سنت جماعت جیوں رفیق * نیں رہ دو ہی یار ہو جاوے غریق
راہ میں لے عذر دے اپنی جور ہیں * وقت فرصت چاہیں بکاولوت لین
یا کرے مردی سے بتا کر ہراس * راہ سے پھر سے تجھے نا حق شناس
تجھکو ڈر بتا جو پھیرے راہ سے * دور تر بھتر ہے اس بدخواہ سے
عمر تیری دیو نے لی دے دغا * نفع کیا دے پھر تو ذیا دغا
عشق با ناموس اکے امکان نہیں * چھوڑ دین ناموس عاشق بالیقین
خانۂ دل کو جلا ای مشیر نر * اسطرح کا چاہئے عاشق کو گہر
نہیں خواب ای عاشق اپنی کر ذرا * ایک شب کو جن میں جیتوا بونے آ
تن سے ہو وے دیدۂ تن کی نظر * چشم جان سے دیکھ حال با خبر
جان کے کوزہ میں ہے آب حیات * تن کے کوزہ میں بھرا زہر ممات

جب ترا شیطان ہووے یار غار * ہو ہدایت پر کہان تجھکو قرار
زہر جو دیکھا مزہ ہی آگاہ دل * پرورش سے اُن کے تو ہوگا خجل
مصطفی فرمائے قرآن اور دل * بعض کو ہادی ہی بعضونکو مضل
مثنوی کا بھی یہی احوال ہی * بعض کو ہادی کسیکو ضال ہی
رمز موتو قبل موتو ہی یہی * تا مرے پیش از اجل با آگہی
زندگی مین تو نہین جب تک ہوا * واصل حق کسطرح سے ہوئیگا
آسمان پر تا کہ ہون سیارگان * تب تلک خورشید عالم ہو نہان
تو منی کو چھوڑ اپنے ای عزیز * تا تجھے ہو اصل کی تیرے تمیز
عکس اپنا آپ خود دیکھا ہی تو * آپکو تو غیر سمجھا ہو بہو
عکس سے کھا کرکے دہو کا دھم کا * جسطرح سے شیر چہ مین گر پڑا
نیست خود ہست ہی ای مرد راہ * نیست ہو تا پر تجھے پہنچے نگاہ
پس تجھے اول فنا ہو نا ضرور * تا تجھے آوے نظر وہ اصل نور
چاہے تو گر نور دیکھے بے حجاب * ہو فنا تا نظر آوے آفتاب
وہ نہین ہی مرگ جو تربت مین جاے * بلکہ جیون ظلمت کو تو پھر نور پاے
جاے طفلی مرد بالغ ہووے جب * روز کے آنے سے کب رہتی ہی شب
خاک زر ہو شکل متگی خاک کی * آئی شادی گئی غمی غمناک کی
مصطفی فرمائے ای اسرار جو * چاہے مردیکو جو دیکھے زندہ تو

مثال زندیونکے چلے ہی خاک پر * جب مرے وہ جای جان افنا کپھر
ساکن بالا ہی اِس دم انکی جان * ہو منتقل روح انکی بعد ازان
ہوے ہیں وہ صدیق اکبر یار غار * ہے فلک پر جان انکی برقرار
کیونکہ پیش از موت انکی جان پاک * چھوڑ دے ہے یہ تن آلودہ خاک
پس مرے پر انکی روح پاک کو * نقل ہونہ عالم افلاک کو
نقل گر ہو وہ نہین جیون نقل عام * بلکہ جیون منزل سے ہو نقل مقام
موت کے آگے ہوا ہے انکا نقال * غیر مرنے کے بجاے انکو نقال
مردہ زندہ ہے صدیق امین * صدق سے ہو گئے امیر المطہرین
اِس جہان مین دیکھ لے صدیق کو * تا قیامت کے کرے تصدیق تو
پسر محمد ہو قیامت نور تھے * کیونکہ پیش از موت کے فانی ہوے
زادہ ثانی تھے احمد مصطفیٰ * خود قیامت ہو تھے آپ ہی ظاہرا
آپ سے جو پوچھا محشر ہی کب * مصطفیٰ فرماتے اسکو ہے عجب
اب قیامت سے قیامت کا سوال * کیا سبب کرتے ہیں یہ غافل جہال
اِس لئے فرماے احمد خوش پیام * رمز موتو اقبل مرتو باکرام
جس طرح پیش از اجل کے مین موا * تم مرو پھر کشف ہو پھر ماجرا
پس قیامت ہو قیامت دیکھ لے * دید کو ہر شی کے یہی شرط ہے
تا نہ ہو تو وہ نہ پایگا تمام * خواہ ہون نور و یا کہ ہون ظلام

حکایت بر سبیل تمثیل ان عالمونکی
جو عمر اپنی ضایع کرتے ہیں

روز عاشورہ کے سب اہل حلب * جمع ہوا ڈطاکیہ مین تا بشب
نالہ و نوحہ بکا کرنے لگے * کربلا کے واقعہ کے واسطے
اس یزید اور شمر ملعون کا ستم * شرح کرتے تھے بصد درد و الم
ایک شاعر اجنبی ایا وہان * دور سے پوچھا کہ یہہ کیا ہی فغان
مرگیا ہی کون کسکا ہی عزا * نام و نعت اُسکے مجھے دیوو بتا
تاکہون مین مرثیہ اُسکے لئے * اُسکے نام و نعت اور اوصاف سے
ایک بولا تو ہی دیوانہ مگر * تو نہین شیعہ عدو ہی سربسر
مومنون پر غم حسین پاک کا * نوح کے طوفان سے ظاہر تر ہوا
جب سنا شاعر کہا بیشک ولے * کس زمانے مین یزید اور شمر تھے
واقعہ یہہ کب ہوا تھا ای عجب * تمکو پہنچا بعد کس مدت کے اب
اب تلک شاید کہ تم سوتے رہے * جو عزا مین پاک اب جارق کئے
پس عزا خود پر کرو کرو ای خفتگان * کیون کہ ہی بدتر کہ یہہ خواب گران
چونکہ وہ خود خسروان دین تھے * شاد و خرم گئے کہ چھوتے قید سے
اوج دولت پر گئے ہو شادمان * کندۂ و زنجیر جب توڑے شہان
گاہ کرتا عیش گہ شاہنشہی * تجھکو ہوتی کاش اُن سے آگہی

مگر نہین آگہ تب چارہ آپ پر * چونکہ ہی اس خاک پر تیری نظر

تو کہان ذرہ کہان ہی آفتاب * کیا سبابان پاس جو تیری کا حساب

شرط روز بعث اول مرگ ہی * زندگی کو موت سازو برگ ہی

جمادۂ عالم بیابان مگر بھوے پیش راہ * موت سے ڈرتے دلے ہی وہ پناہ

جسم خاکی کی نظر ہی خاک پر * بود کو نابود بوجھے وہ نظر

چشم باطن بابین اگر بخشے خدا * ذات ہستی کے سمجھہ کو پایگا

دیدۂ دل گرچہ روشن ہون تیرے * تب جہان محشر نظر آوے تجھے

اس لئے دیکھے حقایق ناتمام * بوجھہ نا آسکا ہی خامون پر حرام

بیان اسکا کہ عاشقون کو حیات دائم ہی

یہہ جہان زندہ ہی بسکہ حق کے پاس * تو کیا ہی اسکے تئین مردہ قیاس

بندگی کر حق کے خاطر ای فضول * نفع کیا دے خلق کا ردو قبول

گر تو ہی چاہے خریدار ای فلان * حق سے بہتر مشتری تیرا کہان

یہہ نجس تن تجھہ سے حق لیتا ہی مول * پھر عوض دیتا ہی سو نقد قبول

مول لیتا ایک بخس جسم فنا * خوش عوض مین دے تجھے ملک بقا

اشک کے قطرونکو تیرے گر خرید * بخش دے کوثر کتین رب المجید

مول لیکر ایک تیرا سوز آہ * بخش دے سو سو طرح کے عز و جاہ

دے بے پیش عشاق سب خون نا جہین * گر پڑے پیش عشق کے گرداب مین

آسیا کے طور دایم بیقرار * روز شب گردان و نالان زار زار
گرچہ پہلے عشق ہی رنج و بلا * انتہا گنج سلامت پایگا
تن کو پانی کر بہا آنکھوں کی راہ * رکھ مدام انجام پر اپنے نگاہ
اصل خواجہ یہ ہی لیکن ای غلام * کام کرمت اس پہ رکھ موقوف کام
ترک کر ناکام کا ہی کاہلی * عشق میں ہی مجھکو جانبازی بھلی
عشق میں ہی ترک بہتر ناز کا * نازکب دستور ہی جانباز کا
بھول جا یکبارگی رد و قبول * امر و نہی و عشق سے مت ہو ملول
ہر دو کان میں جنس ہوتی ہی نئی * فقر کی دوکان ہی یہہ مثنوی
مثنوی میری دوکان وحدت کی ہی * مثل بت ہی جو بجز وحدت کے ہی
اسکے آگے ہی سخن نارس یقین * کہنا ہر یک شخص سے لایق نہین
آشتی چاہے ہی کب یوسف سے بھیڑ * رہ سلیمان پاس دیوون کو نچھیڑ
صالح یوسف سے نچھاسے بھیڑیا * مل سلیمان سے نہ دیوونکو ستا
شرع کے احکام ہو وین زندہ پر * مردگونکو شرع سے کب ہو خطر
جو فقیری سے ہوا ہو آشنا * مردگو سے بھی زیادہ ہی فنا
مردہ یک تو بت ہوا یہہ لاکھ بار * خون بہا ہر قتل کا ہی بیشمار
گرچہ مارا حق سے انکو بارہا * پر عوض خون بہا حق نے دیا
قوم یہہ مانند ہیں جرجیس کے * بارہا مارے مرے پھر جی اٹھے

قسم ہے یکبار جو مارا پر آ * قتل پھر ہونے پہ عاشق تر ہوا
تو نے دیکھے بہت مردے گور میں * گور کو اب دیکھ مردہ میں یقین
عاشقوں کے سات مت رکھو دل میں کین * نقش گرتا ہے تڑپنے پائیں کہیں
مرد گون ہے عشق کے جھگڑا نکر * صورت تصویر ہیں وہ سر بسر
حال انکا شرح میں آتا محال * آنکھ تو غار دنیا سے نکال
ہمکو والیہ کوا گفتہ حق کہا * تو سر بریان سا ہنستا رہا
شمع سا رویا کر ای روشن ضمیر * تا کہ دل ہووے تیرا روشن منیر
ذوق خندہ تو ہمیشہ چکھ چکا * ذوق رونے میں ہی اس سے بڑا
خندہ جاوید رونا سے ملے * پھر نہیں وہ ذائقہ تم چاکھتے
ذوق رونے کا نہیں جانتے ہو تم * آب حیوان ہی مگر ظلمات میں گم
ہے تیرے عشق میں رونا ستر * ایک غم میں خندہ جو نفے میں شکر
اس محال میں آفتاب نوردار * دمبدم ہوتا ہی ذرے پہ نثار
عشق میں ہی شیر صید آہوان * بار ہی فرمان پہ تابع ہو بجان
عمر و حکمت عشق میں سب بے سود ہے * یہان فنا ہونے میں کل بہبود ہے
اس جہان کے محنت و رنج و الم * محنت و مہجوری حق سے ہے کم
ترک دنیا کر تو ہی تو ہی پسر * ایک دوری حق کی اس سے تلخ تر
دوست جانا ہے قہر کردگار * قہر دیکھے جو کرے قہر اختیار

قہر کا انجام تک دیکھہ ای ودود * قہر سے کیا لیگئے عاد و ثمود
کعبۂ جبریل وجان کا سدرہ ہی * قبلۂ عبد البطون کا سفرہ ہی
قبلۂ عارف ہی نور ذوالجلال * قبلۂ عقل و مفاسعت ہی خیال
قبلۂ زاہد خداوند کریم * سیم و زر ہی قبلۂ مرد لئیم
قبلہ خلوت نشینان ذوالمنن * قبلہ صورت پرستان روی زن
قبلہ مرد حق کا نیک اعمال ہی * قبلۂ نا اہل کا اطفال ہی
قبلۂ معنی درون کا صبر ہی * قبلہ صورت پرستان جبر ہی
قبلۂ عشاق حق ہی ای پسر * قبلۂ باطل ہی شیطان بدگہر
قبلۂ فرعون دنیا سر بسر * قبلۂ حر بندہ ہووے کون خر
یہہ سخن ظاہر اور باطن ہووین دس * تا کہ عقلا سے ہو محرم ہمکس
کوئی عاشق نہیں دیوانہ تر * عقل ہی سو واسطے اسکے کو روکر

ذکر اسکا کہ صبر کرنا اور جاہل کا جور اور جفا سہنا
واسطے عاقل کے عزت ہی

جاہلون سے گر ہوا تو ایک دل * ہوویگا آخر پشیمان اور خجل
جاہلون کی دوستی ای ہوشیار * زہر قاتل ہی کریگی تجھہ کو خوار
کوہر و خرمہرہ گو یک جانے خر * عقل و عاقل جانی کیا وہ ای پسر
عقل وایمان جاہلون سے دیوغول * مال دنیا دے دغا سے لیوین مول

ای مگس دیہانو مغرور مال * مگس ہوا بودا تو جوہر جا دین ہیش بال
صبر کرنا چاہاہون کے ظالم پر * تجھکو اے عاقل ضروری ہے مگر
حلم سے نا اہل کا سہنا جفا * اہل دل کہتیں صبر اسمیں ہے بجا
آتش نمرود ابراہیم کو * روشنی دکھی پر ہادی موجود
وہ نفاق و جور کفر نو جہان * نوح کو تہا صیقل مرآت جان
لیک جو چاہے بجھا لے شمع دین * شمع باقی وہ جلے بیشک یقین
جو کریگا شمع پر منولاکی دم * شمع روشن وہ جلے ساتو جنم
حشر تک لعنت کی پرسے اسپر رسول * بولہب پر جیسے کی ہے بہت نزول
نور کو ظلمات سے کیا ہو خلل * بہاگے ہی لاحول سے دیو و غل
ہووے سب دامن سے تصویر نے دور * نور نور نور نور نور نور
وہ محمد حق خاتم پیغمبران * آنکے وہ آداب وہ یاران کہان
وہ نماز و روزہ و رحمت کہان * تو کہان تجھکو یہہ دولت ہے کہان
یہہ دعا مانگی ہے دایم موش کور * تا نہ ہو خورشید کا جگ مین ظہور

حکمت بیچ پیدایش خلیفہ حق تعالی کے
جو آدم علی نبینا و علیہ الصلوات والسلام ہین

جب ارادہ یون کیا پروردگار * تا تجلی ذات کی ہو آشکار
ضد تھی اس ذات کے مانند کو * ذات ہے ضد کے نہو ظاہر کبہو

پس بنایا یک خلیفہ خوش صفات * تاکہ ہو آئینۂ اوصاف ذات
نور بیحد مرحمت اُسکو کیا * ظلمت اُسکا ضد بنایا دوسرا
نور و ظلمت سے بنائے دو نشان * ایک آدم دوسرا ابلیس جان
سالہا یہہ دو مخالف تھے بہم * جنگ اور پیکار تھا نہین جنہم
دوسرے اور ہین جب ہابیل تھا * ضد نور احمدکا وہین قابیل تھا
نور ابراہیم جب پایا ظہور * ہو گیا نمرود دشمن بالضرور
فتنہ ان دونوں مین یک مدت رہا * بعدہ آتش سے یہہ فتنہ مٹا
تھے غرض ہر دور مین یہہ دو فریق * تاکئے فرعون کو موسی غریق
سالہا برپا رہے یہہ دو علم * آب رود نیل تھا امد کا حکم
پھر ہوا جب دور ختم المرسلین * تھا عدو حضرت کا بوجہل لعین
کیا نظر سے ہو نہین ای غور جب * بوجہین ان رمزون کتین جہال کب
تو خیال وہم مین پر آ ای فلان * مثل سو فسطائی مت ہو بدگمان
وہی اپنے عقل سے معزول کر * حیثیت اپنے جو پیتہا بھول کر
ای حقیقت حق کے حاکم خالق پر * کب اُسے پاوے بھلا حس نظر
لیکتا ہی محسوس حس اندر ستر غیب * ساتھ تیرے ہر زمان بیشک و ریب
وہ نظر جس پر کہ ہووے حق عیان * وہ نہین ای چشم تن ہی چشم جان
حس حیوان دیکھہ لیتے اُسکو گر * پایئے وقت ہوتے گاو خر

آتش جان سے جلے تیرا خیال
آتش ظاہر سے جاتا ہے نہال *
کل شیئ ہالک الا وجہہ
بالکہ عالم جاں کے سبب ہو جاے ہو *
کہکے الا اللہ سے وحدت جگا
ماسوی اللہ لا الہ سے مٹا *
تن فنا کر دیکھ جان جاودان
تن رہے تک ہے تیرا محبوب جان *
سر بسر ہوتی ہے کشتی غرق آب
رات کو کرتا ہو نہیں جب عزم خواب *
تن پر آ مردیکا جیسا ہے ضرر
خود نہ ہیں باقی نہ تیرا کر فر *
خود وہی کہتا الست خود بلی
رات بھر تا صبح دہ شاہ علی *
دو نہ تنگ سب نکل گئے سب جہان
کیونکہ ہے سے دو سرا موجود وہان *
پھر مہ جون کر دہ کر کرتی ہے قمی
جب گیا خورشید منزل شب کو طی *
مثل یونس خلق ہو وین آشکار
ماہی شب سے نکل وقت نہار *
صبحدم اب بین ہر یک بولتا
پیٹ سے سب ماہی شب کے باہر آ *
خور تھی شب ام آسے زنگی کہا
نار جو موسی نے دیکھا نور تھا *
تا نہ دریا کو چھپاوے خاس وخس
ناگ آگے دیدۂ بینا وہ بس *
تابع اسباب کے عارف نہیں
چشم بند خلق کے اسباب ہیں *
دور کیون کرتا ہے فکرت اے پسر
حق نہیں سے شہرگ سے ہی نزدیکتر *
آ سمندر مجہو رہو تا بالفرود
جس قدر تو فکر کو کرتا ہے دور *
ہاتھ میں آسکے نہیں جز باد خاس
قاعدہ فکرت میں پرت کر ہی ہاں سکی *

جسقدر کرتا ہی وہ فکر دراز * اسقدر رہتا مراد دل سے باز
ہین بہت ذہن و ذکاوت اور فن * راہ روکے مثل شیطان راہ زن
اہل جنت ابلہان ہین بیشتر * فیلسوفو نہین نہایت ہی خطر
اپنے علم و فضل پر مت ہو فضول * حق سے تجھ پر تا کہ ہو رحمت نزول
زیرکی ہی دام غفلت ای عزیز * پاکبازون نے کیا ہی یہہ تمیز
زیرکی ہی مانع عجز و نیاز * زیرکی دے چھوڑ آلے سوز و گداز
زیرکان عاشق ہین مصنوعات کے * ابلہان مفتون نور ذات کے
تاہز سے بی فضل و ہنر سے درگذر * خلق نیک اور بندگی ہی کارگر
چارۂ دفع بلا ہی بندگی * فضل حق چاہے تو کر افگندگی

ذکر اسکا کہ ہر چیز مین حق ظاہر ہی

جو خدا پیدا کیا باطل نہین * کیا غضب کیا حلم اور کیا لطف و کین
مت کسی کافر کی تو تحقیر کر * شاید وہ آخر مرے اسلام پر
خیر مطلق ہی نہین کچھ ایک چیز * شر مطلق بھی نہین کچھ ای عزیز
جھڑکیان مت کہین کو دنیا وقت پر * نان اور حلوا سے ہووے نیک تر
وقت پر مت کہین کو میٹھی مارنا * قتل سے گویا کر رکھنا ہی بچا

فائدہ درمیان مشورت کے

مشورت ہر کام مین نیکو سے کر * حکم شاورہم ہی پیغمبر اپر

مشورت سے کام ہوتا ہے درست * ترک سے شوری کے ہو تدبیر سست

عقل روشن ہے مثال شمع کے * شمع روشن تر ہوں جس اس ایک سے

جمع ہوں یک جا اگر دس بیس عقل * وہاں خطا اور سہو کا کمتر ہو دخل

بانکہ ہو یک شمع ایسا در میان * نور آسے کا نور شمع آسمان

غیرت حق کا عجب کچھ ہے کرم * علوی دستاں ما یا ہے بہم

اس لئے فرمائی حضرت مصطفیٰ * ترک رہبانی خلوت کوہ کا

صالحوں میں ایک صالح تر ہو گر * راہ کا رہبر سے وہی ہو راہبر

ترک مت کر صالحوں کو اے قوم * مصطفیٰ فرمائے اصحابی نجوم

نجم ہر وجہ میں ہیں رہنما * نجم کو تو بوجھ اپنا مقتدا

صحبت نیکاں غنیمت ہے جوان * دو جہاں کا راز اسے ہو عیاں

خود قضا کے کام رنگا رنگ ہیں * فہم میں اُسکے خرد سب دنگ ہیں

ہے جہاں بھر قضا کا جز رو مد * عقل کیوں کر پاوے اسکو بے مدد

بس نہ ہو یاروں سے تو ہرگز جدا * تا کہ وہ ہو ویں ترے عقدہ کشا

پکا یاروں سے رہ کر شاد دل * تا کہ تجھ سے وہ رہیں آباد دل

مثل ہیں خنداں ہو آگے رو برو * تا کریں مانند بابلاں گفتگو

خوش بتا جوں آئینہ اپنا جمال * مثل طوطی تا کریں تجھ سے مقال

خوش کلامی ہے نشان دوستی * بے تکی ہے نفاق کی سب بے الفتی

تیسری فکر بن نجم کے مانند ہین * چرخ پر چرخو مین اپنے. جیون پہرین
جمع ہون. جس جاے پر یاران بہم * ہی تجہے شامل وہان فضل و کرم
غار مین ممکن ہی گمراہ اندہا گرے * ہی عجب گر آنکہہ والا جا گرے
جسکے دل مین عشق کے ہووین شرار * اسکو بن معشوق کے کب ہو قرار
ہجر ایک دم کا اسے ہو ایک سال * سال بہر کے وصل کو جانے خیال
عرش کے جانب ہمارا ربط تہا * ہمکو شہوت نے کیا وہانسے جدا
پس پڑے ہم اس کمال وحال سے * رحم مین زندانکے تن سے زال کے
ہی زنون کا کید یا ربی عظیم * مکر سے انکے بچا ہمکو کریم
گرچہ جب ہم روح تہے یا اب ہین تن * اول و آخر ہو وطن اپنی ہی زن
جو تیرا حسن رہ لپٹاوے مدوے عیب * ہو نہ اس حسن کو فتور مرگ شیب
جہد کرنا ہو دو چندان حسن ترا * تاکہ اس سے کام حسن کا ہو بہلا

قصۂ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا

شب کو یہہ معمول تہا محمود کا * شہر مین پہرتا اکیلا جا بجا
دیکہا ایک شب ناگہان کتنے نفر * واسطے چوری کے ہی عزم شہر
شب روان اسکو کہا ای باوفا * کون ہی تو نام و نعت اپنا بتا
وہ کہا مین چور ہون ای دوستو * ہون تمارے سات تم جس جا چلو
بعدہ ہر ایک لگا کہنے ہنر * ایک بولا کان ہین یہہ باخبر

بوجھتا ہوں تو نکی آواز ہیں * میں تارے ہوں وہ جو چمکے کہیں

ایک بولا حیف ہیں میرے بصر * ہوں شناسائی کے فن میں بے نظیر

جب کو تاریکی میں دیکھوں ایکبار * ان کو بتلاؤں میں آشکار

ایک بولا ہی میرے بازو میں زور * نقب سے بتلاؤں مال و زر کا چور

ایک کہا اک ناک میں میرے اثر * ہو جو ان کے ... مال و زر

مثل مجنوں بو کروں میں خاک کو * خاک سے بوجھوں ... خاک کو

بو کروں بتلاؤں ... ہاں * ہی اگر ... ہیں

ایک بولا ہی میرے پنجے میں تاب * خوش ... میں ...

کو شکار ... میں ... * ... تا چرخ ...

سب کے ... خوش دل * بول یار ... تیرے میں کیا کمال

وہ کہا دو آرتی میں ... * پھر ان ... کی ...

جب کہ رحمت سے بتلاؤں بادشاہ کو * ... درست بادشاہ کو

سب کے ... * روز دولت کے ... دیکھے ...

بعد ازاں کر کے سب وہاں سے چلے * قصہ ... محمود کے

راہ میں ... * وہ کہا سلطان نے ... یہاں

قول کو ... * قصہ ... عمارت ...

بس ... * ... ساعت سے بے گزند

نقب زن مخزن کو پہنچا یا نقب * مال کو ہر ایک سے لوٹے تعب
وہ زر و لعل و جواہر بے قیاس * لے گئے سب جمع کر کے اپنے پاس
شاہ اُن سب کا سمجھ نام و مقام * اُن سے ہو پوشیدہ آیا تیز گام
ماجرا شب کا امیر دن کو پڑگاہ * کہہ دیا سب کو پکڑ لائی سپاہ
زندگی سے اپنے کر قطع امید * خوف سے کانپنے تھے ہر ایک مثال بید
شاہ کو دیکھا نظر باز ظریف * تخت پر جو شب کو تھا اُنکا حریف
عارف سلطان تھا وہ لاجرم * کہہ دیا اُن سے نہیں اب تمکو غم
میں بچا لیتا ہوں اپنے قوم کو * کیونکے شہ عارف سے روگردان نہو
چشم عارف ہیں امام ہر دو کون * عارفوں سے ہی بجا امید عون
چشم عارف ہیں امان دو جہان * دو جہان میں ہیں معاون عارفان
ہیں محمد عارف شاہ علا * اس لئے ہیں شافع ہر دو سرا
نور اُن کا مرحم ہر داغ ہے * کیونکے اُنکو دیدۂ مازاغ ہے
ہے شب دنیا میں محجوب آفتاب * ناظر حق ہیں و لیکن وہ جناب
ہیں مقامات عبادُن پر عیان * اسلئے شاہد ہیں وہ شاہ جہان
اس لئے اُنکو خدا شاہد کہا * جانتے ہیں سب کسی کا ماجرا
حق کہا معراج میں لولاک اُنہیں * پس خدا کے پاس وہ شاہد نہیں
اس لئے ہے قول شاہد معتبر * بے غرض وہ راز دیکھا ہے مگر

مدعی دیکھا ولیکن باغرض * چشم کو اسکے غرض کا ہی مرض

منظر حق دل ہی دل شاہ ترا * ہی مگر شاہد پہ دیدۂ شاہ کا

دل تجھے ہی دو جہان مین راہبر * کیونکہ ہی اللہ کے دل پہ نظر

مناجات درگاہ مین قاضی الحاجات کے

حق نے ہر ذرہ مین یہ جذبہ رکھا * کھینچے اپنے جنس کو جیون کہربا

اِن کشش سے یاالٰہی دے امان * کھینچ اپنے طرف اے مہربان

جاذبون پر ہے ترا جذبہ امیر * لطف سے ہو تو ہمارا دستگیر

نفس غالب ہی نہایت اے خدا * ستمان کو اسکے آفت سے بچا

ستمان کو تو ندے دشمن کے ہاتھ * نفس کے جذبے سے دے اسکو نجات

بیان درمیان صفات باطن کے

ننگ ہے ناموں سے رکھنا ہی صلاح * شاید اس سے ہو تجھے حاصل فلاح

زر کو دیتے ہین سیہ تاب اسلئے * تا کہ وہ تاراج سے ایمن رہے

ہی نہ خاص مرد کی نور جلال * اس سے ظاہر کیون نہو سحر حلال

صحبت ناجنس سے پرہیز کر * ہمنشین ہو نیکو دانا کی پسر

نیک ہین وہ چشم جو ہو دین خبیر * مین فدائے مردم روشن ضمیر

چشم جو ہین مست خضرا ے دمن * عقل کو کر اپنے اسکی تمتمن

ہے تیرے عقل و خرد کو ای عزیز * جنس اور ناجنس کی ہے شک تمیز

جنس اور نا جنس ہی از روی ذات * تو نکر صورت طرف اسکی برات
جنسیت تاثیر کی ہی صورت سے الگ * ہیں بشر بھی وے لے جنس ملک
جنسی جب جنس جنت کا ہوا * جنسیت اسکی ہوا اسکو ڈر رہنما
جنسیت ہی ایک تاثیر نظر * اس نظر سے ہم ہیں جنس یکدگر
جو نظر حق زید مین پنہان کیا * تجھ مین ہی تو بھی تو اسکا جنس تھا
مرد کو دے ہی خدا خوئے زنان * وہ مخنث وار مرد آنا فلان
جب کردے زن کو خدا خوئے رجال * وہ چھوری ہو نکل جاوے چھنال
جب رکھا تجھ مین صفات جبرئیل * تو اڑیگا عرش پر لے قال و قیل
جب رکھا تجھ مین صفات گاو خر * پایگا تو رکھ کے پر آ آخور پر
گور مین مدفون ہین اکثر خاص ہو * ایک مدفون زندہ سے افضل تر ہین دو
گور مین سوتے ہین وہ خوش بے گزند * زندگان ان سے ہزارون بہرمند
چشم ہی مشکات انکا دل چراغ * عرش اسکی روشنی سے باغ باغ ۔
اس لئے فرمائے ختم انبیا * صورت حال دل ہر اولیا
مین سماؤن نہ کہین حق نے کہا * کیا فلک کیا عقل و نفس کیا علا
ہون دل مومن مین لیکن مثل ضیف * بی چگون بیچون اور بی کم و کیف
دلکی انکھین کھول دلمین کر نظر * غیر کے اور اسکی دل سے دور کر دگر
کیمیا گر ہی دوا سے پوست کر * اس صناعت سے عدو کو دوست کر

عشق ہے دلبر کے پی آب حیات * تاکہ ہووے روح کو تیرے نجات

حق تجھے بخشے نہ یہہ ملک جہان * بلکہ دو بخشے جہان جاودان

ذکر اسکا کہ انسان مظہر آیات حق جل علا کا

آدم اصطرلاب وصف ذات ہی * ذات آدم مظہر آیات ہی

اسمیں جو آوے نظر عکس خدا * عکس جیون پانی میں ہو مہتاب کا

پاہ دنیا میں جتے ہیں مردمان * عکس اپنا دیکھیں اسکے درمیان

اسمیں جو آوے نظر ہی عکس ذات * ورنہ تو وہ شیر ہی اسکے ثبات

شیر جو وہ مسخرہ خرگوش تھا * عکس پر اسکے اسے وہ جوش تھا

عکس پر اپنے کیا حملہ دلیر * بس کنوے میں گر پڑا ہو وہ شیر

تو بھی سب دشمن سے ہوتا ہے جو * ای غلط انداز خود غلطان ہے تو

وہ عداوت خصم ہی نہ عکس حق * جو صفات قہر سے ہی منطبق

ہی گنہ اسمیں ترا عکس گناہ * بس گنہ اسے لے تو اپنے انتہا

نظر آویں جیتے تیرے اخلاق دون * ہی وہ آئینہ تیرا تو ہی زبون

جب تو آئینہ میں دیکھا اپنا حال * بس نہ آئینہ سے پیدا کر ملال

عکس پر کب تک رکھے اپنا نظر * اصل ہی ہی آخر اپنا پیشہ کر

خلق کو تو جب جیون آب زلال * اسمیں جیتن تابان صفت ذوالجلال

گرچہ بدلے آب دریا چند بار * عکس مہر و ماہ و اختر ہے قرار

خوب رو ہیں گے مثال آینہ * عکس حق اس میں خیال آینہ
عشق اُنکا عشق ہی اللہ کا * تو حقیقت بھول کر شیدا ہنا
تو حیات عشق سے اللہ سے * خار صورت کو اُٹھا دے راہ سے
اصل میں آخر ہی یہہ سب خد و خال * کب رہے پانی میں دایم یہہ خیال
صورتاں میں ساری ہیں عکس ذات حق * سر بسر دیکھ اُسے میں ہیں آیات حق
چشم کو تیری اگر ہی آگہی * جس طرف دیکھے تو ہی جمالہ وہی
حق کو جب تو غیر بوجھے بے شعور * کیا تجھے دیوے خبر شاہ غیور
حق منزہ ہی دوئی اور شرک سے * کیا ہی معدومات سے نسبت اُسے
ہی جہان سب جسم حق ہی جان جان * مغز ہی لیکن نہیں ہی استخوان
انکھ سے شیطان کے آدم کو نہ دیکھ * آب و خاک آدم کو ہرگز تو نہ دیکھ
ذرہ خورشید کو شپر نہ بوجھے * جو کہ ہی مسجود جرشا کر نہ بوجھے
عکس ہی اُستاد لیکن عکس میں * عکس میں حق کے فنا ہی وہ یقین
جب مبدل ہو گئے ابدال حق * بس نہیں ہیں خلق جب پھیرے ورق
قبلہ وحدانیت یک ہی نہ دو * خاک مسجود ملک ہرگز نہو
ما رمیت اذ رمیت ای مرد دین * دید احمد دید خالق ہی یقین
مدح و نعت مصطفی ہی حمد حق * ایک ہی اُس جا ہی میوہ اور طبق
تو کرے سب سب جب پہاڑ اُگے * کیا عجب ہی جھاڑ گر بولیں اُسے

تو کرے کو تو ردّ عیب جان * کیونکہ ان دونوں میں ہے یک رہ نہان

وحدت ثانی کو نہ بھول اے چشم شوخ * خشک دریا میں رہے کیونکر کاوخ

چمکے کب خورشید کے آگے ہلال * کیا کرے رستم سے پنجہ پیرزال

ہے غیور و غالب و پروردگار * غیر کو کب اسکے ہو درگہ میں بار

کب روا ہو دیکھنا دوئی * بلکہ خود صاحب میں ہے اپنے فنا

غیر کا موجود گر بوجھے یہاں * بے بہر تجھے عرفان اور دانش کہاں

چشم دل کے کھول دیکھو اے یار زین * ایک ہے قبلہ یہاں پر دو نہیں

جبکہ دو دیکھے یقین گمراہ ہو * بس کہاں تو اور یکتا الله کو

حاش لله تو ہے اس حالت پہ زار * زندگی اور مرگ پر ہے شہسوار

مرغ سا تاثیب میں اندر ہوا * سایہ اسکا ہے زمین پر جا بجا

دل ہے سایہ سایہ ہے یہ بدن * بلکہ کیونکر دل کو دو پایا بدن

مرد ہو وے روح مثل آفتاب * چرخ پہ تابان تن اندر جا خواب

جان جیوں سیمرغ ہو مخفی حجاب * تن بر آمد تاب ہے زیر لحاف

روح امر رب سے ہے جب مخفی * جو مثال اسکی ہو وہ بھی ہے مخفی

جس جگہ قاصر ہو بحث وصف ذات * قدرت حق کی ہیں نادر ہی بات

کیا بیان کی نقل تاثیر ہے وہان * جان بارواح کے جاتے جہان

جزو ہے روح جو تن با جسد * جز آخر ہو گیا باقی ہے

نقش تجنے بے خبر کیا باخبر * ہاتھ میں نقاش کے ہین مختصر
آنکو ہردم صفحہ امکان پر * چاہئے کہہ دے یا مٹا دے نقش گر
کوزہ گر کوزے کا ہووے کارساز * کوزہ کب ہوا ہے سے پھن و دراز
کب تلک جیون فاختہ پوچھیگا تو * کو و کو و کو و کو و کو و کو
مشالے معنا نہو پر پا تہی * تک سمجھ اسباب کو ای مرد تہی
انکہہ گر رکھتا ہی تو خودکر نظر * دیکھے کیا چشم سفیہ بے خبر
کان گر رکھتا ہی تو کانون سے سن * احمقون پر کب ہوے ہیں روشن سخن
بے معاند کے نظر کا پیشہ کر * عقل اپنے کے لئے اندیشہ کر
عقل و جان محجوب ہی مجھ سے ولے * گر ہو تجھ میں تاب بارے دیکھ لے
اہل دنیا سب ہی زندان میں اسیر * مرگ دائم انکو ہونا گزیر
جز مکرنا در ہیں مردان خدا * جان زندہ تن اگرچہ ہو فنا
ذائق لذت ہی یہہ جان ای عزیز * احمقون کو اس سخن کی کیا تمیز
ذوق نفس و راحت تن کے بدل * ابلہی ہی ڈھونڈنا قصر و محل
ایک مسجد میں ہی بیٹھا شاد و خوش * باغ میں رہتا ہی وہ آخر و ترش
قصر ہی کیا چیز ویران کر بدن * گنج ویرانی میں ہی ای جان من
یہہ نہیں دیکھا جو ہنگام شراب * مست تب خوش ہو کہ ہوجاوے خراب
کاروبار مرسلین وانبیا * ماہ و خور از ماکسے ہووے جدا

تو نکل میدان میں اس تن سے گذر * عز و شان گر چاہے انکا ہو نفر

ایک شب میں ہو گیا جون کہ طے * پھر تو پھر کیوں منکر معراج ہے

ماہ سے بہتر ہیں وہ در یتیم * ہو گیا انگلی سے جسکے مہ دو نیم

جو عجب اس سے شق ہو گئی تھی * ضعف عقل خلق کی تھی خیرگی

عشق کی جو راہ میں ثابت قدم * جز بہار نبی کے مت مار دم

ترک کر دے دل سے کل حرص و ہوا * یاد کر قصہ ثمود و عاد کا

خوف سے حق کے ہوا جو آہ سے گر * حق تجھے جنت میں دے شیر و شکر

آخرت آباد ہے دنیا سے جہان * جو یہاں بویا سو پاویگا وہان

تو عجب مت جان یہ ہر معجزہ * اس سے بالاتر ہیں انکا معجزہ

روز محنت روز عشرت بکار ہے * روز حسرت حاصل ادبار ہے

جب تو اجزا ہی جہان جوڑ ہی گیا * جسم جان ان سب سے پھر کیونکر بنا

تو نے خورشید و زمین و چرخ سے * پارہ پارہ کرکے تن و جان ہے

مال جوڑیگا تو وہ سے پائدار * ایک ناوے جوڑ کو تا پائدار

پہنچائیں جو عطار بیت کے ای امیر * آخرش چھوڑتے تا انکو ناگذیر

تو نہ جو جو حسرت میں ابر نہ لے * تجھ سے آخر چھین کے لیجائینگے

بیان شیطان کے مکر و فریب کا

حق سے شیطان کی لڑائی عمر * ہے بڑا دشمن تیرا وہ حیلہ گر

مکر سے کہتا ہی تجھکو وہ لعین * مین تیرا ہمراہ ہون یار و معین
جان فدا اپنا کرون تیرے اوپر * رکھہ نہ تو کچھہ بات کا دل مین خطر
تو زمانے کا ہی رستم ای دلیر * دور تو ہر کام مین مانند شیر
اسطرح دم دے کے اس بدذات نے * کفر کے جانب جھکایا ہی تجھے
جبکہ تو خندق مین جا کر گر پڑا * وہ ہنسے اور قہقہہ مارے کھڑا
تو پکارے اسکو ہی وقت مدد * اب اٹھا لے مین مرے کر جلد کد
تو مرا ہی یار مین تیرا رفیق * دستگیری کر نہو نے دے غریق
وہ کہے چل دور ہو تو کون ہی * دیکھا ہی تجھہ ایسے بہتر سے گرے
ایسے سب دیوون سے مین بیزار ہون * مین نہ تیرا آشنا نہ یار ہون
حق کہا وہ خود سعادت سے ہی دور * کیا بچاوے تجھکو امداد کار و زور
فاعل و مفعول دونو لعنتی * زانیات و زانیان ہین دوزخی
روسیہ کہ باہزاران اشتہار * حشر مین انکو کرینگے سنگسار
رہزن و ظالم ہین ہر یک بایگل * ہین یہان عاقل و لیکن وہان خجل
نہی حق سے متقی پاوے رشاد * لیک ہووے حرص فاسق کی زیاد
منع گر یکشی کرے دانہ کبھو * اسکو ممنوعات نہین ہوتا غلو
چاہ کو پوچھا ہی وہ ایوان جاہ * دام کو دانہ باتقاضا سب الہ
تو حقیقت کو سمجھتا ہی خیال * اس خیالات فنا کو اصل حال

وہ جو کہتا ہے حقایق ہیں دروغ * ہے گرفتار خیال بے فروغ

ہیں حقایق حق خیالاں میں فنا * تو نہو پابند تخیلات کا

توبہ کرتا حق کرے توبہ قبول * فسق میں کب تک رہیگا ای فضول

جب پشیمان ہو کرے عاصی فغان * عرش لرزے ہے بدرد عاصیان

بخش دے حق انکو پھر عیش ابد * دولت باقی نہ پہنچ پاوے بد

بیان یہہ کہ صورت فانی سے نمود اور حقیقت باقی موجود ہے

حسن ظاہر پر نہو مغرور مست * تا نہو تو مثل تراش و بت پرست

صورت فانی سے مت ہو شاد کام * جام میں مے اور نہیں ہے مے بن جام

مے طلب کر ساقی گلفام سے * مے سے ہے مستی نہیں ہے جام سے

معنی معنی دیکھ صورت ہے پوست * ترک کر صورت کو ہو شیدای دوست

صانع صورت ہے سب صورت پسند * تو رہے صورت کا کب تک پاے بند

صانع صورت ہے سب صورت نہیں * بس تماشا ہی یہہ صورت نہیں

صورتیں بندی کی ہیں سب صورت خدا * پس مقید تو نہو تشبیہ کا

تو وہاں ہے تا کہ حق آوے نظر * فکر میں حاصل نہیں غیر از ضرر

پس حقیقت ہووے حق معبود کل * ذوق چاہے ہے تو کر سیر سبل

گرچہ بعضوں نے یہاں رہ بھول کر * دم کے جانب منہہ کیا بھولا ہے سر

لیک وہ ہر آگے ان گمراہ کے * دادھر دیتا ہے دم کے راہ سے

کوئی منہ کوئی دم طرف رولائی ہین * قسم دوسری سے جو سر دیا آئی ہین
تجھہ مین ہی تو پر نہ یہہ تو جو ہی تن * وہ توئی جسمین نہو وے ما و من
اول وآخر توئی تیری ہی تو * جب نہ تک توہی نہ سمجھے گا کچھ و
ہی توئی تیرے حجاب ذات حق * اُس پر قربان ہون جو لوچے یہہ سبق
جو کے تو اپنے مین ہیگا دیکھتا * پھر اُسکو اپنے سے ہی دیکھتا
ذکر حق سے سایۂ رہبر بھلا * کون بے رہبر کے اِس رہ مین چلا
سو عصا سے دیدۂ روشن بھلا * نا کرے وہ سنگ سے گوہر جدا
کر اپنا کر تو اپنے دل سے دور * ہو قباحق کے عنایت کے حضور
اب قیاس کار مین کیا سود ہی * کیا فلاح اسمین ہی کیا بہبود ہی

حکایت صدر جہان بخاری کی

تھا بخار مین جو وہ صدر جہان * قبض سے اُسکے تھا عالم کامران
صبح سے تا شام کرتا زر نثار * خلق پر وہ سرور عالی تبار
مفلس و محتاج اُسکے راہ پر * صف بصف رہتے کھڑے سے لب بند کر
گرچہ انمین سے کوئی کرتا سوال * اسکو ہرگز ایک دم دیتا نہ مال
نوبت فقہا کے دن ایک ناگہان * ہو کے مضطر کر اُٹھا آہ و فغان
یعنی ہون بے بس سے تو اے بادشاہ * لطف کی کر ئیگا میرے پر نگاہ
پر وہ اتنی ہی خطا کے واسطے * ایک حبہ زر نہین بخشا اسے

جب ہوا لاچار وہ پیر کہن * تب کفن ساز اسکو پہنا کر کفن

نعش رکھتے پر رکھے مردہ بنا * یک بیک صدر جہان واں آگیا

زر دیا اسکی کفن پر اسنے ڈال * اسنے جلدی ہاتھ کفن سے نکال

لے کے زر بولا کہ ای والا ہمم * مجھکو بھی پہنچا ترا فضل و کرم

شاہ بولا سچ ہی لیکن ای عنود * تو نہیں جب تک ہوا بے سود

مر موتو اقبل مر تو اب یہی * بعد مرنے کے کفن تجھ پر ابھی

یہاں نہیں اکھ سود مرنے کے سوا * پاس حق کی کیا چلے حیلہ ترا

ہی عنایت حق کی موقوف ممات * آشکارا ہو گئی تجھ پر یہ بات

یا کہ مرنا بھی نہیں لے بدل حق * موت کو بھی تو سمجھ لے فضل حق

راہ یہ ہے پیر کے ہیں پر خطر * چاہئے دانا تجھے یک راہ بر

یا تجھے یک پیر کامل چاہئے * یا کہ روشن دیدۂ دل چاہئے

دنیا اور دنیا داروں کے مکر کا بیان

یہ جہان مکار ہے مکروں کا گھر * مکر سے اس کے ضروری ہی حذر

واسطے لقمہ کے راہ مکر سے * لب پہ دریا کے مگر مردہ بنے

یہ جہان دکھلا کے اپنا رنگ دیو * دام میں لاتا ہے دوانے بہو

مکر اپنا جبکہ ہے حیوان میں * مکر کب ہوویگا پھر انسان میں

پیش بہت مکار جگ میں حیلہ ساز * باطنا ابلیس وظاہر پاکباز

ہے یہ مصحف جیسے زین العابدین * خنجر زہراب اندر آستین
منہہ پہ خندہ دل مین کینہ اور دغا * دل مین بد ذاتی و لے منہہ پر حیا
زہر دل مین دہن پر شہد و شکر * ایسے بد ذاتون سی یارب الحذر
پس تجھے اِس راہ مین ای مرد راہ * چاہئے یک پیر کامل نیک خواہ
لیک ہی پہچاننا اس پیر کو * سخت تر دشوار تر ای پیر جو
تو بحکم عقل ناقص ای خرف * بھاگتا پیر سے بچھو کی طرف
پیر سے ماں باپ کے بیزار ہو * فاسقون کے غول مین جاتا ہی تو
پیر کو تو دیکھ منہہ لیتا ہی پھیر * رہزنون کے دام مین جا ہی دلیر
آپ کو بہر خدا تفویض کر * ترکتازی ہی ضلالت ای پسر
کور جو ہمراہ رہبر کے چلا * خوب اُس بینا سے جو تنہا گیا
راہبر کی کر تمیز ای بے بصر * راہبر سے راہبر کے راہزن پیر
مین بتاتا ہون سیر افلاک و اثیر * پیر چاہون پیر چاہون پیر پیر
پیر ہی خود نردبان آسمان * پیر سے جا پہنچو سیر لامکان
عقل سے نمرود جب مغرور تھا * آسمان پر کرگسون کو لے اڑا
اُسکو فرمائے خدا یہ ای بے بصر * مین بہتر کرگس سے ہون تو خوب تر
مین تجھے دکھلاؤن ہفتم آسمان * تو نچاویگا بزور کرگسان
عقل جزوی مثل کرگس ہی یقین * وہ گئے مردار بر روے زمین

عقل آبدالون کی ہے جیون جبرئیل * وہ آرے سدرے تلک قال وقیل

بیان اسکا کہ طالب کو مجاہدہ دائمی لازم ہی

یار کی خواہش رہ مین ثابت قدم * تو بغیر از جست و جو مت مار دم
گر سفر سے تو نہین پاوے مراد * بوجہ بعد آنے کے ہو شاید کشاد
گرچہ وصل اسکا ملا اندر حضر * لیک تہہ یہہ بھی تو موقوف سفر
یہہ سفر کرنا نہ تہی تیری خطا * بلکہ تہی موقوف اس پر یہہ عطا
تو سفر کرتا کہ جب آوے وطن * کھولدے عقدہ تیرا وہ ذوالمنن
جب خطا مین وہ حساب بے خلل * پڑ گیا بعد آنے کے مشکل ہوئی حل
پس تجہے لازم تردد ہی مدام * کہہ نکالا عقل کے عہدے سے کام
چاہئے غشتی کو اتنا جہد و جہد * تاکہ بے آوے سب سے بھی ہو طالع سعد
پھر بہر آتا مرغ مجروح بدن * تو جدا ہو جاوے جلدی جان ز تن
اس تردد سے ملے شاید کہ یار * کیون نہین تو ڈہونڈتا ہی بار بار
یا تو حاصل وصال کر اسیار کا * یا تو اسکے راہ مین سر کو کٹا
جو نہی ذوق محبت سے بہر جگہے * کاٹنا اسکا گلا تلوار سے
کان جو واقف نہون اسرار سے * خوب گر بہرے رہین آواز سے
چشم جو دیدار سے بہرا ندلی * خاک ڈال اسمین کر اندھی ہی بھلی
جو نہون ہاتھ اسکے دامن سے بہم * خوب ہی ہو جائین گر دو نو قلم

پانون جو پہنچے نہ اُسکے راہ پر * عاقبت دیوینگے تجھکو درد سر
مرتبہ جان کا نہین تو جانتا * کیونکہ تجھکو رایگان بخشا خدا

دعا مومن کی قبول ہونے کے تاخیر کا سبب

اہل دل جب نالہ وزاری کے ساتھ * حضرت حق مین اُٹھاوین اپنا ہاتھ
چرخ پر نالیکا اُنکے ہو گذار * تب ملایک مینکے کہتے زار زار
ای خدا دے بندۂ مومن کی داد * کون دیوے تجھ سوا اسکی مراد
بندۂ مخلص جو کرتاہی فغان * تجھ سوا اُسکا وسیلہ ہی کہان
تب کہے حق یہہ نہین ذلت اُسے * گو اجابت مین ہوئی مہلت اُسے
وہ جو حاجت لاتا ہی میرے حضور * گر روا ہو جاے پھر جاویگا دور
گر کرون حاجت کو اسکی مستجاب * پھر مبادا چھوڑدے یہ راہ صواب
خوش مجھے اتاہی اُسکا بولنا * التجا لانا خدایا بولنا
بلبل و طوطی ہین پنجرے مین اسیر * خوش زبانی کے سبب سن ای امیر
حق رکھا تریاق مخفی زہر مین * تا کہ ذوالالطاف الخفی اُسکو کہین
غازیون ہی مین ہی اسکی مرحمت * اہل عصیان پاوین جام مغفرت
ہین بہت معکوس ایسے رب کے امر * جیون شکر پر خلق سمجھے اُنکو زہر
منکرون کے دلمین از جوش صفات * ہو گیا حق سے ظہور معجزات
آتش ابراہیم پر گلزار تھی * گرچہ وہ نمرودیون کو نار تھی

بیان مین اسکے کہ عالم کا سونا جاہل کے
جاگنے سے افضل ہی

نیند عالم کی ہی طاعت سے بھلی * اُس کے جو رکھتا خمار جاہلی
خواب احمق کا سراسر ہی زبون * ہی مثال عقل اُسکی سرنگون
خواب عورت کا زبون تر اُس سے یار * زن وہ ہی جو عقل و ہوش اسکے ہین خو
گر ہوا آزاد محنت مین اسیر * مخلصی پا دیگا وہ روز اخیر
جو کہ ہی مملوک مادر زاد سے * اسکو آزادی کی لذت کب ملے

حکایت اس مسخرے کی جو اپنی
عورت کو قاضی کے پاس لیجا

جوحی نامے شخص یک مفلس تھا * مفلس و محتاج و بے برگ و نوا
اپنے عورت سے کہا اُسنے کہ ام * کب تلک سہتے رہین جور شکم
ہی ضرر سے ہتھیار تو جاوید کر * تا آئے یک ضرورات سے عمر
نرگسی شہلا مین تیرے اے پری * ہی سراسر شیوۂ جادوگری
ہین تیری ابرو کمان مژگان ہین تیر * زلفین ہین گویا کمند صیدگیر
جا کسی دانا پہ اپنا دام ڈال * دانا بنا دے پہ ہو کھانا محال
کر لب شیرین سے اسے تو تلخ کام * لیکن اپنا کر شکر اس پر حرام
زن گئی باشدہ قاضی کے حضور * ظلم سے شوہر کے بافریاد شور

قاضی اسکے دیکھہ کرگال کی تاب * دام نہین جاگر پڑا مرغ کباب
عارض گلگون کی دیکھہ اسکی بہار * ہو گیا بابیاں صفت انگاشت کار
وہ قیامت قد و قامت دیکھہ کر * پہنس رہا پہر مین جانند خر
پہر کہا ہی محکمے مین غلغلہ * فہم کچھہ ہو تا نہین تیرا گلا
رات کو آوے اگر خلوت مین تو * کیا تیری فریاد ہی معلوم ہو
بولی وہ گہر مین تیرے ہی ازدحام * ہرکسی کو بات کا پڑتا ہی کام
جو نہر امیرا ہی خالی از خلل * غیر کا ہرگز نہین اسمین محل
میرا شوہر بہی گیا ہی گانو کو * آو گر اسمین تو کچھہ خدشہ نہو
مکر ایسا کر چلی وہ سیم بر * مکر سے زن کے حذر ہی الحذر
بارہا شیطان آدم سے کہا * دانہ کہاوین پر انہو نے نہ سنا
آخرش حوا نے جب ترغیب دی * کہا لیا اور بات اُنکی مان لی
اولا جو خون کیا قابیل نے * اِس زمین پر سو ہوا زن کی لئے
مکر زن کا ہی برا المختصر * قاضی دانا گیا شب اسکے گہر
وہان تہے سب موجود اسباب طرب * ایک تہا آب زلال یک تشنہ لب
ناگہان جوحی نے وہان دستک دیا * ہاتہہ سے قاضی کے توتا اڑ گیا
چو طرف کہبرا گیا دوڑنے * کچھہ نہین پایا بجز صندوق کے
ہو رہا صندوق مین قاضی نہان * زن سے جوحی نے کہا ای بدزبان

ایک عاقل نے نصیحت مجھکو کی * قلتبان بولین کبھی شہدا کبھی
یہہ دولت ہین مجھے تیرے سبب * تو مجھے رسوا کیا کرتی ہی اب
تو سمجھتی مال و زر مجھ پاس ہی * تجھکو اس صندوق پر وسواس ہی
خالق بوجھے اسمین ہی مال و منال * ایسا نے کرے تین ظن بد سگال
صورت صندوق ہی زیبا و لے * وہ تو خالی ہی زر و اموال سے
گرچہ ہی مال اس بدن کے باوقار * اس پٹاری مین نہین پر غیر مار
مین لیجاکر کال اسہی صندوق کو * آگ دیتا ہون میان لاچار ہو
تا کہ دیکھین سو منون گبرد جھوٹ * جو نہین کچھ اسمین یک دمڑی کا سود
قزن لگی کہنے اس سے در گذر * ہو وہ رسوا گند ہی اسباب بہ
پھر قہر ہوئے بلا حمال کو * چوک مین لیکر چلا وہ تند خو
قاضی اس حمال سے روتا ہوا * کان مین آہستہ یون کہنے لگا
محکمے مین جا کے ای حمال تو * بول نایب سے مرا احوال تو
چاہیے یہہ صندوق اس سے لیکے مول * گھر لیجا چوک مین ہرگز نہ کھول
جتنے ہین عاشق غم معشوق مین * مبتلا کر یا ہین وے صندوق مین
زندگی اندوہ مین ضایع کئے * کچھ نہین دیکھا بجز صندوق کے
جان اگر تب جائے ساتون آسمان * حرص سے ہی قید صندوق جہان
بعد مرنے کے نہین اسکو عروج * یا کہ ہی صندوق مین تربت کے بوج

ایک نادر ہی ہزارون سے بشر * جو کہ ہووے بات کی اسکو خبر
جسنے دیکھا جو جہان کے بیتر سے * وہی سمجھے بوجھے تن کے اپتر سے
جو نہین دیکھا کبھی ہرگز خلاص * اسکو ہی صندوق سے کیا اختصاص
ذوق آزادی ندیکھا جان جو * اسکو خود صندوق تن میدان ہو
قید صورت مین رہا جو کے اسیر * اسکو صندوق بدن ہی ناگزیر
جو مقید ہو رہا اِس خاص پر * اسکا کب ہووے گذرا فلاک پر
گر نہین صندوق صورت پر فدا * مثل قاضی کے بھلا کیون چھپ رہا
یا الٰہی بھیج ایسا پاکذات * تا دلاوے ہمکو اس تن سے نجات
خلق کو صندوق تن سے دین چھوڑا * انبیا اور اولیا ہے پاصفا
نائب آ جوجی سے بولا ای فلان * قیمت اس صندوق کے کردے عیان
وہ کہا دینار نوسے دیوے پانچ * ایک مین راضی نہین دینے کتین
چاہو تم دینار دیکر کے ہزار * مول لو یا چاہو اپنے گھر کو جار
پھر کہا نائب نے ای بیہودہ سر * قیمت اس صندوق کی ہے اسقدر
کون لیگا گر رہے صندوق بند * بیچ سے لے رو بات نہین ہرگز پسند
تب وہ بولا کھول کر تو دیکھ لے * گر پسند آوے نہین قیمت ندے
بولا وہ مت کھول اسکو زینہار * وے مجھے سر بستہ اے بابا تو شمار
مستر کرتا تجھے پرستاری کرین * مت کہی برہنس کہسر تجھے پر نسین

گر تو ہی آزاد بہتر از اسیر * پس اسیروں پر نہو تو حرف گیر
جو نہیں کرتا تو اپنے پر پسند * دوسروں پر بھی نکر ای ہوشمند
ہے جہان دار مکافات ای پسر * جو کریگا پائیگا اسکا ثمر
حق تعالی ہے رحیم و پردہ پوش * عیب پر اوروں کے تو مت خروش
تو اسی خورشید کا ہی عکس ذات * مت ہلا جز دین اور دانش کے ہاتھ
تو مراقب ہو کے پاس اپنے کو پا * عیب جو زنہار مت ہو غیر کا
ایسے کیسی تمثیل بول اس مرد سے * لے لیا صندوق صد دینار دے
تو ہی نت صندوق تن میں مبتلا * مول لین دائم ترے تئیں اولیا
نام اپنا اور علی کا اس لئے * خاتم پیغمبران مولا رکھے
جسکے مولا ہیں محمد مصطفی * اسکے مولا ہیں علی مرتضی
کون ہی مولا جو تجھکو قید سے * مخلصی بخشے اور آزادی دے
رہنما آزادگی کے ہیں نبی * انبیا دین مومنوں کو مخلصی
ای گروہ مومنوں شادی کرو * مثل حر و مومن آزادی کرو
لیک دائم ان شفیعوں کے حضور * شکر میں رطب اللسان ہونا ضرور
نفس کے تابع نہونا اسقدر * جو نہو اپنے شفیعوں کی خبر

تتمہ حکایت اس مسخرے اور قاضی کی

بعد پھر یک سال کے عورت کے سات * بولا یوں جوحی کہ ای شیرین زکات

دام اگلا پھر تو لے قاضی پر ڈال * کچھ بہت شکوہ سے کر ظاہر ملال

عورت اپنے ساتھ لے عورات چند * پھر آ سی قاضی پہ جا پھینکی کمند

جبکہ وہ آواز سے تھا آشنا * آپ خود کہہ نہ سکی اپنا گلا

دوسری زن کو کر اپنا ترجمان * عشوہ و غمزہ سے رکھے اپنے نہان

ناز پنہان اس بت طناز کا * کچھ اثر قاضی کے دل پر نا کیا

پھر کہا حاضر کر اسکے خصم کو * نفقہ اسکو کیون نہین دیتا ہے دو

ابتدا مین اسکو پہچانا نہین * کیونکہ تھا صندوق مین قاضی رہین

بولا وہ ہون شرع کا دل سے غلام * ہے نہین نزدیک میرے نیم دام

گر مرون تو ہو نہ قسمت مین کفن * شدت افلاس سے ششپانج زن

جب مین آواز پہچانا اسے * یہہ وہی مکار ہے جانا اسے

یہہ ستمگر ایک حیلت ساز ہے * یہہ وہی مکار لعبت باز ہے

پس کہا اسکو کہ ای ششپانج زن * تو وہم عیار ہے پر مکر و فن

ہو چکی نوبت میری ای حیلہ گر * جا کے تو اب اور کو دا ما دکر

جا چلابازی کر اب اورون کے ساتھ * دے مجھے ششپانج سے اپنے نجات

ہو گیا ششپانج سے ہشیار مرد * بوجھا کر عالم ششپانج مرد

پانچ حس اور شش جہت سے ہو بری * مکر سے دنیا کے پائی آگہی

چاہ دنیا ہے جو تیری شش جہت * باہر آ اس چاہ سے یوسف صفت

پالے یوسف کا تجھکو پا بگاہ * دے فروغ دولت و ایوان جاہ

بیان اسکا کہ بشر میں سراسر خالق کا نور ہے

ہیں ہزاروں جبرئیل اندر بشر * ہر بشر میں ہیں نہاں عیسی مگر
آدمی کے تن کے بتخانہ میں ہاں * ہیں ہزاروں کعبۂ دولت نہاں
ہی مکان اصلی تیرا وہ لا مکان * تجھ دانا کی ہے ویران کیوں دکان
یوں کہا تذنات سے شیطان جو زبون * خاک کے تیلے کو سجدہ کیوں کروں
آنکھ سے پردہ اٹھا اور دیکھ لے * تو نہیں ہے خاک بلکہ نور ہے
ظاہر اسکا خاک باطن نور ہے * باطن اسکا نور سے معمور ہے
یہاں تلک یہ بحث کرتا ہے بجا * بعد اسکے یہ سخن ہے ناروا
تو اگر کوشش کریگا سو ہزار * ہرگز ہووے نہ راز اسکا آشکار
تالب دریا کرے گھوڑا گذر * میر گھوڑا لکڑی کا ہی دریا پہ
تجھکو آگے اور مرکب چاہئے * مرکب چوبین سے آگے کام لے
مرکب چوبین ہی خاموشی تیری * پھر یونہی تو خود بھی ہے خاموشی
گرچہ خاموشان تجھے کرتے ہیں دل * پر وہ سب آئین عشق کا فرع و اصول
تو نہیں ہی جانتا انکی زبان * ہیں وہ گویا تو سمجھتا خامشان
تو کہتا ایسا کو کہ کیوں خاموش ہے * وہ کہتے تجھکو کہ کیوں بےگوش ہے
میں ہوں گویا ایک تو ہے بیخبر * تیرے گوشان ہیں یہاں بہ کور و کر

مردہ سوسے رات کو جب مست ہو * خواب مین کرتا ہزارون گفتگو
بے شک اسکے پہلو مین تو جا گتا * آفت وگرا سکی نہین ستا ذرا
مرکب چوبین کبہی لگ گئی جسکو چوٹ * حال اسکا ہی نہایت لوٹ پوٹ
غرق دریا مین ہوا ماہی مثال * کچھ نہین آتا بیان مین اسکا حال
وہ نہ گویا ہی نہ خاموش عجب * حال اسکا ہو سکے اظہار کب
ہین یہہ دونو حال گویا دو نونے * یہہ بیان کرنا ادب سے دور ہی
ہی مثال یہہ بس رکیک وبے سواد * پر نہین محسوس ہین اس سے زیاد
تن مثال سایہ ہی جان آفتاب * نور بے سایہ کے ہی اندر حجاب
نور جب دیویگا سایہ کو جلا * تب جہالت تو پایگا اس نور کا
زندگانی ہی فنا کے ہات مین * آب حیوان ہی مگر ظلمات مین
تن فدا کر جان کو دے روشنی * تا نہو مغرور تو نفس سرکشی
نفس کا شکوہ ہی قرآن مین تمام * دشمن جان ہی تیرا وہ بد لگام
کر تجارت حق کے تو بازار سے * صد ہزاران گل خرید یک خار سے
جا طرف گل کے تو ای نادان چلا * پھر خودی کو چھوڑ باقی ہی خدا
قطرۂ جان کر فدای بحر جان * تا کہ تو ہو ویگا بحر بیکران

خاتمہ اسکتاب مستطاب کا شکر مین
پروردگار وہاب تعالی شانہ کے

شکر ہے پروردگار پاک کو * جسنے دی گویائی مشت خاک کو
خاک کو دانش دی اور دی جان بھی * نور عرفان دولت ایمان بھی
شکر ہے واجب تیرا اے کردگار * نعمتیں آدم کو بخشے بے شمار
شکر تیرا کون کر سکتا بشر * جو کرے انسان سو ہے مختصر
شکر تیرا اے کریم بے نیاز * تو نے جنت کو دیا ہے برگ و ساز
تو دیا اس باغ کو رنگ بہار * تا قیامت ہو تو اسکا آبیار
تو نے دی میری زبان کو آب و تاب * فضل سے تیرے بنی روشن کتاب
میں کہاں اور یہ کہاں میرا وجود * تجھ سے ہی موجود عالم اے ودود
اس مرے نامہ کو ہر ناس و عام * شوق سے دیکھیں پڑھیں باحترام
کر عنایت کر مرے دل سے دور * جا نہیں میرے تن کا کر ظہور
جو محبت سے پڑھے میری کتاب * کر مناجات اسکے یارب مستجاب
ذکر کو انکے دلوں میں دے اثر * تا عبادت میں تیرے باندھیں کمر
جو کرے دل سے میرے حق میں دعا * دو جہان میں اسکا بر لا مدعا
تو خوشیاں روح مولانا کے روم * تا رہے عالم میں اس نامہ کی دھوم
ذوق دے معنی لقا کا جان کو * ساتھ رکھ یارب میرے ایمان کو
معرفت کا دل میں کر روشن چراغ * نور سے دل روشنی سے باغ باغ

کر حقیقت سے مجھے آگاہ تو * اور یقین کا نور شمع راہ تو
تو مجھے ظلمت سے غفلت کے نکال * تو دغا دیوے نہ نفس بدسگال
جس گھڑی تن سے کرے پرواز جان * کر شہادت پر میری گویا زبان
اور میرا نزع جان آسان کر * کر تو میرا خاتمہ ایمان پر
گور میں تنہا مجھے جنت کی سیر * کریو یارب خاتمہ میرا بخیر
سب خطاؤں سے بچا یارب مجھے * مغفرت اپنی بتا یارب مجھے
فضل کر ای فضل تیرا بیکران * رایگان تو بخش یارب رایگان
گرچہ ہون ازبسکہ بدکردار مین * لیک ہون تیرے چمن کا خار مین
ہر چمن مین نخلبند مہربان * خار پر گل سے کرے ہی سایبان
بس مجھے ای نخلبند کاینات * وے خرابی سے دو عالم کے نجات
تو دیا انسان کی صورت مجھے * فضل کر کچھ سیرت انسان وے
تو مجھے انسان کی خلعت دیا * نسل مین صدیق کے پیدا کیا
شہ علاء الدین میرا جد جد * تجھے فقیر مین حسبی تیری مدد
رکھہ مجھے انکے قدم پر استوار * واسطے صدیق کے ای کردگار
جان فدا ہین وہ تیرے درگاہ کے * پیشوا کر انکو میری راہ کے
وہ مجھے پہنچا دین تا شاہ عرب * خاتم پیغمبران محبوب رب
مین رہون قربان انکے آل پر * اور تمام اصحاب فرخ فال پر

تاکرین مجھ پر شفیع المذنبین * یک شفاعت کی نظر فرماوین

رحمة للعالمین ہی انکی ذات * کیا عجب گر عاصیون کو دین نجات

واسطے آل نبی کے ای کریم * کر میرے احباب کو جنت مقیم

دمبدم صلوات تیرا اور سلام * آل پر انکے او یارون پر تمام

* ختم تیرے نام پر ہی یہہ کتاب *

* ای خدا مستعان و مستطاب *

صورة ماکتبه عاصی وزیر علی صفی اللهی القادری النقشبندی واین مولوی قاضی نور علی مرحوم مغفور فاروقی انصاری الجبرناموی

ابتدای نامه چون در یتیم * هست بسم الله الرحمن الرحیم

در حمد جناب احدیت جل جلاله

حمد آن نیساز کی لایق شود * وصف جان از پاره دل کے شود

در میان جز دکان این سوز دل * جمله از نیسان دل از تاب دل

چون زگلبن گل خورد دردل عندلیب * در گلستان می طپد بهر حبیب

این حد زندانیست یارب تنگتر * میرسد در بند پای ما سحر

ای خلیلم آن گلستانم نما * سرد کن در من تو در نمرودی زما

نار تو خویش را کن مشتعل * وارهان از دست گرگ بردل

ده می کن منتهش این هست شد * باز آن هستی به هستی مست شد

می شرابی کاندر آن نی سوز نه * یک جهان رقصند زان چون بوزنه

خمسهٔ باطن بسوی بیت باز کن * خمسهٔ ظاهر بغیرت باز کن

چون عقول عشر این عشرهٔ خصال * بهر معشوقست منه در قیل و قال

در نعت حضرت خاتم النبوت صلی الله علیه وسلم

نعت آن منعوت کاو عین حق * زو گرفت این سحر را دم سبق

مصر در عشاق محبوب خدا * عین حق حضرت محمد مصطفی

چونکه روی خویشتن در آینه دید * خلعت پیغام پوشید در رسید

در دل چشم خلائق آمده * قوت دیدار را نوری شده

گر نبودی ذات پاکش جلوه‌گر * چون نمودی ذات واحد در نظر

چون کشود عین تجلی شد عرب * محرم اسرارهای عین رب

نام انسان را که بیرونی بسته‌اند * آن نه انسان زاب و گل کان رسته‌اند

این محض اسمیت ای پاکیزه خو * ورنه آن جان جهان است عین هو

کحل عینت خاک پایش گر شود * هر نوای نی ز هو ظاهر شود

تا که تو از عقل نفست عاقلی * غافلی ظاهر به باطن غافلی

تا توئی در حضرت او نیست بار * دامن آتش بگیر و چار یار

در خدمت پیر و مرشد عمری مولانا افضل العلماء مولوی محمد ارتضا علیخان

بهادر جوناموی قاضی القضات مدراس و مرشد استفاده

مولانا میر لطیف الله باجوری مد ظلهم العالی

تا نباشد پیر تو چون ارتضا * کی لطیف الله کند ذات ترا
کسوت خلقیت گرچه ذات او * لیک عین ذات ذات او
پیر من آئینه پیران من * می نگنجد ما و من در پیر من
گر نشیند بر سر صدر قضا * داعی حکمش شود قدر و قضا
در گلستان خواه بلبل خواه گل * از قضاء نام ما کش جز و کل
ای گدای او نیابی هیچ راه * پس بود دادی لطیف الله شاه
هر چه شد موجود از ازل و ابد * نقش دلها یا لطیف الله شد
هر زبان کز نام او در کام شد * کام نامش در خواص و عوام شد
هر چه گویم وصف بالاتر است * شپره کی وصف خور را درخور است

در صلح بزرگانیکه در معنی اصل ذات و بلفظ عین صفات هستند

ای جمال الدین جمال دین شو * یافت از نور محمد نور نو
یا اخی وصفت ندارد انتها * شرح اصلی میر سائم مرترا
عارفی در وصف مولانای روم * این چنین یک شعر را کرده رقوم
مثنوی مولوی معنوی * هست قرآن در زبان پهلوی
چون کرا داز فیض عام مستعان * ترجمه شد در زبان هندیان
نورسی را شده چون ماشطه * پاک ذات عارف او واسطه

یا الٰہی ساز عارف ان سِر را * آنکہ گفت اورد کردہ طبع را

بعد ازان آن کس کہ او تصحیح کرد * مطلب ہاشان را توضیح کرد

دفتر بر معرفت اسرار او * ہر زبان جا نزادہ انوار تو

بر تو چون گردید سرخوش مستجاب * فہم کن واللہ اعلم بالصواب

تمام ہوا چھاپہ

* ہندی مثنوی مولانا روم قدس سرہ کا *

* تصنیف شاہ سبحان صاحب دام برکاتہ کی *

* بفرمایش و اہتمام مورد فیوضات احد مولوی نور محمد صاحب کے *

* مطبع تعلیمیہ مین مولوی محمد ابراہیم صاحب کے *

* واقع بلدہ کلکتہ محلہ بائیک خانہ کوٹھ ہجرا ایل مکان نمبر ۴۳ *

* مہینہ رجب سنہ ۱۲۶۶ ہجری نبوی صلعم *

۱۸۴۹ع

**

*

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	ت	ی
٦	۴	حد	احد
۹	۱۷	قد	حد
۱۱	۱۵	ز ای	ی
۱۵	۴	جیا	جبا
۱۹	۸	دو	دو
۲۱	۱	لیا	کیا
۲۵	۹	ای	ن
۲۷	۱۳	سے	سے
ایضاً	۱٦	و	کرو
۲۹	۴	بھم	ہم
۲۹	۱۴	مانی	ماری
۳۳	۱٦	کرووا	کرادا
۳۴	۱۵	شیرہ ین	شیریں
۳۵	۳	ظاہر	ظاہرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٨	١١	سرسے	مدرلیسے
٣٩	٧	کو	کوئے
٤٥	١	سو	ہو
٤٧	١٥	پرما مجھے	پر مجھے
٤٧	١٢	ہو سے	ہو
٥٢	١٧	یہہ قطرہ	یہہ سب قطرہ
٥٥	١٢	فروہی	قمرو باہی
٥٦	١١	سنیں	آمدنیے
٦٣	٥	شوت	شہوت
٦٣	١٥	میکہ اسکے اخلاص	میکہ اخلاص
٦٦	٨	نحاں مردون	نحاں فانی
٦٦	١	گر	گہر
ایضاً	١٢	زرہ	ذرہ
٦٨	١٥	سہی	اسہی
٦٩	١٣	ے ہو بابل گاز را	دگذار ہو بابل
٧١	١	چکی	چسکی

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
وہ خوگر	وہ گر دو	۱۱	۷۳
گر	اگر	۲	۷۶
لین	بن	۳	۸۰
کاسین	کاونسن	۱۰	۸۶
رسن	اسن	۱۰	۸۷
تہا اوکا	انکی تی	۱۵	۵۹
تھا	تھے	۳	۹۱
کون	کوہ	۱	۹۲
سپید و ناکو	سپید اس کو	۱۰	۹۲
ہو کب	کب ہو	۱۲	۹۳
خود خالق	خود کا خالق	۱	۱۰۳
زن ہو کب	زن کب	۶	۱۰۳
کیا روز	کیا کیا روز	۱۲	۱۰۶
منہ مور	منہ کو مور	۱۰	۱۰۶
عوض	عرض	۹	۱۱۰
ای جیون ماتم	اب تاتے	۳	۱۱۳

ۃ	سطر	غلط	صحیح
	۴	اندوہ	اندوۂ
	۱۵	نامجبور	نامحمود
	۱۶	قاؤر	واکرو
	۱۶	ایسی انبائی	ایسی نابینائی
	۳	سے گھ	سے گذرا
	۸	ہین	یہین
	۳	کو شادی کو	کو شادی کہ
	۱۶	سوا	غیر
	۱۷	ہین	وہ ہین
	۵	جد	جدا
	۱۵	بھرہوئی	بھروہی
	۱۱	اسکافر	اسکافرق
	۹	باخطر	بی خطر
	۱۳	جب کہ تجھے راہبر	جب تجھے کوئی راہبر
	۱۴	آہ و زاری کی	اور زاری بھی کی
	۵	وطا	وغا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۱۳	ایران	ایرن
۱۹۴	۴	بت	بۓ
۱۹۴	۹	جان آب	جان جان
۱۹۸	۱۹	حق سے خدا	حق سے عطا
۲۰۴	۴	ہو کرکے اندر	ہو ہاکر اندر
۱۰ ایضاً	۱۴	کہاں کچھ ہوئی ہو	کہاں ہو ہاکر ہو
۲۰۷	۷	تکہہ	تک
۲۰۸	۱۰	لر	گر
۲۰۹	۱۰	بنا	بنایا
۲۱۰	۳	ذ	ڈ
۲۱۰	۶	تجھ	تجھ سے
ایضاً	ایضاً	بد	بدخو
ایضاً	ایضاً	دخو	کو
۲۱۳	۵	دختر	ابتر
ایضاً	۷	کے	سے
۲۱۳	۱۱	کہا	سے کہا